اسلامی اخلاق سے متعلق پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
احادیث کا شاندار مجموعہ

محاسنِ اخلاق

معاملات * معاشرت * اخلاقیات
قرآن و حدیث کی روشنی میں

پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
جسٹس (ر) شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

فقیہ العصر رہبر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب
مدیر الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ، فیصل آباد

تالیف

مفتی محمد ناصر رؤف
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مؤلف: مفتی محمد انصر رؤف

نام کتاب: محاسن اخلاق

نظر ثانی: مولانا مفتی سید عابد شاہ صاحب مدظلہ
مدرس جامعہ الرشید کراچی

سن اشاعت: نومبر 2019ء بمطابق ربیع الاول 1441ھ

اہتمام: مولانا محمد اکرام ارشاد صاحب فیصل آباد

ناشر: مکتبہ الرؤف 0300 7250938 0321 2913514

ملنے کے پتے

مکتبہ العارفی فیصل آباد	مکتبہ سراجیہ سرگودھا
دار الکتاب اُردو بازار لاہور	مدرسہ رؤفیہ تعلیم القرآن
جامعہ دار العلوم کراچی	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
جامعہ الرشید کراچی	مکتبہ عثمان غنی جامعہ دار القرآن فیصل آباد

Email: ansarrauf120@gmail.com
contact NO: 0300-7250938/0311-0339928

فہرست

سلام اور مصافحہ کا بیان 117

اجاز لینے کا بیان 125

والدین، اولاد سے متعلق ارشادا آلہٖ وسلم 133

بیٹیوں [illegible] سے حسن سلوک کا بیان 173

عیادت کا بیان 179

بھلائی کرنے کے فضائل 205

جانوروں سے حسن سلوک 247

زوجین سے متعلق ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 257

غریب فقراء سے متعلق ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 275

صبر اور شکر کا بیان 329

زیب و زینت سے متعلق ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 349

اَخلاقِ رذیلہ سے اجتناب 401

(برے اَخلاق اور اُن سے بچنے کا حکم)

متفرق رذائل 403

غصہ، لڑائی اور صلح کا بیان 433

امانت میں خیانت کرنا 493

تکبر کی مذمت کا بیان 501

ریاکاری کی مذمت 509

گانا، موسیقی اور آلاتِ موسیقی

شراب کی حرمت

قرض لے کر واپس نہ کرنا 555

ظلم کی حرمت کا بیان 567

نصائح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 618

مُقدّمہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

جب آدمی کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلیتا ہے تو اس پر یہ بات لازم ہوجاتی ہے کہ اب اس کی زندگی کا ہر کام اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کے حکم اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو اور اپنے آپ کو زندگی کے ہر کام میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت کا پابند بنالے، پھر یہ پابندی صرف عبادات کی حد تک کافی نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ پابندی صرف عبادات میں ضروری سمجھتے ہیں اور بقیہ زندگی کے معاملات میں اپنی خواہشات کے غلام بنے رہتے ہیں، بلکہ جس طرح عبادات کی ادائیگی میں ہم اللہ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اس کے خلاف کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں مثلاً نمازوں کے اوقات اور انکے طریقے میں اور رکعات کی تعداد میں، نیز روزے کے اوقات اور ارکانِ حج کی ادائیگی میں اپنی مرضی اس لئے شامل نہیں کرتے کیونکہ اس سے عمل ضائع ہوجاتا ہے، اسی طرح اپنے باہمی معاملات اور تعلقات اور معاشرت اور اپنے فیصلوں میں بھی اپنی مرضی اور اپنی شخصیت کو مدِ نظر رکھنے کی بجائے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

تمہارے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو منصف نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ کردیں اس کے متعلق دل میں تنگی بھی محسوس نہ کریں بلکہ اسے خوشی خوشی تسلیم کرلیں۔

اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبِعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ" (مشکوٰۃ)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفسانی میری تعلیمات کے تابع نہ ہوجائیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (بخاری)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

ان احکام سے لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ کثرتِ وسائل کے باوجود ہم لوگ مسلسل پستی کا شکار ہیں، اپنے گردوپیش کے حالات پر نگاہ ڈالیں تو پورا معاشرہ اضطراب و بے چینی کی تصویر بنا ہوا ہے، کہیں خاندان کی شکایات تو کہیں حکام پر شکوے سننے کو ملتے ہیں، کسی کو تنگدستی کا سامنا ہے تو کوئی بیماریوں سے پریشان ہے۔

حضور ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ گل ہیں باغِ ہستی میں
وفا کی ہو جس میں بُو وہ کلی نہیں ملتی

ان حالات میں سب سے پہلے ان مسائل کی تشخیص کی پھر ان کے علاج کی ضرورت ہے، قرآن وسنت کے تناظر میں ان کی تشخیص بھی موجود ہے اور ان کا علاج بھی۔

تشخیص تو یہ ہے کہ ہم نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا نصاب زندگی ہی بدل لیا ہے، جس کی وجہ سے ہم ان مسائل کا شکار ہوئے، دولت، وسائل، صلاحیت، علم، طاقت کے ہوتے ہوئے بھی ناکامیوں کا سامنا ہے۔ ایثار، ہمدردی، محبت واُلفت، رحمدلی، توکل، تحمل، قناعت مسلمان قوم کا اصل زیور تھا جو ہم کھو چکے ہیں، آج یہ الفاظ بھی یادگار بن چکے ہیں ان کا چلتا پھرتا مصداق خال خال ہی نظر آتا۔

علاج ان مسائل کا اگر ہمیں چاہئے تو پھر ہمیں مکمل طور پر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چلنا ہوگا، اس کے لئے اپنے اندر صحابہ کرام جیسے جذبات پیدا کرنے ہوں گے، اُن کی سی صفات اپنانا ہوں گی، انھیں کے نقشِ پا پہ چلنا پڑے گا، جب ایسا کریں گے تو پھر اُنھیں جیسا لطف زندگی بھی ملے گا اور أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ، أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا کا مژدہ بھی حاصل ہوگا۔

اس کے لئے کئی مشکلات پیش آئیں گی مثلاً کبھی خلافِ شرع رسم ورواج اور خاندانی روایات کا غلبہ، کبھی اپنی ہی خواہشات رکاوٹ بن جائیں گی لیکن جب ہر کام میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مطلوب ہوگی اور نظر آخرت کے اجر پر ہوگی تو پھر ان مشکلات کی ان شاء اللہ پرواہ نہیں رہے گی۔

کتاب کا تعارف:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اِتباع اختیار کرنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اس قدر آگاہی ضروری ہے جس سے ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور اس پر ملنے والے اجر کا علم حاصل ہو جائے، اس کتاب میں حتی المقدور اس بات کی کوشش کی ہے زندگی میں پیش آنے والے عام معاملات بالخصوص اخلاقیات اور معاشرت سے متعلق ترغیب وترہیب دونوں قسم کی ایک ہزار سے زائد احادیث جمع کی ہیں، کتاب کا پہلا حصہ اخلاق حسنہ کی احادیث پر اور دوسرا حصہ اخلاق رذیلہ کی احادیث پر مشتمل ہے، اکثر

احادیث کے ساتھ صحابہ کرام ،تابعین اور کچھ دیگر اکابر کے ان احادیث پر عمل کرنے کے واقعات بھی ذکر کیے ہیں، جن سے اُس حدیث کی عملی صورت بھی سامنے آجاتی ہے اور علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ عمل کا شوق اور جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ جو شخص بھی صدق دل سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا، ان شاء اللہ اسے زندگی کے درپیش مسائل میں بھرپور رہنمائی بھی حاصل ہوگی اور وہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے فیضیاب بھی ہوگا۔

میں انتہائی شکر گزار ہوں اپنے اساتذہ کرام بالخصوص اپنے شیخ حضرت اقدس مفتی محمد طیب صاحب مدظلہ (مدیر جامعہ امدادیہ فیصل آباد) اور حضرت مفتی محمد اعجاز صاحب مدظلہ کا جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں بندہ ناچیز کی بھرپور سرپرستی فرمائی ۔اور حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کا جنھوں نے اس کتاب پر نظر شفقت فرمائی۔ فجزاهم الله اجرا حسنا۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو بندہ کے لئے اور بندہ کے والدین اور اساتذہ کرام اور اس کی طباعت میں معاونت کرنے والے تمام احباب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، آمین

احقر العباد

(ابوتقی) محمد انصر رؤف عفا اللہ عنہ

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

نزیل مدینہ المنورہ، المسجد النبوی

28 مئی 2015ء بروز جمعرات

تقریظ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ

جسٹس (ر)، شیخ الحدیث: جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد:

عزیز گرامی مولانا محمد انصر رؤف صاحب فاضل دار العلوم کراچی نے "محاسن اخلاق" نام کی کتاب کا مسودہ بھیجا، بندہ نے ان کی اس تالیف لطیف کی ورق گردانی کی اس میں انھوں نے صحاح ستہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جو اخلاق حسنہ اور فضائل ورذائل سے متعلق ہیں، الحمد للہ تعالی یہ کتاب عوام وخواص سب کیلئے مفید معلوم ہوئی، اللہ تبارک وتعالی اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر نافعِ عام وخاص بنائیں۔ آمین

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۵ صفر/۱۴۴۱ھ

تقریظ

فقیہ العصر رہبر طریقت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی **محمد طیب** صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ

مدیر: الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

انسان کی اصلاح اور فلاح کا مدار دین پر عمل کرنے پر ہے آج کتنے مسلمان ہیں جو کلمہ اور نماز تک سے غافل ہیں لیکن جو لوگ دین دار بھی ہیں ان کی دینداری نماز، روزہ سے آگے نہیں بڑھتی، اخلاق اور معاشرت کو دین داروں نے بھی نظر انداز کر رکھا ہے حالانکہ اخلاق اور معاشرت کے درست کرنے سے زندگی میں ایسا حسن پیدا ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتے ہیں اور خلق خدا بھی اس سے راحت پاتی ہے اور اسے پسند کرتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت طیبہ سے اخلاق و معاشرت کے ابواب کو مستقلاً نمایاں کر کے لکھا جائے تاکہ مسلمان ان کا مطالعہ کر کے اپنی زندگی سنواریں۔

مولانا محمد انصر رؤف صاحب نے "محاسن اخلاق" کے نام سے کتاب لکھ کر اس مقصد میں اپنا حصہ ڈالا ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو حدیث شریف کے حوالے سے جمع کیا ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ عمل کی نیت سے مطالعہ کریں، ایک ایک حدیث شریف پڑھ کر ہفتوں اس پر پوری ہمت اور توجہ سے عمل کریں، اللہ تعالیٰ مصنف کی اس خدمت کو قبول فرمائیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں آمین۔

محمد طیب

خادم الطلبہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

۲/۵/۱۴۳۵ھ

تقریظ

استاذ العلماء زین الصلحاء مولانا حضرت مفتی محمد اعجاز صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث: جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

انسانیت کی راہنمائی کے لئے سب سے بہترین طریقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے اس کو اپنانا اور پھیلانا ہمارے فرائض میں سے ہے، مؤلف کی کتاب ''محاسن اخلاق'' اسی فریضہ کی ادائیگی کی بہترین صورت ہے، اہل علم کو چاہئے کہ مساجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں، ان شاء اللہ عملی زندگی میں بہت فائدہ ہوگا۔ حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور اپنے قرب ورضا اور نجات کا ذریعہ بنائیں۔

دعاگو

محمد اعجاز

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز: حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
رئیس مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین کراچی

الحمد للہ رب العلمین والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین علی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد!

دین اسلام کے پانچ بنیادی اور بڑے شعبوں (ایمانیات، عبادات، معاملات معاشرت اور اخلاقیات) میں سے قیامت کے روز اعمال کے اعتبار سے میزان عمل میں سب سے بھاری "اخلاقیات" ہیں۔ دین اسلام کا یہ شعبہ ایسا پُر تاثیر ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے دنیوی زندگی بھی حیات طیبہ کا نمونہ بن جاتی ہے۔

یہ محاسن اخلاق کا ثمرہ ہے کہ دلوں سے بغض وعداوت اور کینہ وحسد کے دبیز پردے چاک ہوجاتے ہیں اور گھر گھر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ محاسن اخلاق کی تحصیل وتکمیل سے بندہ رب العلمین کے انتہائی مقرب اور محبوب بندوں کی صف میں شامل ہوجاتا ہے۔

دین اسلام کے اس بنیادی شعبہ پر مختلف حضرات علماء کرام نے قرآن وسنت کے پر بہار باغیچوں سے آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ کے پھول چن کر مستقل کتب تالیف فرمائی ہیں، اس سنہری سلسلے میں بندہ ناچیز کی ناقص نظر میں "عزیز القدر مولانا انصر روٴف صاحب زید مکارمہ" کی تازہ تصنیف "محاسن اخلاق" بہترین کاوش ہے، جس میں عزیز موصوف سلمہ اللہ نے اسلامی اخلاق کو خوبصورت ترتیب اور جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں جمع فرمادیا ہے۔

بندہ ناچیز کو فاضل محترم نے ایک ملاقات میں محاسن اخلاق کا مسودہ بغرض مطالعہ عنایت فرمایا اور بندہ نے بغرض استفادہ جونہی اس کی فہرست کو ملاحظہ کیا، مسودہ سے ہی گھر میں اپنی

اور بچوں کی اصلاح وتربیت کے لئے تعلیم شروع کردی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تالیف کو قبول فرمائے اور اُمت مسلمہ کے ایک ایک فرد اور گھرانے کو اس سے انفرادی اور اجتماعی استفادے کی توفیق عطا فرمائے ۔ رب کریم درسگاہوں اور مساجد کی اجتماعی تعلیم کے حلقوں میں اس سے استفادے کی توفیق بخشے۔باقی عزیز موصوف کے لئے زبان نبوت سے عطا فرمودہ دعا سے بڑھ کر اور دعا کیا ہوسکتی ہے!!

نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا کما سمعھا منی ۔ (الحدیث)

۲۱/۲/۱۴۴۱ھ
۲۱/۱۰/۲۰۱۹ء

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب دامت برکاتہم

مدیر جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

اسلام نے عقائد، عبادات اور معاملات کے ساتھ معاشرت اور اخلاق حسنہ کی تعلیم پر بہت زور دیا ہے آنحضرت ﷺ نے اخلاق حسنہ کی تعلیم و تکمیل کو اپنی بعثت کا مقصد اِرشاد فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں حضور پاک ﷺ کے بارے اِرشاد ربانی ہے:

اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم کہ آپ اخلاق عظیمہ کے درجہ پر فائز ہیں

عصر حاضر میں اخلاق سوز فضائیں عام ہیں اخلاق کی اہمیت وفضیلت ہی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے جس کی وجہ سے معاشرتی بگاڑ روز افزوں بڑھ رہا ہے، امن وسکون چھن گیا ہے راحت وچین ناپید ہوکر رہ گئے ہیں۔ اندریں حالات ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں احادیث کی روشنی میں اخلاق حسنہ اور معاشرتی اُصولوں کو بیان کیا گیا ہو، ہمارے فاضل دوست عزیزم مولانا انصر رؤف صاحب زیدمجدہم نے ماشاء اللہ اس ضرورت کو پورا کیا ہے اور احادیث کی روشنی میں ایک ایسا خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے جس میں اخلاقیات اور معاشرت کو بنیاد بنا کر ترغیبی اور ترہیبی دونوں قسم کی احادیث ترجمہ سمیت جمع کی ہیں۔

حق تعالیٰ اس مجموعہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آنحضرت ﷺ کی مقدس و پاکیزہ تعلیمات کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور فاضل مؤلف کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

محمد طاہر مسعود

مہتمم: جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا پاکستان

رکن: مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مسئول: وفاق المدارس العربیہ پاکستان سرگودھا ڈویژن

۲۷/۵/۱۴۳۷ھ

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا شبّیر احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ دار القرآن مسلم ٹاؤن فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات کو نماز میں کھڑا رہنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے آدمی کا درجہ پالیتا ہے۔ (مشکوۃ)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمنین میں سے سب سے زیادہ کامل الایمان وہ شخص ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔ (ابوداؤد)

مذکورہ دونوں حدیثوں سے حُسن اخلاق کی ضرورت واہمیت خوب نمایاں ہوتی ہے۔

اس مقصد کیلئے عزیز القدر برادرِ صغیر حضرت مولانا مفتی محمد انصر رؤف سلمہٗ نے "محاسن اخلاق" کے نام سے کتاب تالیف فرمائی ہے۔ کسی بھی عمل کے عند اللہ قبول ہونے کیلئے اہل حق علماء کرام کی تائید وتصدیق انتہائی اہم ہوتی ہے، بحمد اللہ اس کتاب کو حق علماء بالخصوص عالم اسلام کی محبوب ترین شخصیت، میرے شیخ و مربی شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے پسند فرمایا اور اپنی نیک دعاؤں سے سرفراز فرمایا اور اس کتاب کو ہر عام وخاص کیلئے مفید قرار دیا۔

بندہ دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر عزیز القدر مفتی صاحب، ہمارے والدین، اساتذہ کرام اور دیگر متعلقین ومحبین کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

والسلام دعاگو

ابوجریر شبیر احمد

۱۳/۳/۱۴۴۱ھ

تقریظ

شہنشاہِ صحافت معروف کالم نگار حضرت مولانا انور غازی صاحب دامت برکاتہم

مدرس: جامعۃ الرشید کراچی

محاسن اخلاق ..... ایک عمدہ تالیف

بہت ساری چیزوں کا تعلق خداداد صلاحیت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو فن جس میں ودیعت کردے وہی اس فن میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنے اختیار اور کسب سے وہ فن حاصل نہیں کرسکتا ہے، ان چیزوں اور کاموں کو اصطلاح میں "فنونِ لطیفہ" کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک شاعری ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی مرضی سے شاعر نہیں بن سکتا۔ دوسری چیز "مصوری" (منظر کشی) ہے۔ اس کا تعلق بھی خدا کی ودیعت کردہ صلاحیتوں سے ہوتا ہے، مصور ایک بات پینٹنگ اور لکیروں کے ذریعے آپ کے ذہن میں بٹھادیتا ہے جو نثر نگار سو صفحات لکھ کر بھی نہیں سمجھا سکتا۔ تیسری چیز "گلوکاری" (ترنم سے پڑھنا) ہے۔ ترنم، ردھم اور لے ہر ایک کو نہیں آسکتی۔ اس کا تعلق بھی فنونِ لطیفہ سے ہے، جس میں یہ صلاحیت نہ ہو وہ اچھی گلوکاری نہیں کرسکتا۔ چوتھی چیز "تقریر" ہے۔ تقریر اور اندازِ بیان بھی ہر شخص کے بس کی بات نہیں، جس شخص میں یہ قدرتی اور فطرتی طور پر موجود نہ ہو وہ اس میں کمال نہیں دکھا سکتا۔ پانچویں چیز "تحریر" ہے، اور تحریر سے مراد "ادبی تحریر" ہے۔ عام تحریر مراد نہیں ہے۔ عام تحریر ہر شخص لکھ سکتا ہے، کیونکہ عام تحریر کا مقصد صرف ابلاغ اور بات کا پہنچانا ہوتا ہے، جبکہ ادب خاص تحریر کا نام ہے۔ عام وسادہ تحریر کو "صحافت" اور مقفیٰ مسجع تحریر کو "ادب" کہا جاتا ہے۔ صحافت میں اصل ابلاغ ہوتا ہے، جبکہ "ادب" میں اصل "زبان" ہوتی ہے۔ محترم جناب برادرم مولانا محمد انصر رؤف صاحب میں فنونِ لطیفہ میں سے یہی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ کتاب "محاسن اخلاق" ہے۔ ہمارا تجربہ ہے: جب کوئی پڑھنے والا کوئی تحریر پڑھنے کے بعد دو چار منٹ کے لیے خاموش بیٹھ جائے تو

اس کا مطلب ہوتا ہے لکھنے والے نے پڑھنے والے کے جذبات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جب میں نے مولانا انصر رؤف صاحب کی تحریریں پڑھیں تو میں ان کے تاثر میں گم ہو گیا اور کئی منٹ تک ساکت بیٹھا رہا۔ یہ ان کی تحریر کی خوبی ہے۔

ہمارے معاشرے سے مسکراہٹ، خوش کلامی اور دل جوئی رخصت ہوتی جارہی ہے۔ بچوں کو تربیت دی جاتی ہے نہ بڑوں کو اس کا خیال ہوتا ہے، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "کسی شخص سے مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔" معاشرے سے مٹتی ہوئی ان اخلاقی قدروں کا ادراک کر کے برادرم موصوف نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی کتاب "محاسن اخلاق" میں ہمارے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ اتنی اچھی کتاب لکھنے پر ہم ان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ تصنیف و تالیف کا یہ مستحسن سلسلہ اسی طرح جاری وساری رکھیں گے اور اس طرح کی مزید کتابیں بھی لکھیں گے۔ اس دور میں کرنے کا یہ بہت بڑا کام ہے۔

انور غازی، کراچی

اَخلاق حسنہ کے فضائل

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے
اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی

(جامع ترمذی)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میزان میں سب سے وزنی عمل اچھے اَخلاق ہوں گے

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ.

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی حسن الخلق)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی بیشک بے حیاء اور فحش گو شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔

زیادہ لوگ حسن اخلاق کی وجہ سے جنت میں جائیں گے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی حسن الخلق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے لوگ زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کے خوف اور حسن اخلاق سے۔ پھر پوچھا گیا کہ زیادہ تر لوگ جہنم میں کن اعمال کی وجہ سے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: منہ (یعنی زبان) اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

اعلیٰ اخلاق سے تہجد گزار کا سا درجہ

عَنْ عَائِشَةَ رَحِمَهَا اللّٰهُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی حسن الخلق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "مومن آدمی اپنے اعلیٰ اخلاق سے سارے دن کے روزہ دار اور ساری رات کے تہجد گذار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے"۔

تشریح: ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شریعت پر عمل کرنے والا مسلمان اپنی طبعی شرافت اور اچھے اخلاق کی وجہ سے اُس شخص کا درجہ پا لیتا ہے جو رات کو نماز میں بہت زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور بہت زیادہ روزے رکھنے والا ہو۔ (مسند احمد)

اعلیٰ جنت میں گھر کی ضمانت

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی حسن الخلق)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اس کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور اس شخص کے لئے جو مذاق ومزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ضامن ہوں اور جو شخص اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو اس کے لئے اعلیٰ جنت میں ایک مکان کا ضامن ہوں۔

تشریح: اس حدیث میں جن تین اعمال کا ذکر ہے ان تینوں کا تعلق حسن معاشرت کے ساتھ ہے اور ان پر عمل کا مدار ہر آدمی کے ایمان ویقین پر ہے کہ جس کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر جتنا یقین زیادہ ہوگا اس کے لئے اس پر عمل کرنا اتنا آسان ہوگا اور اس پر عمل نہ ہونا ایمان ویقین کی کمزوری کی علامت ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا تسلی ہوگی کہ ان تین باتوں پر عمل کی صورت میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں جنت کی ضمانت دے رہے ہیں۔آج دنیا میں کوئی ادنیٰ سا آدمی ہمارے حق کا ضامن ہو جائے تو ہم اس پر اندھا اعتماد کر لیتے ہیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضمانت پر اس قدر بھی اعتماد نہیں؟ یہ طرز انتہائی قابل افسوس ہے۔

نیکی اچھے اَخلاق کا نام ہے

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تفسیر البر والاثم)

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ لوگ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی معالی الاخلاق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہوں گے جو بہترین اخلاق والے ہیں۔

منافقت اور خوش خلقی جمع نہیں سکتی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب العلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو منافق میں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ۔

خوش خلقی باعث برکت ہے

عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْخُلُقِ نَمَاءٌ وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمُرِ وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ السُّوءِ

(مسند احمد: روایت رافع بن مکیث)

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسن خلق ایک ایسی چیز ہے جس میں نشو ونما کی صلاحیت ہے (یعنی باعث برکت ہے) اور بد خلقی نحوست ہے، نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور صدقہ بری موت کو ٹالتا ہے۔

مومن بد اخلاق نہیں ہوتا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی البخل)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن میں یہ دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں، بخل اور بد اخلاقی۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَخلاق
فرمانِ نبوی
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِی فَاَحْسِنْ خُلُقِی
(مسند احمد)
اے اللہ! آپ نے میری صورت اچھی بنائی ہے، میرے اخلاق بھی اچھے کردیجئے۔

تمہید

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے اخلاق وعادات کو پسند فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا بھی فرمایا کرتے تھے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِي فَاَحْسِنْ خُلُقِي (مسند احمد)

اے اللہ! آپ نے میری صورت اچھی بنائی ہے،
میرے اخلاق بھی اچھے کر دیجئے۔

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ

اے اللہ! میں برے اخلاق سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

آپ کی اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کو یوں تسلی دی ”اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ“ بیشک آپ عظیم اخلاق والے مرتبے پر ہیں۔ ایک اور آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کو اُمت کے لئے اُسوہ حسنہ یعنی بہترین نمونہ قرار دیا۔ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: کیا تم لوگ قرآن پاک نہیں پڑھتے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پڑھتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تو ہیں۔ یعنی قرآن پاک میں جن اچھے اخلاق کا حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ان کا عملی نمونہ تھے۔

آیات مبارکہ

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾
(البقرۃ)

اسی طرح ہم نے تمہارے درمیان تمہی میں سے رسول بھیجا جو ہماری آیات تمہارے سامنے پڑھتا اور تمہیں پاک کرتا ہے، اور تمہیں کتاب وحکمت اور وہ کچھ سکھلاتا ہے جس سے تم بے علم تھے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ (اٰلِ عمران)

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ (لوگ) اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ (النساء)

تمہارے رب کی قسم! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپس کے تمام اختلاف میں تمہیں حکم نہ مان لیں۔ پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں اور اسے دل وجان سے تسلیم کرلیں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ (التوبۃ)

(لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری

ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (احزاب)

بلاشبہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویاں ان (ایمان والوں) کی مائیں ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴿۲۱﴾ (احزاب)

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ (شوریٰ)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً آپ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اس اللہ کے راستے کی طرف جو زمین و آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ سُن لو! کہ سارے معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گالی گلوچ کرنے والے نہ تھے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب ماینھی عن السباب واللعن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدگوئی کرنے والے، لعنت کرنے والے، گالی گلوچ کرنے والے نہ تھے، ہم میں سے کسی پر اگر کبھی ناراض ہوتے تو فرماتے اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر کسی پر غصہ آجاتا تو غصے سے مغلوب ہو کر گالی گلوچ یا لعن طعن نہ فرماتے تھے جیسا کہ بعض اوباش قسم کے لوگ بات بات پر گالی دینا اور بے حیائی کے الفاظ استعمال کرنا اپنی عادت بنا لیتے ہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت غصہ میں بھی تہذیب کا دامن نہ چھوڑتے اور زیادہ سے زیادہ یہ جملہ یا اس قسم کا کوئی اور جملہ بولتے کہ اس کو کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اپنے اندر یہ صفات پیدا کریں

کسی کے مانگنے پر کبھی انکار نہیں کیا

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا

(صحیح بخاری: جلد سوم: باب حسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل)

حضرت ابن مکندر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی تو آپ نے کبھی نہیں نہ فرمایا۔

تشریح: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ عطا کرنے سے صاف انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اگر چیز موجود ہوتی تو عنایت فرمادیتے، اگر موجود نہ ہوتی تو فرمادیتے کہ جب ہوگی آنا دیدوں گا، یا اس قسم کی کوئی اور تسلی کی بات فرمادیتے تھے۔ کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے قرض لے کر بھی سائل کو عطا فرمایا۔ دیکھیے! دوسروں کی دلجوئی کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک لفظ ''نہیں'' بول کر بھی کسی کو مایوس اور پریشان کرنا گوارہ نہ تھا۔

آپ کو فحش گوئی کی عادت نہیں تھی

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا

(صحیح بخاری: جلد سوم: باب حسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل)

حضرت مسروق کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو فحش گوئی کی عادت تھی اور نہ قصداً فحش کلام فرماتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے بہتر ہو۔

گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کرتے

عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتْ

الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب کیف یکون الرجل فی اہلہ)

حضرت اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے اپنے گھریلو کاموں میں اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹانا اوران کا تعاون کرنا یہ کوئی عیب نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔لہٰذا مردوں کو چاہئے کہ اگر کبھی گھر میں کسی کام کا موقع ہو مثلاً بیوی بیمار ہوجائے یا مہمان زیادہ آجائیں یا اس کے بغیر بھی اگر کوئی کام ہو مثلاً برتن یا کپڑا دھونا پڑے یا اور کوئی گھر کا کام کرنا پڑے تو اپنے نبی کی سنت سمجھ کر کرلینا چاہئے، ان شاء اللہ اس پر اللہ کی طرف سے اجر بھی ملے گا اور اپنے آقا ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی نیز گھر میں باہمی محبت و اُلفت کی فضاء پیدا ہوگی اور اپنے بچوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی سے رہنے کا عملی سبق حاصل ہوگا۔

تکلیف پہنچانے والے پر بھی احسان

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب التبسم والضحک)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اس حال میں کہ آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے حاشیے گھنے بنے ہوئے تھے ایک اعرابی آپ سے ملا اور آپ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے کندھے پر دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گئے تھے۔ پھر اس نے کہا کہ اے محمد! (ﷺ) اللہ کا مال جو تیرے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھے دلاؤ، میں نے آپ کی طرف مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اس کو دینے کا حکم فرمایا۔

تشریح: اس حدیث میں حضور ﷺ نے بد اخلاق اور بے مروّت لوگوں کو عملی سبق دیا ہے بالخصوص صاحبِ اِقتدار لوگوں کو جو اپنے اقتدار کے نشے میں لوگوں کی معمولی معمولی غلطیوں پر اُن سے سخت اِنتقام لیتے ہیں اور ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انتقام لینا عظیم لوگوں کا شیوہ نہیں بلکہ ان کا شیوہ درگزر کرنا ہے۔ دوسری بات جس کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے صرف یہی نہیں کہ اس اعرابی کی بداخلاقی پر صبر کیا بلکہ اپنی وسعت ظرفی کی بنا پر اسے معاف بھی کر دیا اور اپنی طرف سے کچھ عطا بھی کیا۔

اپنے قاتل کو بھی معاف کر دیا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيئَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَالِكَ فَقَالَتْ أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ قَالَ مَا كَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَاكِ قَالَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب السم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بکری کا زہر آلود گوشت لائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کھالیا پھر اس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تجھے اس بات پر قدرت نہیں دے گا یا فرمایا اللہ تجھے مجھ پر قدرت نہ دے گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلق کے کوے میں ہمیشہ اس زہر کو محسوس کرتا تھا۔

تشریح: اس واقعہ کی کچھ تفصیل سنن ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے کہ اہل خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھُنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی دستی کا گوشت لیا اور اس میں سے کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بھی کھایا پس اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ اپنے ہاتھوں کو کھانے سے روک لو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی عورت کو بلایا پھر اس سے فرمایا: کہ کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ اس نے کہا: کہ آپ کو کس نے بتایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے میرے ہاتھ میں موجود دستی نے بتلایا (یعنی گوشت نے بتلا دیا کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا) اس نے کہا کہ جی ہاں! لیکن میں نے اس سے آپ کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ میں نے سوچا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت حاصل کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے معاف کر دیا اور اسے سزا نہیں دی اور اس بکری کے کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ کرام انتقال کر گئے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زہر آلود بکری کے کھانے کی وجہ سے بطور علاج پچھنے لگوائے (حجامہ کروایا) اور آپ کو ابو ہند نے سینگ اور چھری کے ذریعہ سے پچھنے لگائے اور ابو ہند بنی بیاضہ جو انصار کا ایک قبیلہ ہے اس کا آزاد کردہ غلام تھا۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ یہودی عورت جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا وہ خیبر کے مشہور یہودی سردار مرحب کی بہن تھی۔

اپنے دشمن کو معاف کرنے کا واقعہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَتْ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْئَ وَمَا يَفْعَلُهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ جَائَنِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْئٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ قَالَ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ وَاللهِ لَكَأَنَّ مَائَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُئُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا فَأَمَرْتُ بِهَا فَدُفِنَتْ

(صحیح مسلم: المجلد الثانی: باب السحر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنو زریق کے

یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا جسے لبید بن اعصم کہا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (جادو کے اثر کی وجہ سے) یہ خیال آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کام نہ کر رہے ہوتے یہاں تک کہ ایک دن یا رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی، پھر دعا مانگی، پھر دعا مانگی پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تو جانتی ہے کہ جو چیز میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی اللہ نے وہ مجھے بتا دی؟ میرے پاس دو آدمی (یعنی دو فرشتے انسانی شکل میں) آئے ان میں سے ایک آدمی میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا جو سر کے پاس تھا اس نے پاؤں کے پاس بیٹھنے والے سے کہا یا پاؤں کے پاس بیٹھنے والے نے سر کے پاس بیٹھنے والے سے کہا کہ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا یہ جادو کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے جھڑنے والے بالوں میں اور کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس نے کہا اب وہ چیزیں کہاں ہیں؟ دوسرے نے کہا ذی اَروان کے کنویں میں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں سے چند لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے (اور ان چیزوں کو کنویں سے باہر نکالا) پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم! اس کنویں کا پانی مہندی کے رنگ دار پانی کی طرح تھا اور گویا کہ کھجور کے درخت شیطانوں کے سروں کی طرح دکھائی دیتے تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے انہیں جلا کیوں نہ دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے عافیت عطا کر دی ہے اور میں نے لوگوں میں فساد بھڑکانے کو پسند نہیں کیا۔ اس لئے میں نے حکم دیا تو انہیں دفن کر دیا گیا۔

اہل طائف کی بدسلوکی اور آپ ﷺ کا تحمل

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذَالِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب بدء الخلق: باب ذکر الملئکۃ)

زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا یوم احد سے بھی سخت دن آپ پر آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری قوم کی جو جو تکلیفیں اُٹھائی ہیں وہ تو اُٹھائی ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف جو میں نے اُٹھائی وہ عقبہ کے دن تھی جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا پھر میں انتہائی پریشانی کے عالم میں وہاں سے نکلا اور قرن ثعالب (مقام پر) پہنچ کر مجھے کچھ افاقہ ہوا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو بادل کے ایک ٹکڑے کو اپنے اوپر سایہ کرتے ہوئے پایا میں نے جو دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ

نے آپ سے آپ کی قوم کی گفتگو اور ان کا جواب سن لیا ہے اور اب پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ایسے کافروں کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کیا پھر کہا: اے محمد ﷺ! یہ سب کچھ آپ ﷺ کی مرضی پر ہے اگر آپ چاہیں تو میں **اَخْشَبَیْن** نامی دونوں طرف کے پہاڑوں کو ان کافروں پر ملا دوں (جس میں یہ سارے پس جائیں گے)؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ بالکل شرک نہ کریں گے۔

تشریح: آپ ﷺ کی تعلیمات اور اداؤں پر مر مٹنے والے آپ کے جانثار صحابہ کرام کسی میدان میں بھی آپ کی تعلیمات سے منحرف نہیں ہوئے چنانچہ اسی بستی طائف کے رہنے والے ایک صحابی حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے اور واپس طائف آ کر اپنی قوم کو اِسلام کی دعوت دی تو قوم نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو حضور ﷺ کے ساتھ کیا تھا بلکہ ان کو تو قتل کرنے کے لئے اس وقت تیر مارا جس وقت یہ فجر کی نماز کے لئے اذان دے رہے تھے، شدید زخمی حالت میں گر گئے اور پھر بعد میں اسی زخم سے شہید ہو گئے، جب زخمی ہو کر گرے تو ان کی قوم کے لوگ قاتلوں سے بدلہ لینے کے لئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آ گئے اور ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم سب ایک ایک کر کے مر جائیں گے لیکن عروہ بن مسعود کے عوض جب تک قبیلہ بنو مالک (قاتل قبیلہ) کے دس بڑے سردار قتل نہ کر دیں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ابھی جان باقی تھی، انھوں نے اپنے محبوب آقا ﷺ کی سنت پر عمل کی مثال قائم کرتے ہوئے اپنے قبیلے والوں سے فرمایا:

میری وجہ سے جنگ وجدال نہ کرو میں اپنا خون معاف کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن کے معاملے کی پاسداری کرنا

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْقِيَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلَكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الجہاد)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) قریش نے مجھے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو (اللہ نے) میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان (کفار) کی طرف لوٹ کر کبھی نہ جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں عہد شکنی کرنے والا نہیں ہوں اور نہ ہی قاصد کو قید کرتا ہوں لہذا اب تو تم واپس چلے جاؤ اور اگر پھر بھی تمہارے دل میں وہ بات (اسلام کی محبت) رہتی ہے جو اب ہے تو پھر دوبارہ آ جانا۔ حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں واپس چلا آیا پھر دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

دوسروں کو دیکھ کر مسکراتے

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب التبسم والضحک)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے، میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

سارا منہ کھول کر نہیں ہنستے تھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی أَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب التبسم والضحک)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی سارے دانت کھول کر اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق نظر آنے لگے بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔

اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ أَمْرَیْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِی شَیْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو امر کے درمیان جب بھی اختیار دیا جاتا تو ان میں جو آسان صورت ہوتی اس کو اختیار فرماتے

بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے (یعنی سب سے زیادہ اس سے پرہیز کرتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر کبھی انتقام نہیں لیا مگر جو شخص حرمتِ الٰہیہ کی توہین کرتا (یعنی احکام الٰہی کے خلاف کرتا) تو اللہ کی خاطر اس سے انتقام لیتے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو باتوں میں سے کسی ایک کے کرنے کا اختیار دیا جاتا اور وہ دونوں باتیں جائز ہوتیں لیکن ایک صورت آسان اور دوسری مشکل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسان صورت کو اختیار فرماتے اور ایسا کرنا اپنی سہولت کے لئے نہیں تھا بلکہ محض اس لئے تھا تاکہ میری اُمت کے لئے میری اتباع آسان ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کی خاطر انتقام نہ لینا یہ آپ کے حلم اور تواضع کی علامت ہے اور اس میں اُمت کے لئے ایک پیغام اور ایک سبق موجود ہے کہ انسان کا کمال اور عزت بدلہ لینے میں نہیں ہے بلکہ درگزر کرنے میں ہے، جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تعلق ہوتا تو آپ ہمیشہ درگزر سے کام لیتے لیکن اگر کوئی حرمت الٰہیہ کے متعلق غلط اقدام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے گوارہ نہ فرماتے اس کا مرتکب جس تنبیہ یا سزا کا مستحق ہوتا وہ جاری فرماتے، معلوم ہوا کہ اپنی ذات سے متعلق کسی کی بداخلاقی پر چشم پوشی کرنا مستحسن ہے اور اللہ کی نافرمانی پر چشم پوشی کرنا غیر مستحسن ہے۔

ہمارے معاشرے میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جن سے اپنی اور اپنے ماں باپ کی توہین تو برداشت نہیں ہوتی اس کیلئے جتنا بڑا قدم اُٹھانا پڑے دریغ نہیں کرتے لیکن دین کی، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے سامنے توہین ہو تو وہ صرف یہ نہیں کہ برداشت ہو جاتی ہے بلکہ اس توہین کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو اخلاقیات کا درس بھی دیتے ہیں اور مختلف عنوانات سے اُنھیں تنقید کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔

ایک شخص کی نادانی پر شفقت

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب قول النبیا یسروا ولا تعسروا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک اعرابی مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگ اس کی طرف دوڑے تا کہ اس کو ماریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا بہادو اس لئے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کی کیسی عجیب مثال قائم کی ہے کہ ایک مسلمان کی تعظیم کو مسجد کی تعظیم پر مقدم رکھا، اتنی بڑی غلطی کرنے والے کو نہ تو کوئی سزا دی اور نہ ہی اسے یہ کہا کہ اب اس نجاست کی صفائی تم ہی کرو، دوسروں کی اصلاح کے یہی وہ سنہری اصول ہیں جن کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کی تربیت کی اور وہ اصول سو فیصد مؤثر ثابت ہوئے۔

اپنی ازواج کی رعایت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الانبساط الی الناس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیلتی تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلا کر میرے پاس لے آتے میں پھر ان کے ساتھ کھیلنے لگتی۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیویوں کے جائز تقاضوں اور جائز جذبات کو ملحوظ رکھنا اور انھیں اپنے سے بے تکلف رکھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کا حصہ ہے، بعض لوگ جو اپنے اہل خانہ پر بے جا سختی کرتے ہیں اور ان کے جائز تقاضوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کا اپنے گھر والوں سے تعلق حاکم اور محکوم جیسا ہوتا ہے ان کو اس قسم کی تعلیمات پر خوب غور کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ اس قدر بے تکلف تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ دورانِ سفر ایک جگہ میں نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں دوڑ لگائی تو میں آگے نکل گئی (پھر کچھ عرصہ کے بعد ایک موقعہ پر پھر) ہم نے دوڑ لگائی اس وقت میرا جسم بھاری ہو گیا تھا اسلئے اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے سبقت لے گئے اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جیت پچھلی ہار کا بدلہ ہے۔ (ابوداؤد فی الجہاد)

قرض کی ادائیگی میں احسان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب الوکالة فی قضاء الدیون)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنے حق کا تقاضا کرنے کے لئے آیا اور شدت اختیار کی، صحابہ نے اسے مارنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، جس کا حق ہوتا ہے وہ اسی طرح گفتگو کرتا ہے، پھر فرمایا: کہ اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ دیدو، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمر کا تو نہیں لیکن اس سے زیادہ کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہی اس کو دے دو، تم میں بہتر وہی شخص ہے جو اچھے طریقے پر قرض کو ادا کرے۔

تشریح: اس حدیث کے واقعہ سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک دوسری حدیث میں حکم آیا ہے **"کل قرض جر منفعة فھو ربوا"** (ترجمہ: ہر وہ قرض جس پر نفع شامل کیا جائے تو وہ سود ہے) جبکہ اِس مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے صاحب حق کو اس کے حق پر اِضافے کے ساتھ ادائیگی کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسے بہتر بھی قرار دیا گیا ہے؟ ان دونوں حدیثوں کی وضاحت یہ ہے کہ اگر قرض کا معاملہ طے کرتے وقت اصل قرض پر اضافے کے ساتھ واپسی کی شرط لگائی جائے تو یہ سود ہے اور حرام ہے لیکن اگر معاملہ طے کرتے وقت اصل رقم ہی کی واپسی طے ہو اس پر اضافے کی شرط نہ لگائی جائے پھر بعد میں ادائیگی کرتے وقت مقروض اپنی خوشی سے اس میں اضافہ کر کے ادا کرے تو یہ جائز اور مستحسن ہے اور مذکورہ حدیث کے واقعے میں بھی یہی صورت ہے کہ پہلے سے اضافے کی شرط نہیں لگائی گئی تھی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت ادائیگی اِحساناً اچھا اونٹ دینے کا حکم فرمایا۔

صحابہ کرام کا عمل بھی اسی پر تھا ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی سے چند درہم قرض لئے جب وہ واپس کیے تو اس سے بہتر درہم ادا کیے قرض خواہ نے کہا کہ میرے درہم تو ہلکے تھے آپ مجھے اعلیٰ دراہم ادا کر رہے ہیں تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے میں اپنی خوشی سے اعلیٰ ادا کر رہا ہوں۔ (موطا امام مالک)

بھوکوں کو کھانا کھلانا

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِنَا أَهْلَهُ فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا فَكُنَّا نَحْتَلِبُهُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ النَّائِمَ وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب کیف السلام)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ میں آئے۔ ہمارے کان اور آنکھیں بھوک کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھیں۔ ہم خود کو صحابہ کے سامنے پیش کرتے تو (اپنی تنگدستی کی بنا پر) کوئی ہمیں قبول نہ کرتا۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے وہاں تین بکریاں تھیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان کا دودھ دوہنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہر ایک اپنے حصے کا دودھ پی لیتا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حصہ رکھ دیتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تشریف لاتے اور اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا نہ جاگتا اور جاگنے والا سن لیتا۔ پھر مسجد جاتے اور نماز پڑھتے پھر واپس آتے اور اپنے حصے کا دودھ پیتے۔

اپنے خادم کو کبھی نہیں ڈانٹا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ أَكُونَ عَلَيْهِ مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِي لِمَ فَعَلْتَ هَذَا أَوْ أَلَّا فَعَلْتَ هَذَا

(سنن ابو داؤد: المجلد الثانی: باب فی الحلم وأخلاق النبی ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں دس برس خدمت کی اور میں کم عمر لڑکا تھا اور میرا ہر کام میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق نہیں ہوتا تھا لیکن آپ نے کبھی مجھے اُف نہ کہا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا یا ایسا کیوں نہیں کیا۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والدین نے انھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا اُس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بچپن کی عمر تھی اس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقیہ ساری مدنی زندگی جس کا دورانیہ دس سال بنتا ہے مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہے، اس طویل عرصے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی بات پر سزا دینا یا ڈانٹنا تو در کنار اُف تک کا لفظ بھی نہ بولنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمدہ اخلاق اور آپ کے حلم و بردباری کی خوب ترجمانی کرتا، اس میں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی غلطی نہیں ہوتی ہوگی کیونکہ بچپن میں بہت سی کوتاہیاں ہو جاتی ہیں، ایک مقام پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ مجھے ملامت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اسے چھوڑ دو ملامت نہ کرو، در حقیقت جو کام ہونے والا ہو وہ ہو کے رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ: باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہمیشہ دوسروں کی رعایت فرماتے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی حسن العشرۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا کہ اس نے اپنا منہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان پر رکھا ہو اور آپ نے اپنا سر ہٹا لیا ہو۔ یہاں تک کہ وہی شخص پہلے اپنا سر ہٹاتا تھا۔ اور میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا کہ اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہو اور آپ نے اس کا ہاتھ (پہلے) چھوڑ دیا ہو یہاں تک کہ وہی خود اپنا ہاتھ چھڑا لیتا تھا۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت مبارکہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ کسی امتیازی شان کے ساتھ نہیں رہتے تھے جیسا کہ دنیا کے عام حکام کی عادت ہوتی ہے بلکہ انتہائی بے تکلف ہو کر ان کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے آپ کی اس بے تکلفی کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام صحابہ کرام اپنا ہر قسم کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر لیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے اچھے شریک تھے

عَنِ السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُونِّي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ يَعْنِي بِهِ قُلْتُ صَدَقْتَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ كُنْتَ لَا تُدَارِي وَلَا تُمَارِي (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی کراھیۃ المراء)

حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو دیکھا کہ لوگ میری تعریف کر رہے تھے اور میرا ذکر کر رہے تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسے تمہاری نسبت زیادہ جانتا ہوں میں نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ علیہ الصلوۃ والسلام میرے شریک تھے اور کیا ہی اچھے شریک تھے آپ نہ بات کو بڑھایا کرتے تھے اور نہ جھگڑتے تھے۔

دوسروں سے متعلق دل صاف رکھنے کا اہتمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِىْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِىْ عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّىْ أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی رفع الحدیث من المجلس)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کوئی شخص مجھے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی کوئی (عیب والی) بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری طرف اس حال میں نکلوں کہ میرا سینہ صاف ہو (اور میرے دل میں کسی کی طرف سے کوئی میل نہ ہو)۔

تشریح: ہمارے معاشرے میں اس معاملے میں بہت کوتاہی برتی جاتی ہے کہ معمولی معمولی شک کی بنا پر ہی دوسروں سے بدگمانیاں پیدا کر لی جاتی ہیں۔ مزید برآں یہ کہ دوسروں کے عیوب تلاش کر کے اپنے اوپر بدگمانیوں کے دروازے کھول لئے جاتے ہیں جبکہ اس حدیث کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے اوپر بدگمانیوں کے دروازے بند کرنے چاہئیں اور دوسروں کے عیوب سننے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے تاکہ ایک دوسرے سے متعلق سینے صاف رہیں۔

عمدہ اخلاق نبوت کا پچیسواں حصہ ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الوقار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمدہ چال چلن، عمدہ اخلاق اور میانہ روی، نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبوی اوصاف کو یا علوم نبوت کو اگر پچیس حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان میں سے ایک حصہ یہ تین چیزیں ہوں، اس جملے سے ان مذکورہ تین اوصاف کی اہمیت کو واضح کرنا مقصود ہے اور یہ بتلانا ہے کہ علوم نبوت میں ان کو کیا مقام حاصل ہے، چونکہ یہ تین باتیں انبیاء کے اوصاف کا جزو ہیں اس لئے انبیاء کی کامل اتباع کے لئے ان پر عمل کرنا لازم اور ضروری ہے۔

ہر ایک کا احساس فرماتے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِي قُرَيْظَةَ عَلَى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيفٍ وَعَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ (شمائل ترمذی: باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے جنازوں میں شرکت فرماتے تھے گدھے پر سوار ہو جاتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے آپ۔ بنو قریظہ کی لڑائی کے دن ایک

گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پھٹوں کی اور کاٹھی بھی اس کی تھی۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کے ساتھ برتاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع کا ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاملات کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مشفق و مہربان باپ سے زیادہ فکر مند رہتے اور ان کی دلجوئی کا خوب اہتمام فرماتے کسی امیر یا غریب کے ہاں جانے میں فرق نہ تھا بلکہ بے تکلف ہر ایک کی طرف تشریف لے جاتے، انفرادی ٹھاٹھ باٹھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل پسند نہ تھی بلکہ جیسا کھانے کو ملا کھا لیا، جیسا پہننے کو ملا پہن لیا، جیسی سواری مہیا ہوتی اسی پر سفر فرما لیا کرتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تواضع

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتّٰى يَكُونَ الرَّجُلُ يَنْزِعُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتّٰى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ

(جامع ترمذی: المجلد الثانی: ابواب صفة القیمة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مصافحہ کرتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک سامنے والا خود نہ کھینچتا پھر اس وقت تک اس سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سامنے بیٹھنے والے کی طرف پاؤں بڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اپنے ذاتی کام خود ہی کر لیتے

عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ قِيلَ لِعَائِشَةَ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ (شمائل ترمذی: باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

حضرت عمرہ کہتی ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ پر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے تھے۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بلند مراتب عطا فرمائے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع بھی کمال درجہ کی عطا فرمائی ہے جس کی صورت اس حدیث سے واضح ہے کہ اپنے کام خود فرمالیا کرتے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کوئی خادم رکھنے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ تمام صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنے لئے ایک عظیم سعادت سمجھتے تھے اس کے باوجود اپنے کام خود کرنا تواضع کی عمدہ مثال ہے۔

برے لوگوں کی بھی رعایت فرماتے

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيثِهِ عَلَى أَشَرِّ الْقَوْمِ يَتَأَلَّفُهُمْ بِذٰلِكَ فَكَانَ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيثِهِ عَلَيَّ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي خَيْرُ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا خَيْرٌ أَوْ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا خَيْرٌ أَوْ عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا خَيْرٌ أَوْ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ فَلَمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَصَدَقَنِي فَلَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ سَأَلْتُهُ

(شمائل ترمذی: باب ماجآء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قوم کے بدترین شخص کی طرف سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تالیف قلوب کے خیال سے اپنی توجہ اور اپنی خصوصی گفتگو مبذول فرماتے تھے، (جس کی وجہ سے اس کو اپنی خصوصیت کا خیال ہوجاتا تھا) چنانچہ خود میری طرف بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہات عالیہ اور کلام کا رخ بہت زیادہ رہتا تھا، حتیٰ کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ میں قوم کا بہترین شخص ہوں (اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ میری طرف توجہ فرماتے ہیں) میں نے اسی خیال سے ایک دن دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں افضل ہوں یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ؟ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عثمان رضی اللہ عنہ؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے مجھ سے سچی بات فرمائی (اور مجھے اس پر ندامت ہوئی کہ) مجھے ایسی بات نہیں پوچھنی چاہیے تھی۔

آپ کے اَخلاق تمام انسانوں سے بہتر تھے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا وَلَا مَسِسْتُ خَزًّا وَلَا حَرِيرًا وَلَا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(شمائل ترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی مجھے کسی بات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُف تک بھی نہیں فرمایا نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق میں تمام انسانوں سے بہتر تھے میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم یا کوئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور میں نے کبھی کسی قسم کا مشک یا کوئی عطر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِءُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ (شمائل ترمذی: باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گو تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے تھے، نہ بازاروں میں چلّا کر (خلاف وقار) باتیں کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرما دیتے تھے اور اس کا تذکرہ بھی نہ فرماتے تھے۔

تمام زندگی کسی خادم یا عورت کو نہیں مارا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ

شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا ضَرَبَ خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً

(شمائل ترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی باندی وغیرہ) کو۔

ذاتی معاملات میں نرمی، دینی معاملات میں سختی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلَمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ مَا لَمْ يُنْتَهَكْ مِنْ مَحَارِمِ اللهِ تَعَالَى شَيْءٌ فَإِذَا انْتُهِكَ مِنْ مَحَارِمِ اللهِ شَيْءٌ كَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ فِي ذٰلِكَ غَضَبًا

(شمائل ترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی ظلم کا بدلہ لیا ہو۔ البتہ اگر کوئی اللہ کے حرام کردہ کاموں میں سے کسی حرام کام کا مرتکب ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غصے والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا حال

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ الْحُسَيْنُ سَأَلْتُ أَبِي عَنْ سِيرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُلَسَائِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ الْخُلُقِ لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَاحٍ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ رَاجِيَهُ وَلَا يُخَيِّبُ فِيهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ

وَالإِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يَعِيبُهُ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا رَجَا ثَوَابَهُ وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا يَتَنَازَعُونَ عِنْدَهُ الْحَدِيثَ وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُونَ مِنْهُ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ (شمائل ترمذی: باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے (میرے چھوٹے بھائی) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ کا طرز پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی کے ساتھ متصف رہتے تھے (یعنی چہرہ انور پر تبسم اور بشاشت کا اثر نمایاں ہوتا تھا) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نرم مزاج تھے۔ آپ نہ سخت گو تھے اور نہ سخت دل تھے۔ نہ آپ چلا کر بولتے تھے نہ فحش گوئی اور بدکلامی فرماتے تھے نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیوب پکڑیں نہ زیادہ مبالغہ سے تعریف کرنے والے، نہ زیادہ مذاق کرنے والے نہ بخیل، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناپسند بات سے اعراض فرماتے تھے۔ یعنی ادھر التفات نہ فرماتے گویا سنی ہی نہیں دوسرے کی کوئی خواہش اگر آپ کو پسند نہ آتی تو اس کو مایوس بھی نہ فرماتے تھے اور اس کا وعدہ بھی نہ فرماتے تھے آپ نے تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ فرما رکھا تھا۔ جھگڑے سے اور تکبر سے اور فضول بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا، نہ کسی کی مذمت فرماتے تھے، نہ کسی کو عیب لگاتے تھے، نہ کسی کے

عیوب تلاش فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف وہی کلام فرماتے تھے جو باعث اجر وثواب ہو۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ ہو جاتے تب وہ حضرات کلام کرتے (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کے درمیان کوئی شخص نہ بولتا تھا جو کچھ کہنا ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چپ ہونے کے بعد کہتا تھا) صحابہ کرام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کسی بات میں جھگڑا نہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک سب خاموش رہتے۔ ہر شخص کی بات (توجہ سے سننے میں) ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو ہو، جس بات سے سب ہنستے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تبسم فرماتے اور جس سے سب لوگ تعجب کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تعجب میں شریک رہتے اور اجنبی مسافر آدمی کی سخت گفتگو اور بے تمیزی کے سوال پر صبر فرماتے، ان پر گرفت نہ فرماتے ان پر صبر کرتے اور اس وجہ سے وہ لوگ ہر قسم کے سوالات کر لیتے تھے)۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس تک مسافروں کو لے کر آیا کرتے تھے آپ یہ بھی تاکید فرماتے رہتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو (اگر آپ کی کوئی تعریف کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو گوارا نہ فرماتے البتہ بطور شکریہ اور ادائے احسان کے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکوت فرماتے۔ کسی کی گفتگو قطع نہ فرماتے تھے۔ البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اسے روک دیتے تھے یا مجلس سے تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ فَيَأْتِيهِ جِبْرَائِيلُ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرَائِيلُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

(شمائل ترمذی: باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اول تو تمام لوگوں سے زیادہ ہر وقت ہی سخی تھے بالخصوص رمضان المبارک میں تمام مہینہ اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے اور جس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک سناتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی اور نفع پہنچانے میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی بکریاں مانگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سوال پورا کیا، اُس شخص پر اس کا یہ اثر ہوا کہ اپنے قبیلے میں جاکر کہنے لگا لوگو! مسلمان ہوجاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر دیتے ہیں کہ ان کو اپنے تنگ دست ہوجانے کا بھی خوف نہیں ہوتا۔ (صحیح مسلم فی الفضائل)

بخاری شریف میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ حنین سے لوٹتے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے، چند دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے اور کچھ مانگنے لگے، یہاں تک کہ وہ درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر انہوں نے اتار لی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ٹھہر کر فرمایا: میری چادر دیدو، اگر میرے پاس ان درختوں

کے برابر بکریاں ہوتیں، تو میں وہ تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، واللہ میں کنجوس، جھوٹا اور بزدل نہیں ہوں۔ (بخاری فی الجہاد)

دوسروں کو عطا کرنا پسند تھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ وَلَكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَإِذَا جَاءَنِي شَيْءٌ قَضَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَعْطَيْتَهُ فَمَا كَلَّفَكَ اللهُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالاً فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُرِفَ فِي وَجْهِهِ الْبِشْرَ لِقَوْلِ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ قَالَ بِهَذَا أُمِرْتُ

(شمائل ترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت مند نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ موجود نہیں ہے۔ تم میرے نام سے خرید لو جب کچھ آجائے گا تو میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں (اور جو چیز آپ کی قدرت میں نہیں ہے اس کا اللہ جل شانہ نے آپ کو مکلف نہیں بنایا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ ناگوار گزرا تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر جی چاہے خرچ کیجئے اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے (کہ جو ذات پاک عرشِ بریں کی مالک ہے اس کے یہاں آپ کو دینے کی کیا کمی ہو سکتی ہے)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاری کا یہ کہنا بہت پسند آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا جس کا اثر چہرہ انور

پر ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق تعالیٰ شانہ نے مجھے اسی کا حکم فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ

(سنن ابن ماجہ: باب النھی عن النزول علی الطریق)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم اِستقبال کرتے۔ ایک بار میں نے اور حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے استقبال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو اپنے سامنے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کرلیا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے تو ان کے بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے دعا فرماتے اور ان کو سلام بھی کرتے۔ (بزار)

جب نیا پھل پک کر تیار ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دعا فرماتے اور جو سب سے چھوٹا بچہ موجود ہوتا اُسے عنایت فرماتے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم (بچے) استقبال کرتے۔ ایک بار میں نے اور حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے استقبال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو اپنے سامنے اور

دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کر لیا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے۔ (سنن ابن ماجہ)

بچوں کا بوسہ لینا

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت اقرع نے کہا کہ میرے پاس دس بچے ہیں، میں نے کبھی ان کا بوسہ نہیں لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا پھر فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹے کی وفات پر صبر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِي اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى أُمِّ سَيْفٍ امْرَأَةِ قَيْنٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو سَيْفٍ فَانْطَلَقَ يَأْتِيهِ وَاتَّبَعْتُهُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى أَبِي سَيْفٍ وَهُوَ يَنْفُخُ بِكِيرِهِ قَدِ امْتَلَأَ الْبَيْتُ دُخَانًا فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا أَبَا سَيْفٍ أَمْسِكْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِيِّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ فَقَالَ أَنَسٌ لَقَدْ رَأَيْتُهُ

وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَاللهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی:باب رحمتہ ﷺ الصبیاب والعیال وتواضعہ وفضل ذالک)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات میرے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی میں نے اس لڑکے کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ لڑکا (دودھ پلانے کی غرض سے) اُم سیف کو دے دیا جو کہ ایک لوہار کی بیوی تھی اور اس لوہار کو ابوسیف کہا جاتا تھا (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسیف کی طرف چلے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب ہم ابوسیف کے ہاں پہنچے تو وہ اپنی لوہے کی بھٹی دھونک رہے تھے اور ان کا گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا، تو میں نے جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جا کر اس سے کہا اے ابوسیف! ٹھہر جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو وہ ٹھہر گئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کو بلایا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینے سے چمٹا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ فرمایا جو اللہ نے چاہا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچے کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دم توڑ رہا ہے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آنکھیں اشک بار ہیں اور دل غمزدہ ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے کہ جس سے ہمارا رب راضی نہ ہو (یعنی بے صبری کا مظاہرہ نہیں کریں گے) اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے غمزدہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاجِ گرامی

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا فَقُلْتُ صِفْ لِي مَنْطِقَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم مُتَوَاصِلَ الأَحْزَانِ دَائِمَ الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ طَوِيلُ السَّكْتِ لَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِاسْمِ اللهِ تَعَالَى وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ كَلَامُهُ فَصْلٌ لَا فُضُولَ وَلَا تَقْصِيرَ لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ لَا يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَّاقًا وَلَا يَمْدَحُهُ وَلَا تُغْضِبُهُ الدُّنْيَا وَلَا مَا كَانَ لَهَا فَإِذَا تُعُدِّيَ الْحَقُّ لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْءٌ حَتَّى يَنْتَصِرَ لَهُ وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ وَلَا يَنْتَصِرُ لَهَا إِذَا أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا وَضَرَبَ بِرَاحَتِهِ الْيُمْنَى بَطْنَ إِبْهَامِهِ الْيُسْرَى وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ يَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ

(شمائل ترمذی: باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اکثر بیان فرماتے ہیں عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان فرمایئے، انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آخرت کے) غم میں متواتر مشغول رہتے۔ (ذات وصفات باری تعالیٰ یا اُمت کی بہبود کے لئے) ہروقت سوچ میں ڈوبے رہتے تھے، ان امور سے کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بےفکری اور راحت نہ ہوتی تھی اکثر اوقات خاموش رہتے تھے بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی ابتداء اور انتہاء اللہ کے نام کے ساتھ ہوتی تھی، جامع الفاظ کے ساتھ (جن کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت ہوں)

کلام فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا نہ اس میں فضولیات ہوتی تھی اور نہ کوتاہیاں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے، اللہ کی نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے اس کی مذمت نہ فرماتے تھے البتہ کھانے کی اشیاء کی نہ مذمت فرماتے نہ تعریف فرماتے (مذمت نہ فرماتے تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی نعمت ہے زیادہ تعریف نہ فرمانا اس لئے تھا کہ اس سے حرص کا شبہ ہوتا ہے البتہ اظہار رغبت یا کسی دلداری کی وجہ سے کبھی کبھی خاص خاص چیزوں کی تعریف بھی فرمائی ہے) دنیا اور دنیاوی اُمور کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غصہ نہ آتا تھا البتہ کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص حد سے تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا تھا اور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ اس کا انتقام نہ لے لیں۔ اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اس کا انتقام لیتے تھے جب کسی وجہ سے کسی جانب اِشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے ،جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ پلٹ لیتے تھے اور جب بات کرتے تو ملا لیتے (کبھی گفتگو کے ساتھ ہاتھوں کو بھی حرکت فرماتے) اور کھلی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے اور یا درگزر فرماتے اور جب خوش ہوتے تو حیاء کی وجہ سے آنکھیں گویا بند فرما لیتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی ۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اولے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا قُلْتُ: لَا يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا وَقَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هَذَا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ شَكَرْتُكَ وَحَمِدْتُكَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے لئے وادی بطحا کو سونا بنانے کی پیشکش کی، میں نے عرض کیا: نہیں اے میرے رب! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں، یا فرمایا: تین دن تک (بھوکا رہوں) یا اسی طرح کچھ فرمایا، اس لئے کہ جب میں بھوکا ہوں تو تجھ سے التجا کروں اور عجز وانکساری کرتے ہوئے تجھے یاد کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیرا شکر اور تعریف کروں۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے استغناء کا اثر آپ کے صحابہ کرام پر بھی نمایاں تھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن پینے کے لئے پانی مانگا تو لوگوں نے شہد کا شربت بنا کر پیش کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شربت کا وہ پیالہ منہ سے لگا کر ہٹا لیا اور رونے لگے آپ کو دیکھ کر پاس بیٹھے لوگ بھی رونے لگے کچھ دیر کے بعد چپ ہوئے پھر دوبارہ رونا شروع کر دیا لوگوں نے دریافت کیا کہ کون سی ایسی بات پیش آئی جس نے آپ کو رلایا؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک واقعہ یاد آ گیا، وہ یہ کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی شخص کو پیچھے کی طرف دھکیل رہے ہیں حالانکہ آپ کے سامنے کوئی شخص نہ تھا تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کس کو دھکیل رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دنیا میرے سامنے مجسم ہو کر آئی تھی تو میں نے اسے ہٹایا تو وہ ہٹ گئی پھر وہ دوبارہ آئی اور کہنے لگی کہ آپ تو مجھ سے بچ کر نکل جائیں گے لیکن آپ کے بعد والے لوگ

مجھ سے نہیں بچ سکتے۔ مجھے یہی واقعہ یاد آ گیا اور میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں دنیا مجھ سے نہ چمٹ جائے۔ (اسد الغابہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق تورات میں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ المتوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب کراھیۃ الصخب فی السوق)

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ حال بیان کریں جو تورات میں ہے، انہوں نے کہا کہ اچھا واللہ تورات میں آپ کی بعض صفتیں وہی بیان کی گئیں ہیں جو قرآن میں بیان کی گئی ہیں، اے نبی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور ان پڑھ لوگوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، تم ہمارے بندے اور رسول ہو، آپ کا نام ہم نے متوکل رکھا ہے نہ تو آپ بدخواہ ہو اور نہ سنگ دل، اور نہ بازار میں شور مچانے والے ہو اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نہیں اٹھائے گا جب تک کہ

ٹیڑے مذہب کو اس کے ذریعے سیدھا نہ کر دے اس طور پر کہ لوگ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے لگیں اور اس کے ذریعے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے ہوئے دلوں کو کھول دے،

تشریح: ایک یہودی عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توراۃ میں بیان کردہ اوصاف کا اس طرح تجربہ کیا کہ اس نے اپنے قرض کی واپسی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر تنگ کیا کہ ظہر کی نماز سے لے کر صبح فجر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا، صحابہ کرام اس سے سختی سے پیش آنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے مجھے کسی ذمی پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی۔ جب سورج طلوع ہوا تو وہ یہودی عالم اسلام لے آیا اور اس نے کہا کہ میرا نصف مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور اس نے اعتراف کیا کہ اس سخت گیری سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ توراۃ میں ہم نے آپ کے جو اوصاف پڑھے ہیں ان کا تجربہ کروں۔ (مشکوۃ فی الفتن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اثر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَائَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ يَا

مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللهِ لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب المغازی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سواروں کو (جہاد کی غرض سے) بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک آدمی ثمامہ بن اثال کو (جو اپنے قبیلے کا سردار تھا) قیدی بنا کر لائے اور مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثمامہ! کیا خیال ہے؟ اس نے کہا اے محمد (ﷺ)! میرا خیال بہتر ہے اگر آپ ﷺ مجھے قتل کر دیں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے (یعنی ایسے شخص کو قتل کریں گے جو قتل کے قابل ہے) اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا دل چاہے مانگ لیجئے۔ دوسرے دن پھر تیسرے دن بھی آپ ﷺ نے اس سے یہی سوال کیا، اس نے کہا میرا وہی خیال ہے جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں، آپ نے فرمایا: ثمامہ کو رہا کر دو چنانچہ ثمامہ نے مسجد کے قریب ایک باغ میں جا کر غسل کیا پھر مسجد میں آ کر کہا (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ) اے محمد ﷺ! روئے زمین پر آپ سے زیادہ بغض مجھے کسی سے نہ تھا مگر اب آپ ﷺ سے زیادہ محبوب مجھے روئے زمین پر کوئی نہیں واللہ! آپ کے دین سے زیادہ دشمنی مجھے کسی دین سے نہیں تھی مگر اب آپ

کے دین سے زیادہ محبت مجھے کسی دین سے نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند مجھے کوئی شہر نہیں تھا مگر اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت پکڑا جب میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دی اور اسے عمرہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مکہ آیا تو اس سے کسی نے کہا تو بے دین ہو گیا ہے انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا ہوں اور اللہ کی قسم! تمہارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تشریح: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کی اعلیٰ مثالیں ہیں کہ جو لوگ قیدی بن کر آتے اور آپ کو ان پر پورا تسلط بھی حاصل ہوتا پھر بھی آپ ان پر زیادتی کرنے کو پسند نہ فرماتے بلکہ ان کے ساتھ انتہائی رحم دلی والا برتاؤ فرماتے جس سے متاثر ہو کر وہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے، اسی طرح کا ایک واقعہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق بھی ہے:
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر مدینے لایا گیا، ان قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے رات جب سونے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے تو نیند نہیں آ رہی تھی آپ بے چینی سے کروٹیں بدل رہے تھے بعض صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا چیز آپ کو جگا رہی ہے؟ آپ نے فرمایا: چچا عباس کی آہ! ایک صحابی نے جا کر ان کی بیڑیوں کو ڈھیلا کر دیا۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے اب ان کے کراہنے کی آواز نہیں آ رہی تو ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ان کی بیڑی ڈھیلی کر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب قیدیوں کے ساتھ ایسا کرو! چنانچہ سب قیدیوں کی بیڑیوں کو ڈھیلا کر دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابو تراب

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُو تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَائَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَائَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب التکنی بابی تراب وان کانت لہ کنیۃ أخریٰ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ناموں میں ابوالتراب کا لفظ بہت پسند تھا اور اس نام سے پکارے جانے سے بہت خوش ہوتے تھے اور یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی رکھا ہوا تھا ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور مسجد کی دیوار سے لگ کر لیٹ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے کسی نے بتایا کہ وہ دیوار سے لگ کر لیٹے ہوئے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کی پیٹھ میں مٹی لگ گئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیٹھ سے مٹی صاف کرتے جاتے اور فرماتے ابوتراب (مٹی والے) بیٹھ جا۔

سب سے اچھا طریقہ

طَارِقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الهدی الصالح)

حضرت طارق فرماتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ سب سے بہترین گفتگو کتاب اللہ ہے اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي لِتَمَامِ مَكَارِمَ الأَخْلاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الأَفْعَالِ"

(مشکوۃ المصابیح: باب فضائل سید المرسلین ﷺ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اور اچھے کاموں کو پورا کروں۔

تشریح: مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر اس مقصد کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اللہ کی مخلوق کی راہنمائی کروں اور ان کو ظاہری اخلاق و معاملات اور عادات واطوار کے اعتبار سے بھی اور باطنی احوال وسیرت کے اعتبار سے بھی درجہ کمال تک پہنچادوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سب سے اچھے تھے

عَنِ الْبَرَاءِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيرِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب الفضائل)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ کے اخلاق سب لوگوں سے زیادہ اچھے

تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ لمبے قد والے تھے اور نہ ہی چھوٹے قد والے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت و بہادری

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الھبة: باب من استعار من الناس)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک بار دشمن کے حملے کا خوف ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطلحہ سے ایک گھوڑا مستعار لیا جس کا نام مندوب تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہو کر گئے جب واپس ہوئے تو فرمایا: ہمیں کوئی خطرہ کی بات نظر نہیں آئی اور ہم نے اس گھوڑے کو (تیزی میں ایسا) پایا جیسے دریا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرم و حیا کا پیکر تھے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الادب)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنواری باپردہ عورتوں سے بھی زیادہ باحیا تھے۔

صلہ رحمی کا بیان

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری)

تمہید

اخلاق حسنہ کا اہم ترین وصف صلہ رحمی ہے، صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا اور ان کے جو حقوق اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لازم کئے ہیں ان کو محض اللہ کی رضا کے لئے ادا کرنا قرآن پاک میں اور احادیث متواترہ میں صلہ رحمی کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور قطع رحمی کرنے (یعنی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے) پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

صلہ رحمی کا عمل کبھی آسان اور کبھی مشکل ہو جاتا ہے عموماً ہوتا یہ ہے کہ جب کسی نے ہم پر احسان کیا ہو تو اس کے بدلے میں اس پر احسان کرنا آسان ہوتا ہے اور جب کسی نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی ہو تو اس پر احسان کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور طبیعت پہ بارِ گراں ہوتا ہے جبکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ اگر تمھارے رشتہ دار تم سے ناطہ توڑ دیں تم پھر بھی ان سے جوڑے رکھو، اگر وہ تم سے بدسلوکی کریں تو تم پھر بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔

ہمارے مذھب نے اس مشکل کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ رشتہ داروں سے برتاؤ اپنی ضرورت اور مفاد کی بنیاد پر نہ کیا جائے بلکہ اللہ کا حکم سمجھ کر کیا جائے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک میں اللہ کو راضی کرنے کی نیت ہو، رشتہ دار چاہے بدسلوکی بھی کریں وہ خود ہی اس کی سزا پائیں گے ہم تو اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔

ایسا کرنے سے اگر رشتہ داروں کی طرف سے بدسلوکی کا سامنا بھی ہوا تو اس پر زیادہ دکھ نہیں ہوگا، دل مطمئن رہے گا ان شاء اللہ۔

آیات مبارکہ

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؀ (البقرہ:۲۷)

وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں۔ اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ ایسے لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① (النساء:۱)

اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داریوں (کی حق تلفی سے) بچو! یقین رکھو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ؀ .... اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ؀ (الرعد:۲۱۔۲۲)

اور جو لوگ ان رشتوں کو قائم رکھتے ہیں جنہیں خدا نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا....... یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ؀ (الرعد:۲۵)

وہ لوگ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں۔ اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اُنہیں توڑ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور انہی کے لیے بدترین گھر ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (النحل:۹۰)

بیشک اللہ انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم کرتا ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوٓا أُولِي الْقُرْبٰی وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (النور: ۲۲)

تم میں جو لوگ صاحب فضل اور مالدار ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور ہجرت کرنے والے کی مدد نہیں کریں گے انہیں معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟ (اللہ کی صفت یہ ہے کہ) وہ معاف فرمانے اور رحم کرنے والا ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ (الروم: ۳۸)

اپنے رشتہ دار اور مسکین و مسافر کو اس کا حق دے۔ جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ (محمد: ۲۲)

تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم صاحبِ اقتدار بن جاؤ تو زمین میں فساد برپا کرو اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لو۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلہ رحمی کرنے کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ يَعْنِي بِهِ الزِّيَادَةَ فِي الْعُمُرِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب البر والصلة: باب ماجاء فی تعلم النسب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نسب کی اتنی تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کر سکو۔ اس لئے کہ رشتے داروں سے حسن سلوک کرنا اپنے گھر والوں میں محبت کا سبب، مال میں زیادتی اور موت میں تاخیر، عمر بڑھنے کا ذریعہ ہے۔ اور منساہ کا مطلب عمر میں اضافہ ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نسب کا علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ کہ اپنے رشتہ داروں کی پہچان رکھو تا کہ حسب موقعہ ان کے ساتھ بھلائی کر سکو اور اپنے بچوں کو رشتہ داریوں کا تعارف کرانے کی بھی ضرورت ہے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی اہمیت سمجھانے کی بھی ضرورت ہے۔ اور رشتہ داروں سے متعلق والدین ہی اپنی اولاد کو بتا سکتے ہیں کہ کس کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے اور اس رشتہ داری کو کس طرح نبھایا جا سکتا ہے۔

صلہ رحمی کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب من بُسِط له فی الرزق لصلة الرحم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

صلہ رحمی کی حقیقت

قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب لیس الواصل بالمکافی۰)

حضرت سفیان بیان کرتے ہیں کہ اعمش نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا ہے اور حسن اور فطر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو مرفوعا بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ شخص ہے جب اس سے ناطہ توڑا جائے تو وہ اس کو ملائے۔

تشریح: یہ بات یقینی ہے کہ کسی صلہ رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا تو آسان ہے لیکن کسی بدسلوکی اور حق تلفی کرنے والے کے ساتھ نیک سلوک کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن چونکہ اس کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس لئے اس پر عمل کیے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد حقوق تلف کئے

جائیں گے اور ایسے امور پیش آئیں گے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں سے جو یہ زمانہ پائے آپ انہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر کسی کا جو حق ہو وہ ادا کردو اور اپنے حقوق تم اللہ سے مانگتے رہنا۔ (مسلم: فی الامارۃ)

لوگوں کی روایت پر نہ چلو

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَإِنْ أَسَائُوا فَلَا تَظْلِمُوا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جآء فی الاحسان والعفو)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ہر ایک کی رائے پر نہ چلو یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے بلکہ اپنے آپ پر اعتماد واطمینان رکھو، اگر لوگ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر وہ برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ ہر حال میں بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس معاملے میں لوگوں کے برتاؤ کے مطابق چلنے سے منع فرمایا ہے اور اس سے پہلے والی حدیث میں اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دینے والے کو صلہ رحمی کرنے والا شمار نہیں کیا بلکہ صلہ رحمی کرنے والا اسے کہا کہ جو دوسروں کی قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کی کوشش کرے یہی حکم ایک اور حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے تعلق جوڑو اور جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے تم اس کے

ساتھ اچھا سلوک کرو اور سچی بات کہو اگرچہ وہ تمہارے اپنے خلاف ہی ہو"۔

صلہ رحمی کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَذَاكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یہاں تک کہ جب ان سے فارغ ہوئے تو رشتہ داری نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یہ رشتہ توڑنے سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے اللہ نے فرمایا: جی ہاں! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تجھے ملانے والوں کے ساتھ مل جاؤں اور تجھے توڑنے والے سے میں دور ہو جاؤں؟ رشتہ داری نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرے لئے (ایسا ہی فیصلہ ہے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ان آیات کریمہ کی تلاوت کرو:

(فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾)

(محمد: ۲۲، ۲۳، ۲۴)

کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں حکومت دی جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنی رشتہ داری کو توڑ ڈالو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے پس ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا وہ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا حکم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کے پاس کھجور کے باغ تھے اپنے تمام مالوں میں ان کو بیرحاء بہت زیادہ محبوب تھا، اس کا رخ مسجد نبوی کی طرف

تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جاتے اور وہاں کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی" لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " کہ تم نیکی نہیں حاصل کرسکتے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیز اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نیکی نہیں پاسکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کردو اور میرے تمام مالوں میں بیر حاء (کھجور کا باغ) مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میں اس کے ثواب اور (آخرت کے) ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں، اس لئے آپ اسے رکھ لیں۔ اور جہاں مناسب ہو، خرچ فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت اچھا، یہ تو مفید مال ہے، یہ تو آمدنی کا مال ہے اور جو تم نے کہا، میں نے سن لیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے رشتہ داروں میں تقسیم کردو، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ اُنھوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

تشریح: اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بحرین سے آئے ہوئے مال غنیمت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان کا حصہ بارہ ہزار درہم ان کو دیا تو انھوں نے اپنا سارا حصہ اپنے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کروادیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وراثت میں ایک جائیداد ملی اور ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی تو انھوں نے بھی وہ ساری دولت اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کردی۔ (بخاری فی الھبہ)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے رشتہ دار پر

خرچ کرنا جو شدید دشمن ہو۔

رشتہ داری عرش سے لٹک رہی ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها)

سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ اس سے دور ہو گا۔

صلہ رحمی کے دو فائدے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ قَالُوا لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ ؟ قَالَ تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوا عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ قَالَ فَإِذَا فَعَلْتُ ذَالِكَ فَمَا لِي يَارَسُولَ اللهِ قَالَ أَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا يَسِيرًا وَيُدْخِلَكَ اللهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ

(المستدرك للحاكم ٣٩١٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین صفات ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ تعالیٰ اس سے (قیامت کے دن) حساب آسان لیں گے اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کن کو (یہ فضیلت حاصل ہو سکتی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تجھے محروم کرے

تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر اور جو تجھ سے (رشتہ داری) توڑے تو اس سے جوڑ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں ایسا کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھ سے حساب آسان لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تجھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

صلہ رحمی کے تین فائدے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی تعلیم النسب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نسب کی اتنی تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعے تم اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کر سکو۔ اس لئے کہ رشتے داروں سے حسن سلوک کرنا اپنے گھر والوں میں محبت کا موجب، مال میں زیادتی اور موت میں تاخیر (یعنی عمر بڑھنے) کا موجب ہے۔

اپنے اقربا کی عزت

أَنَّ عُمَرَ بْنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ لَهُ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ
(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی برّ الوالدین)

حضرت عمر بن السائب کہتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ سامنے آپ کے رضاعی والد آگئے آپ نے ان کے لئے اپنے کپڑے کا ایک کونا بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ نے ان کے لئے اپنے کپڑے کا دوسرا کونہ بچھایا تو اس پر وہ بیٹھ گئیں پھر آپ کے رضاعی بھائی تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے پاس بٹھایا۔

قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ
(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتها)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو گویا کہ تو ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہا ہے اور جب تک تو ایسا ہی کرتا رہے گا اللہ کی

طرف سے ایک مددگار ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ رہے گا۔

تشریح: ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے رشتہ داروں نے میرے ساتھ قطع تعلقی کر رکھی ہے اور انھوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے، کیا میں بھی ان کو چھوڑ دوں جیسے اُنھوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے ایسا کیا جیسا انھوں نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تم سب کو چھوڑ دے گا۔ اور اگر ان کی قطع رحمی کے باوجود تم نے اُن سے صلہ رحمی کی تو اُن کے مقابلے میں تمہارے ساتھ اللہ کی مدد شامل رہے گی۔ (البر والصلة للمروزی)

قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا

إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب اثم القاطع)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتہ توڑنے والا) جنت میں داخل نہ ہوگا۔

قطع رحمی کا گناہ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القیامة)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغاوت

اور قطع رحمی ایسے گناہ ہیں کہ کوئی گناہ دنیا اور آخرت دونوں میں ان سے زیادہ عذاب کے لائق نہیں۔

ترک تعلق کی مذمت

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الهجرة)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین رات اس طرح ترکِ تعلقات کرے کہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئیں تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام میں ابتدا کرے۔

تین دن سے زیادہ ترک تعلق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ زَادَ أَحْمَدُ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی هجرة الرجل اخاه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ دوسرے مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑے

رکھے، اگر تین سے زیادہ دن گذر جائیں تو اسے چاہیے کہ دوسرے سے ملاقات کرے، اسے سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں اجر میں مشترک ہیں، اگر وہ سلام کا جواب نہ دے تو سارا وبال اور گناہ اسی (جواب نہ دینے والے) نے اٹھایا۔ احمد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ سلام کرنے والا مسلمان تین دن چھوڑنے کے گناہ سے نکل جائے گا۔

تین دن سے زیادہ ترک تعلق کی وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی هجرة الرجل اخاه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لئے تین دن سے زائد اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑنا ناجائز ہے جس نے تین دن سے زائد چھوڑ دیا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

سلام اور مصافحہ کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا

(سورۃ نساء : ۸۶)

جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو

تمہید

ہرقوم میں آپس میں ملاقات کرتے وقت کوئی نہ کوئی جملہ بولنے کا دستور ہے جس سے باہمی محبت واُلفت کا اظہار ہوتا ہے۔ اِسلام کی یہ خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پرہمیں ایک ایسا جملہ تعلیم فرمایا جس سے صرف محبت کا اِظہار ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے دعا بھی ہے اوراپنی طرف سے دوسرے کے لئے امن وسلامتی کا پیغام بھی ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ اس جملے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کا وعدہ بھی ہے۔

قرآن پاک میں سلام سے متعلق یہ ہدایت دی گئی ہے:

وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوْهَا

(سورۃ نساء : ٨٦)

جب تمہیں کوئی سلام کرے توتم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو

اس آیت مبارکہ پرعمل کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی ہمیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہےتو اس کے جواب میں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا جائے اور جب کوئی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہےتو اس کے جواب میں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا جائے اس کے بعد کوئی اور جملہ کہنا ثابت نہیں۔

پہلے جملے پر دس نیکیوں کی اوردوسرے جملے پر بیس نیکیوں کی اور تیسرے جملے پر تیس نیکیوں کی بشارت ہے (ترمذی)۔گویا صرف ایک لفظ کے بڑھانے سے دس نیکیوں کا اضافہ ہے۔

سلام کرنا شرعاً سنت اور مستحب ہے لیکن سلام کا جواب دینا واجب اور ضروری ہے۔سلام کے ساتھ ساتھ مصافحہ یعنی ہاتھ ملانے کی احادیث میں باقاعدہ ترغیب دی گئی ہے اوراس پر فضائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔

تنبیہ: سلام اور مصافحہ کرتے وقت مخاطب کی حالت کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے اگر مخاطب قرآن پاک کی تلاوت یا کھانے یا نماز یا قضائے حاجت یا وضو میں مصروف ہو تو اس حالت میں سلام نہیں کرنا چاہیے۔ نیز اگر مخاطب کوئی ضروی بات تحریر کرنے میں مصروف ہو یا سرِ راہ ہاتھوں میں کوئی چیز اُٹھائے جارہا ہو یا سر پر وزن اُٹھا کر جارہا ہو تو اس حالت میں صرف زبانی سلام پر اِکتفاء کرنا چاہئے مصافحہ کے لئے ہاتھ نہیں بڑھانا چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ فارغ کرنے پر مجبور ہو، کیونکہ اس سے مخاطب کو تکلیف ہوتی ہے اور اِسلام کسی کو اتنی سی تکلیف دینے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

مصافحہ کرنے میں یہ بات بھی یادرکھنی چاہئے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت ہے ایک ہاتھ سے مصافحہ کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ اور مصافحہ سے چونکہ باہمی محبت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اس کے لئے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا زیادہ مفید و مؤثر ہے۔

نامحرم عورتوں سے مصافحہ کرنا جائز نہیں بلکہ گناہ ہے۔

سلام باہمی محبت کا ذریعہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی إفشاء السّلام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ (یعنی آپس میں سلام کرنے کی عادت کو عام کرو)۔

تشریح: اس فضیلت کے حصول کی خاطر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ آپ بازار تشریف لے جاتے اور جس کے پاس سے گزرتے اسی کو سلام کرتے ایک صحابی نے ایک دن دریافت کیا کہ آپ بازار کس لئے تشریف لے جاتے ہیں حالانکہ آپ نہ تو کوئی چیز خریدتے ہیں اور نہ ہی کچھ بیچتے ہیں؟ اس پر انھوں نے فرمایا کہ میں صرف لوگوں کو سلام کرنے کے لئے اور سلام کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے بازار جاتا ہوں (بخاری فی الادب)

سلام میں پہل کرنے والا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ أَوْلَاهُمَا بِاللهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی فضل الذی یبدأ بالسلام)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو آدمیوں کی ملاقات ہو کون پہلے سلام کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا وہ سلام میں پہل کرے گا۔

گھر والوں کو سلام کرنے کا فائدہ

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ

إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کیا کرو اس سے تم پر بھی برکت ہوگی اور گھر والوں پر بھی۔

آتے اور جاتے سلام کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتْ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب التسلیم عند القیام والقعود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو انہیں سلام کرے پھر اگر بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے اور جب کھڑا ہو (یعنی جب جانے لگے) تو پھر سلام کرے اور ان میں سے پہلی بار کا سلام آخری بار کے سلام سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ (یعنی جیسی فضیلت پہلی مرتبہ سلام کرنے کی ہے ویسی فضیلت آخری بار سلام کرنے کی بھی ہے)

واقف ناواقف سب کو سلام کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الاستیذان)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اِسلام بہتر ہے (یعنی اِسلام میں اچھی باتیں کیا ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو کھانا کھلائے اور تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو سب کو سلام کرے۔

کسی کے ذریعے دوسرے کو سلام بھیجنا

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب فی تبلیغ السلام)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاته

کسی کا سلام پہنچانے والے کو جواب

عَنْ غَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الرجل یقول فلان یقرئك السلام)

حضرت غالب کہتے ہیں کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اس نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے میرے دادا کی طرف سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

میرا اسلام کہنا وہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہا کہ میرے والد آپ کو سلام کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ"۔

مصافحہ کی فضیلت

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء المصافحة)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں جدا ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں مصافحہ کرنے کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ صرف لوگوں سے مصافحہ کرنے کے لئے روزانہ اپنے ہاتھوں پر خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (ادب المفرد)

ملاقات کا ادب مصافحہ کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ قَالَ لَا قَالَ أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ قَالَ لَا قَالَ أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ قَالَ نَعَمْ۔

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی المصافحة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی یا دوست کو ملے تو کیا

اس کے لئے جھکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: تو کیا اس سے گلے مل کر اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

اہل کتاب کو سلام کرنے کا طریقہ

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الاستیذان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو تم وَعَلَيْكُمْ کہو۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ یعنی تم پر موت آئے۔ تو میں نے ان پر لعنت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے عائشہ!) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا آپ نے نہیں سنا جو ان لوگوں نے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے نہیں سنا، جو میں نے (ان کے جواب میں) کہہ دیا وَعَلَيْكُمْ (بخاری فی الجہاد)

حضرت ابو عبدالرحمن جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل میں سوار ہو کر یہودیوں کی طرف جاؤں گا، لہذا تم انہیں ابتداء میں سلام نہ کرنا اور جب وہ تمہیں سلام کریں تو تم صرف وَعَلَيْكُمْ کہنا۔ (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے کہ جب تم اہل کتاب کے گھروں میں جاؤ تو ان کو یوں سلام کرو "اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" (مصنف عبد الرزاق: باب السلام علی اہل الشرک)

حضور اکرم ﷺ نے جب ہرقل شاہ روم کو خط لکھا تو اس میں بھی یہی الفاظ تحریر فرمائے تھے "اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" (ابوداؤد)

اجازت لینے کا بیان

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لوگوں کے) گھروں کے دروازوں کے سامنے کھڑے نہ ہوا کرو بلکہ گھروں کے دروازوں کے ایک طرف ہوکر اجازت مانگا کرو اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ، ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔

(مجمع الزوائد)

آیات مبارکہ

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کسی کے گھر میں داخل ہونے کا ادب یہ بیان فرمایا ہے کہ جب تک دو کام نہ کرلو اس وقت تک کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں، ایک سلام کرنا اور دوسرا داخل ہونے کی اِجازت مانگنا۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ (النور: ۲۷)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو یہی تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو)۔

○ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بھی سلام کرنے کا حکم ہے اور اس کو برکت کا باعث فرمایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ (النور: ۶۱)

جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، جو دعائے خیر، اللہ کی طرف سے مقرر فرمائی ہوئی ہے، بڑی بابرکت اور پاکیزہ (دعا) ہے۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

داخل ہونے کی اجازت کا طریقہ

عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیۡ بَیۡتٍ فَقَالَ أَ أَلِجُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِہٖ اخۡرُجۡ إِلٰی ھٰذَا فَعَلِّمۡہُ الۡاِسۡتِئۡذَانَ فَقُلۡ لَہٗ قُلِ السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ أَأَدۡخُلُ فَسَمِعَہُ الرَّجُلُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ أَأَدۡخُلُ فَأَذِنَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الاستیذان)

حضرت ربیع بن حراش کہتے ہیں کہ ہم سے بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھر میں داخل ہونے کی اِجازت چاہی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے اس نے کہا کہ کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس کے پاس جاؤ اور اسے اجازت لینے کا طریقہ سکھلا دو۔ اس سے کہو کہ **اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ** کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس آدمی نے سن لیا تو اس نے کہا **اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُم** کیا میں داخل ہو جاؤں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ وہ داخل ہو گیا۔

تین بار اِجازت نہ ملنے پر واپس چلے جانا

عَنۡ أَبِیۡ مُوسٰی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ اَلۡاِسۡتِئۡذَانُ ثَلَاثٌ فَإِذَا أُذِنَ لَکَ وَإِلَّا فَارۡجِعۡ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی ان الاستیذان ثلاث)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اِجازت تین مرتبہ ہے پھر اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک (یعنی داخل ہو جاؤ) ورنہ واپس چلے جاؤ۔

تشریح: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں

تھا۔ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت مانگی مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس لوٹ گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں اندر آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں نے اجازت مانگی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اس لئے میں واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو اس بات پر گواہ پیش کرنا ہوگا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سنا ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ تیری گواہی کے لئے قوم کا کمسن شخص بھی حاضر ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت سب سے کمسن تھا میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات مجھ پر پوشیدہ تھی۔ (بخاری، مسلم)

تنبیہ: جب کسی کے دروازے پر جائیں تو چند باتیں ضرور مدنظر رکھ لینی چاہئیں مثلاً یہ بات ذہن میں رہے کہ ممکن ہے جس سے ملنا ہے وہ گھر میں نہ ہو، یا گھر میں تو ہو لیکن سویا ہوا ہو یا اپنے کسی ایسے کام میں مصروف ہو کہ اس کے لئے باہر آنا مشکل ہو، اس قسم کے احوال کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین بار اِجازت لینے کے بعد اندر سے جواب نہ ملنے پر واپس چلے جانے کا حکم دیا ہے، اس طرح واپس جانے کو برا بھی محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

فون سے متعلق ایک وضاحت:

جس طرح یہ حکم دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگنے کا ہے اسی طرح اگر کسی کو فون کرنا ہو تو اس کے لئے بھی سب سے پہلے دوسرے آدمی کی مصرفیات کا اور نمازوں کے اوقات کا جائزہ لے لیا جائے۔ اس معاملے میں بہت کوتاہی پائی جاتی ہے، دوسرے شخص کی حالت کو بالکل مدنظر نہیں رکھا جاتا اگر کسی عذر کی بنا پر وہ فون نہ سن سکا تو بلا سوچ

اسے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جب ہم کسی کو فون کریں اگر اُس نے ہمارا فون نہیں سنا تو ہمیں کچھ دیر اِنتظار کر لینا چاہئے اور یہ سوچ لینا چاہئے کہ شاید وہ نماز پڑھ رہا ہو یا شاید وہ قضائے حاجت یا غسل میں مشغول ہو یا سویا ہوا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور فون سننے کی اس کے پاس فرصت نہ ہو، آجکل اس بات کا بھی قوی امکان ہوتا ہے کہ اس کے موبائل کی چارجنگ ختم ہو چکی ہو اور فوری طور پر اس کے پاس اس کا انتظام نہ ہو یا سگنل نہ ہونے کا مسئلہ، اس قسم کے کئی اِحتمالات ہو سکتے ہیں، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر نیک گمان کر لیا جائے تو اس سے آدمی بدگمانی کے گناہ سے بھی بچ جائے گا اور دوسرا شخص بھی پریشان نہیں ہوگا۔ خواہ مخواہ کال پر کال کرتے جانا اور اگلے شخص کو ملامت کرنا اپنے لئے بھی پریشانی کا باعث ہے اور دوسرے کے لئے بھی، زیادہ ایمرجنسی کی صورت میں اگر پیغام (میسج) لکھ کر اپنا مقصد بتا دیا جائے تو اس سے وہ اپنی فرصت کے وقت اصل مسئلے سے آگاہ ہو جائے گا۔

جس کو فون کیا جا رہا ہو اُسے بھی چاہیے کہ وہ بلا عذر فون کرنے والے کو تشویش میں مبتلا نہ کرے بلکہ فون سن لے ورنہ اپنے عذر سے فوراً آگاہ کرے۔

موبائل پر ایک خرابی یہ بھی عام ہو رہی ہے کہ دوسروں سے جھوٹ بولنا، بات میں غلط بیانی کرنا اور اپنی موجودگی کی جگہ غلط بتانا۔

یاد رکھیے! جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا سخت کبیرہ گناہ ہے، اس لئے کسی بندے کو مدنظر رکھ کر جواب نہیں دینا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدنظر رکھ کر جواب دینا چاہئے، اگر بندے کو ہماری غلط بیانی علم نہ بھی ہو، اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ ہم کیا بول رہے ہیں۔

اپنی ماں سے بھی اجازت لینا

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاَلَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ

مَعَهَا فِي الْبَيْتِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاذِنْ عَلَيْهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ خَادِمُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاذِنْ عَلَيْهَا. اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً ؛ قَالَ لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذِنْ عَلَيْهَا.

(الموطا امام مالک: باب فی الاستیذان)

حضرت عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کے گھر بھی ان سے اِجازت لے کر داخل ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ اسی گھر میں رہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اِجازت لے کر ہی جاؤ۔ اس نے عرض کیا کہ میں ہی ان کا خادم ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اِجازت لے کر ہی جاؤ، کیا تم اپنی ماں کو برہنہ حالت میں دیکھنا گوارا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو پھر اجازت لے کر ہی جاؤ۔

اپنے تعارف کا طریقہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَنَا

(سنن ابن ماجه: باب الاستیذان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: میں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں میں (یعنی میں میں کیا ہوتا ہے اپنا نام بتاؤ)۔

جو بغیر اجازت اور سلام کے داخل ہو

عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَإٍ وَضَغَابِيسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى الْوَادِي قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الاستیذان: باب التسلیم قبل الاستیذان)

حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دودھ، پیوسی (یعنی بوہلی) اور ککڑی کے ٹکڑے دے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دِنوں بلند مقام پر تشریف فرما تھے۔ کلدہ بن حنبل کہتے ہیں کہ میں اجازت مانگے اور سلام کئے بغیر ہی داخل ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ اور یوں کہو السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟۔

کسی کے دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوں

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَلٰكِنْ اُئْتُوْهَا مِنْ جَوَانِبِهَا فَاسْتَأْذِنُوا فَإِنْ أُذِنَ لَكُمْ فَادْخُلُوا وَإِلَّا فَارْجِعُوْا

(رواه الطبرانی ومجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ (لوگوں کے) گھروں کے دروازوں کے سامنے کھڑے نہ ہوا کرو بلکہ گھروں کے دروازوں کے ایک طرف ہو کر اجازت مانگا کرو اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ، ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔

تشریح: اس حدیث میں دروازوں کے سامنے کھڑے ہونے سے اس لئے منع فرمایا تا کہ گھر کے اندر نگاہ نہ پڑے۔ ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے اور اجازت لینے کیلئے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: (دروازے کے) دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوں، اس لئے کہ اجازت مانگنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ نظر گھر میں نہ جائے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نظر گھر کے اندر چلی گئی تو پھر اجازت لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ (ابوداؤد: فی الاستیذان)

133
والدین اور اولاد کا بیان
فرمانِ نبوی
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تمہارے والدین تمہاری جنت ہیں
یا دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

تمہید

صلہ رحمی کے سب سے پہلے حقدار انسان کے والدین ہیں چاہے کچھ بھی ہو اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کی کسی صورت اجازت نہیں۔ حتی کہ اگر کسی کے والدین کافر بھی ہوں تو پھر بھی ہمارے مذہب کا یہی حکم ہے کہ ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کرنی۔ البتہ اگر کسی کے والدین اپنی اولاد کو اللہ کی نافرمانی کا حکم کریں، یا اللہ کے ساتھ شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس موقع پر والدین کی بات ماننا جائز نہیں لیکن ان کے ساتھ بداخلاقی سے بچنا پھر بھی ضروری ہے۔

اسی کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ (عنکبوت)

تم میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کرو (کیونکہ سب نے) میری طرف لوٹ کر آنا ہے اگر وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر تو ان کا کہنا نہ مان، اور دنیا میں ان کے ساتھ تم خوبی کے ساتھ رہو اور اس شخص کے نقش قدم پر چلو جو میری طرف متوجہ ہے۔

مذکورہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کی والدہ مشرکہ تھیں اور وہ ان کو دین اسلام چھوڑنے اور واپس باپ دادا کے دین پر قائم رہنے پر مجبور کرتی تھیں اور اس کے لئے ان کی والدہ نے قسم کھالی کہ جب تک تم اسلام کو نہیں چھوڑو گے اس وقت تک میں کھانا پینا چھوڑے رکھوں گی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کو سمجھانے کی کوشش تو کرتے رہے لیکن والدہ کے کہنے پر اپنے دین میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔

دوسرے مقام پر اسی طرح ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (التوبہ)

اے ایمان والو! تمہارے باپ اور بھائی اگر ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھتے ہیں تو ان کو دوست نہ بناؤ، اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (البقرۃ)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا،

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النساء)

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ (الانعام)

ان (لوگوں) سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں جو کچھ حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے یہ کہ اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا کسی چیز کو، اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا،

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ (الاسراء)

اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو ”اف“ نہ کہہ اور نہ انھیں جھڑک اور ان سے بات بھی نرمی سے کر۔ اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیاز مندی سے اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے چھوٹی سی عمر میں پالا۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ (طٰہٰ)

اپنے اہل وعیال (اولاد) کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس کی پابندی کرو ہم تم سے کوئی رزق نہیں چاہتے، رزق ہم تمہیں دیتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاری کا ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۖ فَيَقُوْلُ

مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف کے ساتھ اٹھار کھا اور تکلیف کے ساتھ ہی اسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا، تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں۔ جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں، اور ایسے نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے، اور میری اولاد کو بھی نیک بنا۔ مجھے توفیق دے کہ میں تیرے حضور توبہ کرتا رہوں اور تابع دار بندوں میں شامل ہو جاؤں ○ یہی لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے درگزر کرتے ہیں، یہ جنت والے لوگوں میں شامل ہوں گے، اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا گیا ہے ○ اور جس شخص نے اپنے والدین سے کہا تم پر افسوس ہے کہ تم مجھے ڈراتے ہو کہ میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا؟ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں اس کے ماں، باپ اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ تجھ پر افسوس۔ ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، وہ کہتا ہے یہ سب پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ○ یہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے، جنوں اور انسانوں کی ان جماعتوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گذر چکی ہیں، بیشک یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

عَنِ ابْنِ سَلَامَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ أُوصِي امْرَأً بِأُمِّهِ ثَلَاثًا أُوصِي امْرَأً بِأَبِيهِ أُوصِي امْرَأً بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيهِ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ أَذًى يُؤْذِيهِ

(سنن ابن ماجہ: باب بر الوالدین)

حضرت ابن سلامہ سُلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آدمی کو ماں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ میں آدمی کو ماں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ میں آدمی کو ماں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تین بار یہی فرمایا، (چوتھی مرتبہ فرمایا) میں آدمی کو اپنے باپ کے ساتھ نیز مولیٰ (غلام آقا دوست رشتہ دار) کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ ان کی طرف سے اسے ایذاء پہنچے۔

تشریح: اس حدیث میں دو باتیں انتہائی غور طلب ہیں ① ماں کا درجہ اتنا عظیم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک بار بیان کرنے پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ تین بار بیان فرمایا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ماں کو اللہ تعالیٰ نے کتنی عظمت عطا فرمائی ہے ② دوسری بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اِرشاد فرمائی کہ میں تمہیں ماں باپ اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ ان کی طرف سے تکلیف پہنچے، معلوم ہوا اگر ان کے کسی قول وعمل سے تکلیف پہنچے یا والدین بیماری اور بڑھاپے میں کوئی تکلیف دِہ جملہ بول دیں تو اس کی وجہ سے اولاد کو تنگ دل ہو کر ان کی خدمت اور حسن سلوک میں کمی نہیں کرنی

چاہیے بلکہ ان کو معذور سمجھ کر ان کے لئے دعا کرنی چاہیے اور ان کو پریشان کرنے والا کوئی جملہ بھی نہیں بولنا چاہیے، مثلاً ان سے یہ کہنا کہ میں تمہاری وجہ سے اتنا تنگ ہوتا ہوں یا تمہاری خاطر میں فلاں کام نہ کر سکا، اس طرح کی احسان جتلانے والی باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ہم پر جو اُن کے احسانات ہیں وہ ہمارے کیے ہوئے احسانات سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے بہت پیار کرتے تھے ان کی عادت تھی کہ جب گھر آتے تو دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی والدہ کو یوں سلام کرتے **السلام علیکم یا امتاہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**۔ ان کی والدہ بھی ان کو یوں جواب دیتی تھیں **وعلیکم السلام یابنی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کو دعا دیتے: اللہ آپ پر ایسے رحم فرمائے جیسے آپ نے بچپن میں مجھے پالا۔ آگے سے والدہ کہتی: اللہ تم پر بھی ایسے رحم کرے جیسے تم نے بڑے ہو کر میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ (ادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جب تک زندہ رہیں انھوں نے والدہ کو اکیلے چھوڑ کر حج پر بھی جانا گوارا نہ کیا۔ (مسلم فی الایمان)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کے بہت زیادہ خدمت گزار اور احترام کرنے والے تھے، اپنی والدہ کے کپڑے خود دھویا کرتے تھے اور اس کام میں اپنے بہن بھائیوں کو شریک نہ ہونے دیتے۔ اپنی والدہ کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرتے جب ان سے بات کرتے تو اس قدر آہستگی سے کرتے کہ جیسے کوئی راز کی بات کہہ رہے ہوں اور والدہ کے سامنے اس طرح عاجزی سے رہتے کہ دیکھنے والے آپ کو بیمار سمجھتے۔ (سیرت التابعین)

ماں اور باپ کے درجے میں فرق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلة والادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا حقدار کون ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں اس آدمی نے عرض کیا پھر کس کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کا۔اس نے پھر عرض کیا پھر کس کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کا۔اس نے پھر عرض کیا پھر کس کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر تیرے باپ کا۔

تشریح: اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں تین ایسی مشقتیں اُٹھاتی ہے جو باپ نہیں اُٹھاتا ① حمل کی مشقت ② ولادت کی مشقت ③ دودھ پلانے کی مشقت۔

والدین جنت یا جہنم کا ذریعہ

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ

(سنن ابن ماجه: باب بر الوالدین)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! والدین کا اولاد کے ذمہ کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہاری جنت ہیں یا دوزخ ہیں۔

تشریح: یعنی اگر ان کو خدمت اور فرمانبرداری سے راضی کر لیا تو یہ جنت کا ذریعہ ہوگا اور اگر

ان کو اپنے کسی عمل سے ناراض کرلیا تو یہ دوزخ کا سبب بنے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے والدین کے اس قدر فرمانبردار تھے کہ جب کبھی والدین کسی بات کی فرمائش کرتے تو ان کی فرمائش پوری کرنے میں اگر اپنا دنیاوی نقصان بھی ہوتا تو اسے بخوشی قبول کرتے لیکن والدین کو کبھی انکار نہ کرتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کھجور کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی انھیں دنوں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت میں شگاف کیا اور اس میں سے ایک خاص قسم کا گودا نکالا، لوگوں نے ان سے کہا ایسا کیوں کرتے ہو کھجور کا درخت تو بہت مہنگا ہو گیا ہے (اور تم اسے ضائع کر رہے ہو)؟ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میری والدہ نے مجھ سے اس کی فرمائش کی تھی اور میں حتی المقدور ان کی فرمائشوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد)

اللہ کی رضا والد کی رضا پر موقوف ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب البر والصلۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والد کی ناراضگی میں ہے۔

باپ جنت کا دروازہ

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین)

حضرت ابودرداء نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے لہٰذا اب تیری مرضی ہے اسے ضائع کرے یا محفوظ رکھے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے والدین سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ اپنی خاطر انھیں ادنیٰ سی مشقت میں ڈالنا بھی گوارانہ کرتے تھے، ایک مرتبہ سن ۱۲ ھ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمرہ ادا کیا، چاشت کے وقت آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اپنے مکہ والے گھر میں آئے، دروازے پر آپ کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے ان کی نظر نہیں تھی لوگوں نے انھیں بتایا کہ مدینے سے آپ کا بیٹا ابوبکر آیا ہے، حضرت ابو قحافہ بیٹے کی محبت میں کھڑے ہو گئے، ادھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اونٹنی پر سوار تھے اپنی اونٹنی کو جلدی سے بٹھانے لگے ابھی وہ اونٹنی کھڑی ہی تھی کہ جلدی سے نیچے چھلانگ لگا دی اور دور سے پکارنے لگے اے ابا جان! آپ کھڑے نہ ہوں، آکر والد سے لپٹ گئے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا، حضرت ابو قحافہ بیٹے کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔ (طبقات ابن سعد)

والدین کی خدمت بھی جہاد ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَأْذِنُہُ فِی الْجِہَادِ فَقَالَ أَحَیٌّ وَالِدَاکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیہِمَا فَجَاہِدْ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلۃ والادب)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کی خدمت میں رہ تیرے لئے یہی جہاد ہے۔

تشریح: اسی طرح کا ایک اور واقعہ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے کی نیت سے حاضر ہوا ہوں اور میں نے اپنے والدین کو (اپنی جدائی میں) روتے ہوئے چھوڑا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس واپس جا اور ان کو ہنسا جس طرح تو نے ان کو رلایا ہے۔ (ابوداؤد: فی الجہاد)

اپنے ماں باپ پر لعنت کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب لا یسب الرجل والدہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کس طرح لعنت کرسکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ (اس کے جواب میں) اس کے ماں اور باپ کو گالی دے گا۔

تشریح: ایک مرتبہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دوسرا آدمی تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ان کے آگے نہ چلو اور ان سے پہلے نہ بیٹھو اور ان کا نام لے کر نہ پکارو اور ان کو گالی دیے جانے کا ذریعہ نہ بنو (یعنی کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے کوئی تمہارے باپ کو گالی دے) (طبرانی)

جس نے والدین کی خدمت نہ کی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون آدمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے رضاعی والدین سے حسن سلوک

عَنْ عُمَرَ بْنِ السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی بر الوالدین)

حضرت عمر بن السائب کہتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرماتھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی والد آگئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اپنے کپڑے کا ایک کونا بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ نے ان کے لئے اپنے

کپڑے کا دوسرا کونا بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئیں پھر آپ ﷺ کے رضاعی بھائی تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے پاس بٹھایا۔

مشرک والدین سے حسن سلوک

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِي أُمَّكِ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين)

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری والدہ (مکہ سے) میرے پاس آئیں حالانکہ وہ مشرکہ تھی جب کہ آپ ﷺ نے قریش کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، میں نے عرض کیا کہ میری مشرکہ والدہ میرے پاس آئی ہے کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کروں آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

والدین پر اپنا مال خرچ کرنا

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي قَالَ أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ

(ابو داود: الجلد الثانی: کتاب البیوع: باب الرجل یاکل من مال ولده)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی ہے اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد ہی کا ہے (اور والد سے فرمایا) تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے، تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔

اولاد کا والدین کیلئے استغفار کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ أُوقِيَّةٍ كُلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَنَّى هٰذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ

(سنن ابن ماجہ: باب بر الوالدین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ زمین و آسمان کی درمیانی کائنات اور ہر چیز سے بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں آدمی کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، وہ عرض کرتا ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ (میرے عمل تو اتنے نہ تھے) ارشاد ہوتا ہے کہ تمہاری اولاد کے تمہارے حق میں استغفار کرنے کی وجہ سے۔

باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کی مثال

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَأَعْطَاهُ

عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ فَقُلْنَا لَهُ أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی مکہ مکرمہ کے راستے میں ان سے ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی پر سلام کیا اور اسے اپنے گدھے پر سوار کرلیا جس پر وہ سوار تھے اور اسے اپنا عمامہ عطا کیا جو ان کے اپنے سر پر تھا۔ حضرت ابن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اللہ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے وہ دیہاتی لوگ ہیں جو تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں (اور آپ نے اسے اپنا عمامہ دیدیا) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دیہاتی کا باپ (میرے والد) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بیٹے کی نیکیوں میں سے بڑی نیکی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

تشریح: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جب مرض الوفات میں مبتلاء ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سفر کر کے ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے تو انھوں نے کہا کہ آپ اتنا سفر کر کے آئے؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ میں اور میرے والد میں دوستانہ تعلق تھا اسلئے اس تعلق کی نسبت سے آیا ہوں۔ (مسند بن حنبل)

والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی برّ الوالدین)

حضرت ابوسید مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ اس دوران بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے کہ میں ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا کہ ہاں ان کے لئے دعا کرنا، استغفار کرنا اور ان کے بعد ان کی وصیت یا عہد کو پورا کرنا اور ان کے متعلقین کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن کے ساتھ تعلق صرف والدین کی وجہ سے تھا اور ان کے دوست کا اکرام کرنا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ والدین کی وفات کے بعد آدمی کی ذمہ داری ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی اولاد کے ذمہ والدین کا حق باقی رہتا ہے جس کی کچھ تفصیل مذکورہ بالا حدیث میں گزر چکی مزید ایک روایت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی زندگی میں ان کا نافرمان ہو اسی حالت میں ان کا انتقال ہوجائے پھر وہ شخص والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے ذمہ جو قرض ہو اس کو بھی ادا کردے اور انھیں برا بھی نہ کہے تو اسے والدین کے فرمانبرداروں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص والدین کی زندگی میں فرمانبردار ہو اور ان کی وفات کے بعد نہ والدین کے لئے دعائے مغفرت کرے اور نہ ہی ان کے قرض کو ادا کرے اور انھیں برا بھی کہے تو اسے والدین کے نافرمانوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(درمنثور)

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّورِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّورِ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب قول اللہ ومن احیاھا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا یا فرمایا: کہ جھوٹی گواہی دینا۔

اولاد کو آداب سکھاؤ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ

(سنن ابن ماجہ: باب بر الوالدین والاحسان الی البنات)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی اولاد کا خیال رکھو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔

تشریح: اپنی اولاد کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی اور احسان یہ ہے کہ اس کی اچھی تربیت کردی جائے اور زندگی گزارنے کے آداب سکھا دیے جائیں، اس کا فائدہ صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اولاد خود بھی عزت اور سکون کی زندگی گزارے گی اور کئی قسم کی خوبیاں اور کمالات اور معاشرتی فوائد حاصل کرے گی اور دوسرے لوگ بھی اس سے راحت پائیں گے اور ہر دلعزیز بنے گا۔ مثلاً بچہ مستقبل میں بڑا ہو کر شوہر بھی بنے گا، باپ

بھی بنے گا، ایک گھر کا سربراہ بنے گا، کسی ادارے کا ذمہ دار بنے گا۔ جب اس کی اچھی تربیت ہوئی ہوگی تو اس سے تعلق رکھنے والے سب لوگ اس سے سکون پائیں گے اگر بچپن میں اچھی تربیت سے محروم رہا تو پھر خود بھی پریشان ہوگا اور سب لوگ اسے اپنے لیے ایک مصیبت سمجھیں گے جیسا کہ ہمیں اپنے معاشرے میں بھی دونوں قسم کے لوگ نظر آتے ہیں۔ بالخصوص بیٹیوں کی اچھی تربیت کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ انھوں نے اجنبی ماحول میں جاکر زندگی گزارنی ہوتی ہے جہاں انھیں زندگی کے تمام مراحل میں انتہائی محتاط رہنا پڑتا ہے، تربیت یافتہ بچیاں اپنے سسرال کے ماحول کو پہلے سے زیادہ خوشگوار بنا دیتی ہیں اور تربیت سے محروم بچیاں سسرال والوں کے لئے عذاب بن جاتی ہیں۔ اسلئے اپنے بچوں کے اچھے مستقبل کیلئے جتنی اہمیت تربیت کی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں ہے۔

والدین کا اولاد کو بہترین تحفہ

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ

(جامع ترمذی: جلد اول: باب ماجاء فی ادب الولد)

حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی والد اپنے بیٹے کو اچھی تعلیم و تربیت سے بہتر کوئی انعام نہیں دیتا۔

تشریح: آج کل اچھی تعلیم و تربیت صرف اسی کو سمجھ لیا گیا ہے کہ بچے کو کسی اچھے، مہنگے سکول میں داخل کروا دیا جائے جہاں اسے انگریزی اچھی طرح لکھنا پڑھنا آجائے اور مزید کسی فن میں ڈپلومہ کروا کے زیادہ پیسوں والی ملازمت کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے تاکہ ساری زندگی اپنی صلاحیتیں پیسہ اکٹھا کرنے میں صرف کر دے۔ دین مذہب کیا ہوتا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ اس زندگی کے بعد کن

حالات سے سامنا ہوگا، اس قسم کی باتیں تو گویا ہماری زندگی کے پروگرام میں شامل ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی دینی، مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی آج کسی کے پاس فرصت ہی نہیں۔ جس تعلیم سے پیسے ملتے ہیں اس کے لئے سارے اوقات فارغ ہیں اور جس تعلیم سے مذہب کا تعارف ہوتا ہے، اللہ، رسول اور آخرت کا تعارف ہوتا ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے کسی کے پاس وقت ہی نہیں اس طرز عمل کا نتیجہ بھی سامنے آچکا ہے کہ کسی دس برس کے بچے کو دیکھ لیجئے جو اتنا شعور رکھتا ہے کہ پینٹ پتلون پہن کر ٹائی لگانا جانتا ہے، کرکٹ کے کھلاڑیوں اور فلمی ایکٹروں کے ڈائیلاگ اور ان کے طور طریقے سے خوب واقف ہے لیکن اپنے نبی ﷺ کے حلیے سے متعلق یا آپ ﷺ کی سیرت کے کسی پہلو کے بارے سوال کر کے دیکھ لیجئے بالکل لاعلم ہوگا۔ کئی بار اس کا تجربہ کیا ہے کہ میٹرک تک کے طلبہ اپنے مذہب سے اس قدر ناآشنا ہیں کہ اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کا پتہ نہیں، آپ ﷺ کے خلفائے راشدین کا علم نہیں کہ وہ کون ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج و بنات کا علم نہیں، نمازوں کی رکعات سے بھی لاعلم، قرآن پاک سنو تو وہ صحیح پڑھنا نہیں آتا اتنے بڑے المیے کے سب سے پہلے ذمہ دار والدین ہیں۔

کم از کم حضور ﷺ نے بچوں سے متعلق جن باتوں کی تاکید فرمائی ہے اُن پر تو ضرور عمل کرنا چاہئے مثلاً (۱) بچہ جب بولنے کے قابل ہو تو اسے سب سے پہلے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سکھانا (ابن السنی) (۲) اپنے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا (ترمذی) (۳) بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھانا اور نماز پڑھنے کا شوق دلانا، جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دینا (ترمذی)۔ یہ حکم اس لئے دیا تاکہ بالغ ہونے سے پہلے پہلے وہ پختہ نمازی بن جائے اس کے بعد زندگی بھر اس کی کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے۔

نیک اولاد بہترین صدقہ جاریہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب الوقف: من ابواب الاحکام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ البتہ تین اعمال (باقی رہتے ہیں)۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم کہ جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

تشریح: آدمی کو تمام قسم کے تعلقات میں سے بھلائی کی جتنی توقع اپنی اولاد سے ہوتی ہے اتنی کسی اور سے نہیں ہوتی، بالخصوص جب آدمی کا انتقال ہو جائے اور عالم برزخ میں (یعنی قبر میں) اسے نیک اعمال اور دعائے مغفرت کی شدید ضرورت ہوتی ہے، عام لوگ تو چند روزہ اپنی رسومات ادا کر کے فارغ ہو جاتے ہیں صرف اولاد ہی ایسا رشتہ ہوتا ہے جس سے ہمیشہ اِستفادے کی اُمید ہوتی ہے، یہ استفادہ بھی تب ممکن ہوتا ہے جب اپنی زندگی میں اولاد کو دین کے راستے پر لگایا ہو اور اسے نیک بنانے کی کوشش کی ہو اور اس حدیث میں نیک اولاد کے اسی فائدے کو بیان کیا گیا ہے جو آدمی کے مرنے کے بعد حاصل ہو۔ اس لئے اپنی اولاد کو صرف دنیاوی زندگی میں ہی سہارا بنانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ آخرت میں بھی سہارا بنانے سے متعلق کوشش کرنی چاہئے اور یہ بات علم دین سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔

نیز اولاد کو دین پر چلانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کی ہر نیکی کا اجر اس کے ماں باپ کو بھی ملتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت (دوران حج) اپنے بچے کو اُٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس بچے کا حج ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور تجھے بھی اس کا اجر ملے گا۔ (مسلم: فی الحج)

اولاد میں برابری کرنے کا حکم

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ (صحیح بخاری: الجلد الاول: باب الھدیہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اپنی تمام اولاد کو اتنا ہی دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اس سے واپس لے لو۔ (یعنی سب کو برابر دو)

تشریح: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا اس کا چھوٹا بیٹا اس کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنی دائیں ران پر بٹھا لیا پھر اس کا دوسرا بیٹا یا بیٹی آئی تو اس نے اُسے نیچے زمین پر بٹھا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس طرح دیکھا تو ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ تم ان دونوں میں برابری کرتے یہ سن کر اُس نے دوسرے بچے کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اب ٹھیک کیا۔ (البر والصلة للمروزی)

اولاد میں برابری کا دوسرا حکم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ

(المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۹۹۷، وفی السنن الکبرٰی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اپنی اولادوں کو عطیات دینے میں برابری کرو، اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔

تشریح: اس حدیث کی روشنی میں حکم یہ ہے کہ جب باپ کی جائیداد اُس کے مرنے کے بعد (بطور میراث) تقسیم ہو تو بیٹوں کو بیٹیوں سے دوگنا حصہ ملے گا اور جب باپ کی زندگی میں اس کی جائیداد تقسیم ہو تو پھر مستحب اور افضل یہ ہے کہ بیٹے اور بیٹیوں کو برابر دیا جائے۔ اس صورت میں بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دی جائے۔

پڑوسی سے حسن سلوک کا بیان
فرمانِ نبوی
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
حضرت جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے لئے مجھے مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید اس کو وارث بنا دیا جائے گا۔ (بخاری)

تمہید

قرآن پاک میں پڑوسی کے حقوق کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ

(سورۃالنسآء:۳۶)

(اچھا سلوک کرو) رشتہ دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے بعض پڑوسی وہ ہیں جن کے دو حق ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے تین حق ہیں ایک حق والا پڑوسی وہ غیر مسلم پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو، دو حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہے اور مسلمان بھی ہے اور تین حق والا وہ پڑوسی ہے جو پڑوسی بھی ہے، مسلمان بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے۔ (ابن کثیر)

اس حدیث سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر پڑوسی غیر مسلم بھی ہو تو اس کا بھی ہمارے ذمہ حق ہے۔ دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ جس پڑوسی سے تعلق جتنا زیادہ ہوگا اس کا حق بھی اتنا زیادہ ہوگا۔ قرآن کریم کے لفظ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ سے پڑوسی کی ایک اور قسم معلوم ہوتی ہے وہ ہے ساتھ بیٹھنے والا پڑوسی یعنی وہ شخص جو دورانِ سفر ساتھ بیٹھنے والا ہو یا کسی مجلس میں پاس بیٹھنے والا ہو تو اس کا بھی ہمارے ذمہ حق ہے کہ اس کے لئے جگہ میں تنگی پیدا نہ کریں اور اسے اپنی طرف سے تکلیف نہ پہنچائیں۔

پڑوسی کے حقوق درج ذیل ہیں:

- اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا۔
- اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہونا۔

- اگر وہ قرض مانگے تو اسے قرض دینا۔
- اگر اسے کھانے کی یا کپڑے کی ضرورت ہو تو اسکی ضرورت پوری کرنا۔
- اس کی خوشی میں شریک ہونا۔
- اسے اگر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی مدد کرنا۔
- اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پڑوسی سے حسن اخلاق کی تاکید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الوصایۃ بالجار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے لئے مجھے مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید اس کو وارث بنا دیا جائے گا۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن بکری ذبح کی اور ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا انھوں نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کے ہاں گوشت بھیجا ہے یا نہیں؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے مجھے ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اس شدت سے وصیت کی ہے کہ میں سمجھا کہ شاید اس کو وراثت میں شریک بنا دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

گھر خریدنے میں ہمسایہ کا حق مقدم ہے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ. (مسند احمد: ۲۰۲۴۸)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گھر کا ہمسایہ دوسروں کی بہ نسبت گھر خریدنے کا زیادہ حقدار ہے۔

تشریح: اس حدیث پر صحابہ کرام کے عمل کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: اے سعد مجھ سے میرے دونوں گھر جو تمہارے پڑوس میں ہیں خریدلو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں تو انہیں نہیں خریدتا حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ تمہیں خریدنا ہوگا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں چارسو (درہم) سے زیادہ نہیں دے سکتا اور وہ بھی چند قسطوں میں ادا کروں گا۔ حضرت ابورافع نے کہا کہ مجھے اس کے پانچ سو درہم مل رہے تھے اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ مستحق ہے تو میں کبھی تمہیں چارسو درہم میں نہ بیچتا، چنانچہ وہ دونوں گھر حضرت ابورافع نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیے۔ (بخاری فی الشفعہ)

پڑوسی کو تکلیف دینے والا مؤمن نہیں

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَايِقَهُ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب اثم من لا یامن جارہ بوائقہ)

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ واللہ وہ آدمی مومن نہیں ہے، واللہ وہ آدمی مومن نہیں ہے، واللہ وہ آدمی مومن نہیں ہے، پوچھا

گیا کون یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے بے خوف نہ ہو۔

پڑوسی کی خبر گیری کا حکم

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب الوصیة بالجار والاحسان الیه)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! جب تو سالن پکائے تو اس کے شوربہ کو زیادہ کر لے اور اپنے پڑوسی کی خبر گیری کر۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص مومن نہیں جو شکم سیر ہو کر کھائے جبکہ اس کا قریبی ہمسایہ بھوکا ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ مروت کے خلاف ہے اور اپنا کوئی نقصان نہیں بلکہ اگر ہمسایہ ادھر چھت ڈالے تو اور دیوار کی حفاظت ہے)۔ (مسلم)

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی تمام باتیں چار چیزوں میں داخل ہیں۔

(۱) اپنے پاس جو کچھ بھی ہے اس کے ذریعے اس سے ہمدردی کرے۔

(۲) ہمسائے کے پاس جو کچھ ہے دل میں اس کی طمع نہ کرے۔

(۳) اپنی طرف سے اسے تکلیف نہ پہنچائے۔

④ اگر اس کی طرف سے تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرے۔

پڑوسی سے متعلق فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: » هِيَ فِي النَّارِ «، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ

(مسند احمد: باب مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۴۲۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! فلانی عورت کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ (فرائض کے علاوہ نفلی) نمازیں بہت پڑھتی ہے اور (نفلی) روزے بہت رکھتی ہے اور بڑی خیرات کرتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ فلانی عورت (نفلی) روزے تھوڑے رکھتی ہے اور خیرات بھی تھوڑی اور (نفلی) نمازیں بھی تھوڑی پڑھتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف نہیں پہنچاتی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔

تشریح: صحابیات رضی اللہ عنہن اپنی پڑوسنوں کی ہر طرح کی معاونت کرتی تھیں، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو روٹی پکانا نہیں آتی تھی تو ان کی پڑوسنیں ان کی بھی روٹیاں پکا دیا کرتیں تھیں۔ (مسلم)

بُرے پڑوسی سے پناہ مانگنے کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَوَّذُوا بِاللهِ، مِنْ جَارِ السَّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ، فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ عَنْكَ

(سنن نسائی: الجلد الثانی: کتاب الاستعاذۃ: الاستعاذۃ من جار السوء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی پناہ مانگو برے ہمسائے سے رہنے کی جگہ میں (یعنی بستی اور شہر میں) اس لئے کہ جنگل کا (یعنی سفر میں ساتھ چلنے والا) ہمسایہ تو تم سے جدا ہو جاتا ہے (لیکن بستی میں ساتھ رہنے والا ہمسایہ تو ہر وقت ساتھ رہتا ہے اگر وہ برا ہوا تو پھر ہر وقت کی تکلیف ہے)۔

کون سا ہمسایہ زیادہ مقدم ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الشفعہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو۔

اچھے اور برے ہم نشین کی مثال

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيسِ

الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب استحباب مجالسة الصالحین و مجانبة قرناء السوء)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے پس خوشبو والا یا تو تجھے کچھ ویسے ہی عطا کر دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا ورنہ تو اس کی بدبو کو تو پائے گا ہی۔

تشریح: اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ دورانِ سفر اگر ہمنشین اچھا ہو تو اس کی وجہ سے سفر آرام دِہ ہو جاتا ہے اگر ہمنشین برا ہو تو تھوڑا سفر بھی عذاب بن جاتا ہے اس لئے سفر کے انتظامات میں اچھے ہمنشن کا انتخاب بھی مدِ نظر ہونا چاہئے، حضرت رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک غزوہ میں اپنے لیے ایک اچھے رفیق سفر کی جستجو میں نکلا تو حسنِ اتفاق سے مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت نصیب ہو گئی، چنانچہ انھوں نے میرے ساتھ جو حسن سلوک کا برتاؤ کیا وہ یہ کہ وہ مجھے اپنے بستر پر سلاتے اور اپنی چادر میرے اوپر اُڑھاتے تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایسی بات سکھا دیں جو مجھے فائدہ دے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز کی پابندی کرو، مال خرچ کرو، دار الکفر سے ہجرت کرو، اور دو افراد پر بھی کبھی حاکم نہ بننا۔ (اصابہ)

مہمان سے حسن سلوک کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس گھر میں کھانے کھائے جائیں (مہمان بکثرت آئیں) اس گھر میں خیر اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جس طرح چھری اونٹ کی کوہان میں تیزی سے جاتی ہے۔

(ابن ماجہ)

تمہید

گھر میں آنے والے مہمانوں کی خاطر مدارات کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمانی کا تذکرہ موجود ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ (الذاریات)

کیا آپ کے پاس ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے جب کہ وہ (مہمان) ان پر داخل ہوئے، پھر انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (اور خیال کیا کہ یہ) کچھ اجنبی سے لوگ ہیں پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس گئے، اور ایک موٹا تازہ (بھنا ہوا) بچھڑا لاکر مہمانوں کے سامنے پیش کیا اور اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا۔ کہنے لگے: کیا آپ لوگ کھاتے نہیں؟

اس آیت مبارکہ سے مہمان کی ضیافت کے متعلق چند اُمور کا ثبوت ملتا ہے:

1۔ جب کوئی مہمان آئے تو سلام دعا کے ساتھ اس سے ملاقات کرنا۔

2۔ جب مہمان سفر کر کے آئے تو اس سے پوچھے بغیر اس کے لئے ضیافت کا انتظام کرنا۔

3۔ مہمان جس جگہ تشریف فرما ہوں وہیں ان کے سامنے کھانا پیش کرنا۔

4۔ مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر بے فکر نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ مہمان کو کھانا کھانے کا کہنا بھی چاہئے اگر وہ نہ کھا رہا ہو تو اس سے پوچھنا بھی چاہئے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مہمان سے حسن اخلاق کی تاکید

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

(صحیح بخاری: جلد سوم: باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذ جارہ)

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی جائزہ سے عزت کرے، پوچھا گیا یارسول اللہ اس کا جائزہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دن ایک رات (جائزہ ہے) اور ضیافت تین دن ہے، جو اس سے زیادہ ہو تو وہ صدقہ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں مہمانداری کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک صحابیہ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا جو بہت دولت مند تھیں انھوں نے اپنا مکان عام مہمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو باہر سے مہمان آتے ان کو اسی مکان میں ٹھہرایا جاتا تھا۔ (نسائی فی النکاح)

مہمانی اور میزبانی کا ادب

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه)

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات تو اس کا جائزہ ہے اور تین دن ضیافت ہے اور اس سے زیادہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو تکلیف ہو۔

مہمانی کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْرُ أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُؤْكَلُ فِيهِ مِنَ الشَّفْرَةِ إِلَى سَنَامِ الْبَعِيرِ

(سنن ابن ماجہ: الجلد الثانی: کتاب الاطعمة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھانے کھائے جائیں (مہمان بکثرت آئیں) اس گھر میں خیر اتنی تیزی سے پہنچتی ہے جس طرح چھری اونٹ کی کوہان میں تیزی سے جاتی ہے۔

تشریح: صحابہ کرام جس طرح دوسرے کاموں میں فضائل کے حاصل کرنے میں بہت حریص تھے اسی طرح کسی مہمان کی میزبانی میں بھی سبقت کرنے کی کوشش کرتے تھے حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب وفد عبدالقیس کے لوگ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: اپنے بھائیوں کی خاطر مدارات کرو کیونکہ اپنی وضع قطع اور اسلام میں وہ تم لوگوں سے بہت مشابہ ہیں اور بغیر جبر و اکراہ کے اسلام لائے ہیں۔ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں بڑی خوشی اور جذبے سے قبول کیا، صبح کو جب وہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دریافت فرمایا کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟ تو وفد عبدالقیس کے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں ہمارے لئے نرم بچھونے بچھائے، عمدہ کھانے کھلائے اور رات بھر قرآن وسنت کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور جس جس نے رات کو جو کچھ سیکھا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ (مسند ابن حنبل)

مہمان کو رخصت کرنے کی سنت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ

(سنن ابن ماجہ: الجلد الثانی: کتاب الاطعمة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بھی سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کو (رخصت کرتے وقت) اس کے ساتھ گھر کے دروازہ تک آئے۔

ایک صحابی کی میزبانی کا مقبول عمل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ هُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ

يُضَيِّفُهُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ يَرْحَمُهُ اللهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قُوتُ الصِّبْيَةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ وَتَعَالَيْ فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَ يُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

(صحیح بخاری:الجلد الاول: کتاب التفسیر: فی تفسیر یوثرون علی انفسھم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس بھیجا وہاں سے کوئی چیز نہ ملی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ہے جو آج کی رات اس کی مہمانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا، انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں (مہمانی کروں) گا، چنانچہ وہ اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان ہے اس سے کوئی چیز چھپانی نہیں۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم! سوائے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے اس نے کہا کہ جب بچے رات کا کھانا مانگیں تو ان کو سلا دینا اور تم آ کر چراغ بجھا دینا اور ہم لوگ اس رات کو بھوکے رہیں گے چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا پھر وہ شخص صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر نے پسند کیا یا فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت پر ہنسا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) کہ وہ اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ میں ہوں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ایک تو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایثار اور جذبہ ایمانی کا اندازہ ہوتا ہے، دوسرے اس بات کی تعلیم ہے کہ جب مہمان آجائے تو جو کچھ گھر میں میسر ہو وہ مہمان کو پیش کر دینا چاہئے اور مہمان کو بھی چاہئے کہ جو کچھ ملے اسے خوشی خوشی قبول کر لے۔

ایک دن چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے ان کے گھر آئے تو انھوں نے بطور میزبانی کے روٹی اور سرکہ پیش کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے، وہ شخص ہلاک ہو جائے جس کے پاس مہمان آئیں اور اس کے پاس سرکہ موجود ہو اور وہ اسے حقیر سمجھ کر ان کے سامنے پیش نہ کرے اور وہ مہمان بھی ہلاک ہو جائے جو اسے حقیر سمجھے۔ (مسند ابن حنبل)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحابی کے گھر مہمانی

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ زَارَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِنَا فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا قَالَ قَيْسٌ فَقُلْتُ أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَرْهُ يُكْثِرُ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ قَالَ فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ أَصَابَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمَّا أَرَادَ الِانْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا قَيْسُ اصْحَبْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَيْسٌ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْكَبْ فَأَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ فَانْصَرَفْتُ

(سنن ابوداؤد: المجلد الثانی: کتاب الادب: باب کم مرة یسلم الرجل)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر میں ہم سے ملاقات فرمائی اور آکر سلام فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آہستہ سے جواب دیا۔ میں نے کہا کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت نہیں دے رہے؟ انہوں نے کہا کہ صبر کرو، میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر زیادہ بار سلام کریں پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دوسری بار) فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پھر آہستہ سے جواب دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسری مرتبہ) فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس لوٹ گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے سلام کی آواز سن رہا تھا اور آہستہ سے جواب دے رہا تھا تاکہ آپ ہم پر کثرت سے سلام فرمائیں، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ واپس تشریف لائے اور حضرت سعد نے آپ کے لئے پانی وغیرہ کے بندوبست کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا پھر حضرت سعد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زعفران اور ورس میں رنگی ہوئی ایک چادر دی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لپیٹ لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ (دعا کے لئے) اٹھائے اور آپ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! اپنی رحمت اور برکت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد پر

فرما۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک گدھا سواری کے لئے پیش کیا جس پر ایک چادر ڈالی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے قیس! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو جاؤ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ میں نے انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار ہو جاؤ یا واپس لوٹ جاؤ! حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس لوٹ آیا۔

تشریح: اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کا ایک اور واقعہ احادیث کی کتب میں موجود ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ رات یا دن کو باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں اس وقت کس چیز نے باہر نکالا؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول بھوک نے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ چلو، پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری صحابی کے دروازے پر تشریف لے گئے، وہ اپنے گھر میں نہیں تھے۔ ان کی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اس نے خوش آمدید کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص (اس کے خاوند کے متعلق فرمایا) کہاں گیا ہے؟ وہ بولی کہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری صحابی آ گئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کے دن کسی کے پاس ایسے مہمان نہیں ہیں جیسے میرے پاس ہیں۔ پھر وہ گئے اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں گدر، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں اور کہنے لگے کہ اس میں سے کھایئے، پھر انھوں نے (بکری ذبح کرنے کیلئے) چھری پکڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ انھوں نے ایک بکری ذبح کی اور سب نے اس کا گوشت کھایا اور کھجور بھی کھائی اور پانی پیا۔ جب کھانے پینے سے سیر

ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ تم اپنے گھروں سے بھوک کے مارے نکلے اور نہیں لوٹے یہاں تک کہ تمہیں یہ نعمت ملی۔ (صحیح مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا جس کو انھوں نے اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، ان کا مکان دومنزلہ تھا، انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے پیش نظر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ اوپر والے حصہ میں قیام فرمائیں اور ہم نیچے والے حصہ میں رہیں گے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لئے اور ہم سے ملنے کیلئے آنے والوں کے لئے راحت اس میں ہے کہ ہم نیچے رہیں اور تم اوپر رہو، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے مطابق حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر منتقل ہو گئے، اس سے معلوم ہوا کہ میزبانی کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مہمان کی راحت کو بھی ملحوظ رکھا جائے، مہمان کی راحت کی خاطر آداب کے اُصول چھوڑنا پڑیں تو گوارا کر لینا چاہئے۔ اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کر کے بھیجتے تھے، جب آپ کا بچا ہوا کھانا واپس آتا تو ہم دیکھتے جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہوتا وہیں سے کھاتے تاکہ آپ کی برکت حاصل کریں (ابن کثیر: سیرت ابن اسحاق)

بیٹیوں، بہنوں سے حسن سلوک

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔

(جامع ترمذی)

آیات مبارکہ

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (سورۃ الشوریٰ)

اللہ زمین و آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ رکھتا ہے، وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تین بیٹیوں یا بہنوں سے حسن سلوک کرنے والا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ.

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی النفقة علی البنات)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔

دو بیٹیوں سے حسن سلوک کا اجر

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی النفقة علی البنات)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح داخل ہوں گے۔ آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔

ایک رحم دل ماں کا قصہ

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَائَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو ساتھ لے کر میرے پاس کچھ مانگنے کے لئے آئی، اس کو میرے پاس سے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ ملا، میں نے وہ اسے دے دی، اس نے وہ ایک کھجور اپنی دو بیٹیوں میں تقسیم کر دی، پھر اُٹھ کر چلی گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان بچیوں کو کچھ بھی دیدے اور ان کے ساتھ احسان کرے تو یہ اس

کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب (کا ذریعہ) ہوں گی۔

بے سہارا بیٹی پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ

(سنن ابن ماجه: باب بر الوالد والاحسان الى البنات)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں افضل صدقہ نہ بتاؤں؟ تمہاری بیٹی جو (خاوند کی وفات یا طلاق کی وجہ سے) لوٹ کر تمہارے پاس آ گئی ہو تمہارے علاوہ اس کا کوئی کمانے والا بھی نہ ہو (یعنی اُس پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے)۔

اپنے یتیم بچوں کی پرورش کرنے والی

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بِالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا

(سنن ابو داؤد: المجلد الثانی: باب فی فضل من عال یتامی)

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور وہ عورت جو بدہیئت سیاہ رخسار والی ہو (کنایہ ہے اس بات سے کہ اس نے شوہر کے مرنے کے بعد اس کے یتیم بچوں کی کفالت میں اپنی زیب و زینت کو چھوڑ دیا ہو) ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے قیامت کے روز

(جس طرح دو انگلیاں بالکل قریب ہیں اسی طرح ایسی عورت میرے قریب ہوگی) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیانی اور انگشت شہادت سے اشارہ فرما رہے تھے اس سے مراد وہ عورت ہے جو عزت و منصب اور حسن و جمال والی ہو اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کے یتیم بچوں کی کفالت کے لئے اپنے آپ کو شادی سے روکے رکھے یہاں تک کہ وہ بڑے ہو جائیں یا مر جائیں۔

تشریح: اسی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرتے ہوئے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہو گئیں تو اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک جو اس وقت چھوٹے بچے تھے ان کی پرورش کی خاطر یہ پختہ عزم کر لیا تھا کہ جب تک ان کی مکمل طور پر نشوونما نہ ہو جائے اس وقت تک دوسرا نکاح نہ کروں گی چنانچہ انھوں نے اپنے اس ارادے کو پورا کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اپنی والدہ کی شکر گزاری میں کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری پرورش کا پورا حق ادا کیا۔ (طبقات ابن سعد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنی بیٹی سے سلوک

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهَا كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی القیام)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے چال چلن، گفتگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی خاص نشست پر بٹھاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھڑی ہوتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتیں اور اسے بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

یتیم بہنوں کی کفالت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ نَكَحْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ قَالَ: قُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ وَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةٌ تَمْشُطُهُنَّ وَتَقِيْمُ عَلَيْهِنَّ. قَالَ: أَصَبْتَ. (مسند احمد: ۱۵۰۴۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری لڑکی سے کیا ہے یا بیوہ عورت سے؟ میں نے کہا: بیوہ عورت سے کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی، وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ عبداللہ اُحد کے دن شہید ہو گئے تھے اور سات بیٹیاں پس ماندگان میں چھوڑ گئے تھے، اب میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان جیسی ایک ناتجربہ کار لڑکی لے آؤں، میں نے ایسی عورت کا انتخاب کیا ہے کہ جوان (میری بہنوں) کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا ہے۔

عیادت کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو کسی مریض کی عیادت کرے اگر صبح کا وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و بخشش کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

تمہید

جب کوئی شخص بیمار ہو تو اس کی دلجوئی کیلئے اس کی عیادت کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور دنیاوی اعتبار سے یہ عمل آپس میں محبت و خیر خواہی کا ایک مؤثر ذریعہ ہے اور اُخروی اعتبار سے بے شمار فضائل کا سبب ہے۔

جس طرح ہر نیک عمل کے کچھ اصول اور آداب ہوتے ہیں اسی طرح عیادت کے بھی کچھ آداب ہیں ان کا لحاظ اپنے لئے اور مریض کیلئے راحت کا سبب ہوتا ہے اور ان آداب کا لحاظ نہ کرنا دونوں کیلئے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔
عیادت سے متعلق چند آداب یہ ہیں:

- عیادت کیلئے جاتے ہوئے وقت کا لحاظ کرنا کہ وہ مریض کے یا مریض کے گھر والوں کے آرام کا وقت نہ ہو۔
- مریض کے پاس مجمع نہ لگانا۔
- مریض کے قریب اونچی آواز سے نہ بولنا۔
- مریض کے پاس جھگڑے سے اور پریشان کن باتوں سے اجتناب کرنا۔
- مریض سے اس کی خیریت اور صحت کے متعلق دریافت کرنا اور اسے مرض سے شفایابی کی اُمید دلانا۔
- مریض کو صحت کی دعا دینا اور اپنے لیے اس سے دعا کروانا۔
- مختصر وقت میں عیادت کرنا، تاکہ زیادہ دیر بیٹھنے سے مریض کو تکلیف نہ ہو، البتہ جس کے زیادہ دیر بیٹھنے سے مریض خوش ہوتا ہو وہ اگر زیادہ دیر بیٹھے تو حرج نہیں۔
- کسی مریض کو کسی قسم کے تعاون مثلاً بلڈ (خون) یا کسی ٹیسٹ وغیرہ کی

صورت میں معاونت درکار ہو تو بے لوث اس کی مدد کرنا۔

- کوئی شخص کسی حادثے کا شکار ہو جائے تو اس کی مدد کو اپنے کاموں پر ترجیح دینا۔
- عیادت کیلئے جاتے ہوئے مریض کی طبیعت کے مطابق کچھ خورد ونوش کی چیزیں لے کر جانا۔
- حسبِ استطاعت مریض کے علاج میں اس کی مالی معاونت کرنا۔
- کسی معالج، ڈاکٹر کی طرف سے مریض کے ساتھ بھلائی کی سب سے بہترین صورت یہ ہے کہ جب کوئی غریب، نادار مریض آجائے تو اس کے لئے اپنی فیس معاف کردے یا کم کردے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کسی صحابی کی بیماری کی اطلاع ملتی تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور دورانِ عیادت مریض کو تسلی دیتے اور مریض پر دم بھی فرماتے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مریض کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے تو اس کے لئے یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ (جامع ترمذی)

ترجمہ: اے لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور کردیجیے، شفا دیدیجیے، آپ ہی شفاء دینے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔

- ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے تو اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے:

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ (سنن ابوداود)

ترجمہ: میں بڑی عظمت والے اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے۔

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو جسم کے کسی حصے میں درد تھا تو اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: درد کی جگہ اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بِسْمِ اللہ اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

(صحیح مسلم)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مریض کی عیادت کی فضیلت

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضلِ عیادۃ المریض)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے اُن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ اس وقت سے واپس آنے تک جنت کے میوہ زار میں ہوتا ہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مریضوں کی عیادت کرنے کو اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے ایک مرتبہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، ایک انصاری صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے بھائی سعد کا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ اچھے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا: تم میں سے کون ان کی

عیادت کرے گا؟ تو اس وقت صحابہ کرام کے افلاس کا یہ عالم تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہمارے پاؤں میں نہ جوتے تھے نہ سروں پر ٹوپیاں تھیں نہ جسم پر پورا کپڑا تھا، اسی حالت میں ہم ننگے سر اور ننگے پاؤں دس پندرہ افراد حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لئے اُن کے گھر گئے۔ (مسلم فی الجنائز)

عیادت کرنے پر ستّر ہزار فرشتوں کی دعا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا مَشَى فِي خَرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ

(سنن ابن ماجہ: باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضاً)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے آرہا ہو تو وہ جنت میں چل رہا ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے اور جب وہ بیٹھ جائے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے اگر صبح کا وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و بخشش کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

عیادت کرنے پر جنت میں گھر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

(سنن ابن ماجہ: باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضاً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی بیمار کی عیادت کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ تم نے خوب کیا اور تمہارا چلنا بھی پسندیدہ ہے اور تم نے جنت میں گھر بنا لیا۔

تشریح: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں جب زخمی ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں ان کے لئے خیمہ لگوایا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور ان کی عیادت فرماتے۔ ایک دن ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور ان کو اپنے گلے لگا لیا جس سے ان کے زخم کا خون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور داڑھی مبارک کو لگ گیا لوگ آپ کو پیچھے کر رہے تھے اور آپ اور زیادہ ان کے قریب ہو رہے تھے (یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت سعد بن معاذ سے محبت کا اظہار تھا)۔ ایک رات ان کے رشتہ دار ان کو اپنے قبیلے کی طرف لے گئے صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر کی طرف چل پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا تیز چلے کہ ساتھ چلنے والے صحابہ کرام کے جوتوں کے تسمے کھل گئے اور کندھوں سے چادریں گرنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ کہیں ہم سے پہلے ان کے پاس فرشتہ (ملک الموت) نہ پہنچ جائے جیسے حنظلہ کے پاس پہنچ گیا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

باوضو ہو کر عیادت کرنے کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَمَا الْخَرِيفُ قَالَ الْعَامُ

(سنن ابو داؤد: المجلد الثانی: باب فی فضل العیادۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تمام آداب و شرائط کے ساتھ وضو کیا اور محض اجر و ثواب کی خاطر

اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو وہ دوزخ سے ستر خریف کے برابر دور کر دیا جاتا ہے۔اس حدیث کے راوی ثابت کہتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ (یعنی حضرت انس بن مالک) سے پوچھا کہ خریف کس کو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا سال کو۔

اللہ کو اپنے بندے کی خبر گیری کتنی محبوب ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی وہ کہے گا اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔اے ابن آدم! میں نے تجھ سے

کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ کہے گا اے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں تو اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ کہے گا اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں، اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔

عیادت کرتے ہوئے مریض کو تسلی دینا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفِّسُوا لَهُ فِي الْأَجَلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَهُوَ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْمَرِيضِ

(سنن ابن ماجه: المجلد الاول: کتاب الجنائز . باب عيادة المريض)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو زندگی کی اُمید دلاؤ کیونکہ یہ کسی چیز کو ٹال تو نہیں سکتا لیکن بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے۔

تشریح: خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کی عیادت فرماتے تو اسے بیماری پر ملنے والے اجر کی طرف متوجہ فرماتے تا کہ اسے تسلی ہو اور قلبی سکون ملے چنانچہ حضرت اُم علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیمار ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: اے اُم علاء! خوش ہو جاؤ کیونکہ مسلمان کی بیماری کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو اس طرح دور فرما دیتا

ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔ (سنن ابوداؤد)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار تھے ان کو دل کی تکلیف تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تم دل کے مریض ہو لہذا تم حارث بن کلاہ برادر ثقیف کے پاس جاؤ وہ طبیب ہے اس سے کہو کہ مدینے کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں گٹھلی سمیت پیس کر تمہیں کھلائے۔ (طبقات ابن سعد)

مریض کے گھر والوں کو تسلی دینا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا قَالَ لَهَا لَا تَبْتَئِسِي عَلَى حَمِيمِكِ فَإِنَّ ذَالِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ

(سنن ابن ماجہ: جلد اول: کتاب الجنائز)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کا ایک رشتہ دار بھی تھا جس کا دم گھٹ رہا تھا (موت قریب تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ کی پریشانی کو دیکھا تو فرمایا: اپنے رشتہ دار پر غمگین مت ہونا کیونکہ یہ بھی اس کی نیکیوں میں سے ہے۔

مریض سے اپنے لئے دعا کروانا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ فَإِنَّ دُعَائَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ

(سنن ابن ماجہ: الجلد الاول: کتاب الجنائز . باب عیادۃ المریض)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ تمہارے حق میں دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے۔

عیادت کی ایک فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوۃ و کتاب الفضائل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم میں سے کسی نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہے (یعنی روزہ رکھا؟) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے روزہ رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کون کسی جنازے کے ساتھ گیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں گیا ہوں، آپ نے فرمایا: آج تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، آپ نے فرمایا: آج تم میں سے کسی نے کسی بیمار کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، آپ نے فرمایا: جس میں یہ ساری چیزیں جمع ہو گئیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

تشریح: یہی مضمون ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ ایک دن میں جس نے پانچ اعمال کیے اللہ تعالیٰ اسے جنت والوں میں لکھ دیتے ہیں: بیمار کی عیادت کرنا، روزہ رکھنا،

جنازے میں شریک ہونا، جمعہ کی نماز کیلئے جانا، غلام آزاد کرنا۔ (ابن حبان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودی نوجوان کی عیادت کرنا

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ بِي مِنَ النَّارِ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سر کے پاس بیٹھے اور فرمایا: اسلام قبول کرلو! اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس کھڑا تھا اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہا مان لے۔ اور وہ اسلام لے آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے: اللہ کا شکر ہے جس نے اس کو میرے ذریعے (جہنم کی) آگ سے نجات دی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی کی عیادت کرنا

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى فَأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی قبلۃ الخد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جب وہ پہلی مرتبہ مدینہ طیبہ آئے تو ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھی اور انہیں بخار نے آگھیرا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان

کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے میری بیٹی! آپ کا کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ دیا۔

مریض کی جائز فرمائش پوری کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ

(سنن ابن ماجه: جلد اول: كتاب الجنائز)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کی تو اس سے پوچھا کس چیز کی خواہش ہے؟ کہنے لگا گندم کی روٹی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس گندم کی روٹی ہو تو وہ اپنے اس بھائی کے ہاں بھیج دے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے بیمار کو کسی چیز کی خواہش ہو تو اس کو وہ چیز کھلا دے۔

تعزیت کا بیان

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے بھی اسی (مصیبت زدہ) جیسا ثواب ہوتا ہے۔

(جامع ترمذی)

ارشاداتِ نبوی ﷺ

تعزیت کا طریقہ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّهُ مَاتَ ابْنٌ لَهُ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَزِّيهِ بِابْنِهِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ، إِلَى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. سَلَامٌ عَلَيْكَ. فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. أَمَّا بَعْدُ: فَأَعْظَمَ اللهُ لَكَ الْأَجْرَ، وَأَلْهَمَكَ الصَّبْرَ، وَرَزَقَنَا وَإِيَّاكَ الشُّكْرَ. فَإِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلِينَا وَأَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللهِ الْهَنِيئَةِ. وَعَوَارِيهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ. مَتَّعَكَ بِهِ فِي غِبْطَةٍ وَسُرُورٍ، وَقَبَضَهُ مِنْكَ فِي أَجْرٍ كَثِيرٍ. الصَّلَاةُ وَالرَّحْمَةُ وَالْهُدَى. إِنِ احْتَسَبْتَهُ فَاصْبِرْ، وَلَا يُحْبِطْ جَزَعُكَ أَجْرَكَ فَتَنْدَمَ. وَاعْلَمْ أَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ مَيِّتًا، وَلَا يَدْفَعُ حُزْنًا، وَمَا هُوَ نَازِلٌ فَكَأَنْ قَدْ. وَالسَّلَامُ «

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: باب الثنا علی المیت و المعجم الکبیر و معجم الاوسط)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ وصیت نامہ لکھا۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے معاذ بن جبل کی طرف السلام علیکم میں پہلے تم سے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثنا کے بعد، دعا کرتا ہوں کہ اس صدمہ پر اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا کرے اور تمہارے دل کو صبر دے اور ہمیں اور تمہیں نعمتوں پر شکر کی توفیق عطا کرے۔ درحقیقت ہماری جانیں اور ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے ہیں اور اس کی عطا کردہ امانتیں ہیں (لہذا تمہارا بیٹا بھی اسی کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا تمہیں اس سے خوشی اور نفع اُٹھانے کا موقع دیا اور جب اس نے چاہا وہ تم سے

واپس لے لیا جس پر وہ تمہیں بہت اجر دے گا اگر تم اس کی نوازش اور رحمت اور ہدایت کے اُمید وار اور طالب ہو تو اس صدمہ پر صبر کرو کہیں جزع فزع تمہارے قیمتی اجر کو ضائع نہ کر دے پھر تمہیں ندامت ہو اور یقین رکھو کہ جزع فزع سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا اور نہ ہی اس سے رنج وغم دور ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے جو حکم مقدر ہو وہ ہو کر رہتا ہے والسلام۔

تشریح: صحابہ کرام جس طرح ایک دوسرے کی مشکلات میں کام آتے تھے اسی طرح کسی کی وفات کے بعد بھی ان سے اظہار افسوس کے لئے تعزیت کرتے تھے حتی کہ صحابیات رضی اللہ عنہن بھی تعزیت کے سلسلے میں دوسروں کے گھروں میں جایا کرتی تھیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کی تدفین سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے تو راستے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ تم گھر سے کیوں نکلیں؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ اسی گھر میں تعزیت کے لئے گئی تھی۔ (ابوداؤد فی الجنائز)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کئی بیٹے غزوہ حرہ میں شہید ہو گئے تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر ان سے تعزیت کی۔ (ترمذی فی الفضائل)

تعزیت کرنے کا اجر

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَزَّى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ (جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الجنائز)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے بھی اسی (مصیبت زدہ) جیسا ثواب ہوتا ہے۔

تشریح: مسلمان کی ہر مصیبت، بیماری اور پریشانی پر گناہوں کی معافی اور اجر کثیر کا وعدہ ہے، تو جو مبتلاء مصیبت ہو وہ تو مستحق اجر ہے لیکن اس دوران جو اس کے ساتھ ہمدردی کرے اور اسے تسلی دے وہ بھی اجر سے محروم نہیں رہتا، مذکورہ حدیث میں اس کیلئے اسی کی مثل اجر کا وعدہ ہے۔ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مؤمن اپنے کسی مؤمن بھائی کی مصیبت میں اسے تسلی دے اور صبر کی تلقین کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ: فی ثواب من عزی مصابا)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ۳۷ سال کی عمر میں شہادت ہوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی والدہ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے، ان سے فرمایا: کہ ابھی بھی تمہارا غم ختم نہیں ہوگا اور تمہارے آنسو خشک نہیں ہوں گے کہ تمہارا بیٹا پہلا وہ شخص ہے جس کی موت پر اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے اتنے خوش ہوئے کہ عرش بھی ہل گیا اور اس کے جنازے کیلئے آسمان سے ستر ہزار ایسے فرشتے اُترے ہیں جو پہلے کبھی زمین پر نہیں آئے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوگئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھ کر اللہ سے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا، تیرے رسول کی تصدیق کی اور اس نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا۔اے اللہ! اس خیر کے ساتھ اس کی روح کو قبول فرما جس خیر کے ساتھ تو کسی مقبول بندے کی روح قبول فرماتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

وصال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعزیت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنُحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمْ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ

عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللهُ تَعَالَى وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ وَاللهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز: باب الدخول علی المیت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر مقام سنح سے آئے یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے کسی سے گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر اُڑھائی گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھائی پھر آپ پر جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بوسہ دیا اور رو پڑے اور فرمایا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی وہ آپ پر آ چکی۔ حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ بیٹھ جاؤ! وہ نہ مانے۔ پھر کہا کہ بیٹھ جاؤ! انہوں نے پھر انکار

کیا، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اما بعد! تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی اس پر موت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ شاکرین** تک۔ **ترجمہ:** محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہی تو ہیں (خدا نہیں) ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے، کیا اگر یہ انتقال فرما جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا (یعنی دین کو چھوڑ دے گا) تو وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ تو شکر گزاروں کو عنقریب جزا دے گا) واللہ اس سے پہلے لوگ گویا جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی لوگوں نے یہ آیت ان سے سن کر یاد کر لی، پھر تو جسے بھی سنتے تھے یہی آیت پڑھ رہا تھا۔

تشریح: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت پریشان اور غمگین تھے، لوگ تعزیت کیلئے آ رہے تھے، ایک دیہاتی نے آ کر جو تعزیت کی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی تعزیت نے میرا غم ہلکا کر دیا، اس نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں، ہم نے صبر کا طریقہ آپ سے سیکھنا ہے، دوسری بات یہ کی کہ آپ کے باپ آپ کو چھوڑ کر اللہ کے پاس گئے ہیں، اب آپ کے صبر کرنے پر جو انعام ملے گا وہ آپ کیلئے آپ کے باپ سے بہتر ہے، اور جو اللہ آپ کے باپ کو دیں گے وہ آپ سے بہتر ہے۔ یعنی جو کھویا وہ ادنیٰ ہے اور جو ملا ہے وہ اعلیٰ ہے۔ (انارۃ الدجی فی مغازی خیر الوری)

197
نرم مزاجی کا بیان
فرمانِ نبوی
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ
ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور وہ
اپنے گھر والوں سے نرمی سے
پیش آتے ہیں۔
(جامع ترمذی)

تمہید

نرم مزاجی اپنانا اور بد مزاجی سے بچنا اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے اندر نرم مزاجی والی صفت نہ ہوتی تو یہ آپ کے اردگرد (پتنگوں کی طرح) جمع رہنے والے لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے، ان کا آپ سے محبت کرنا اور آپ پر اپنا سب گھر بار لوٹا دینا یہ سب آپ کی نرم مزاجی کا نتیجہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ

(آل عمران:)

(اے نبی ﷺ) آپ اللہ کی رحمت سے ان (لوگوں) کے لیے نرم مزاج ثابت ہوئے ہیں اگر آپ ترش مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ (صحابہ) آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ سو آپ ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لیے استغفار کریں اور (اپنے) کام میں ان کے ساتھ مشورہ کیا کریں۔

اس آیت کی روشنی میں ہمیں سوچنا چاہئے کہ جب رحمت دو عالم ﷺ جیسی محبوب ہستی کے متعلق یہ فرما دیا کہ آپ نرم مزاجی کے بغیر لوگوں کو اپنے ساتھ جوڑ نہیں سکتے تو پھر عام لوگوں سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ بد مزاج بھی ہوں اور لوگ ان سے محبت بھی کریں۔ تجربہ شاہد ہے کہ بد مزاج آدمی کو اس کی حقیقی اولاد بھی چھوڑ دیا کرتی ہے۔ اسلئے معاشرے میں محبت کے ساتھ میل جول رکھنے کے لئے اپنے مزاج کو بدلنا بے حد ضروری ہے، نرم مزاجی ہی کے سبب انسان ہر دلعزیز بنتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

نرم مزاجی کی اہمیت

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضل الرفق)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ رفیق ہے اور رفق (یعنی نرمی) کو پسند کرتا ہے اور نرمی اختیار کرنے کی بناء پر وہ اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جو سختی یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس قدر عطا نہیں فرماتا۔

نرمی ہر چیز کو مزین کر دیتی ہے

عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْبَدَاوَةِ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو إِلَى هَذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِي يَا عَائِشَةُ ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الرفق)

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جنگل میں جانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنگل میں جایا کرتے تھے ان نالوں کی

طرف اور ایک مرتبہ آپ نے جنگل میں جانے کا ارادہ فرمایا تو میرے پاس زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک ایسی اونٹنی بھیجی جس پر ابھی تک سواری نہیں کی گئی تھی۔ اور مجھ سے فرمایا: کہ اے عائشہ! نرمی برتا کرو کہ نرمی کبھی بھی کسی چیز میں نہیں ہوتی مگر یہ کہ اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے تو اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ نرمی برتنا زینت کا سبب ہے اور تند خوئی اور سختی اختیار کرنا عیب ہے، اس کی مزید وضاحت ایک اور حدیث میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر اللہ تعالیٰ نرمی و مہربانی کو شکل عطا کرتے تو دنیا میں اس سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہ ہوتی اسی طرح اگر سختی و بدمزاجی کو شکل عطا کرتے تو اس سے زیادہ بدصورت کوئی چیز نہ ہوتی (تنبیہ الغافلین)

گھر والوں سے نرمی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهٖ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی استکمال الایمان وزیادته ونقصانه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور وہ اپنے گھر والوں سے نرمی سے پیش آتے ہیں۔

تشریح: ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب اللہ کسی گھرانے کے لئے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کے درمیان آپس میں نرمی و مہربانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ گھر کے افراد کا آپس میں اگر معاملہ اچھا ہو، ایک دوسرے کے ساتھ رویہ خیر خواہی والا

ہو، باہمی محبت و اُلفت کی فضا ہو چھوٹے بڑوں کی عزت کرنے والے اور بڑے چھوٹوں پر شفقت کرنے والے ہوں، ماں باپ کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے ایسے گھروں میں رہنے والے اپنی زندگی سے صحیح لطف اندوز ہوتے ہیں اور اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہو تو پھر گھر سکون کی بجائے بے چینی اور اضطراب کا مرکز بن جاتا ہے۔ گھروں کو پرسکون بنانے کے لئے اس حدیث میں اپنے گھروں میں نرمی والا ماحول پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

سب سے بڑی محرومی

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّهُ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الرفق)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص نرمی سے محروم کردیا گیا وہ ساری خیر سے محروم کردیا گیا۔

سخت مزاجی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب تفاضل اهل الایمان فیه ورجحان اهل الیمن فیه)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دل کی سختی اور سخت مزاجی مشرق والوں میں ہے ایمان حجاز والوں میں ہے۔

رحم دلی بدبخت سے چھین لی جاتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ هَذِهِ الْحُجْرَةِ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ
(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی الرحمۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق المصدوق اس حجرے میں رہنے والے (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: مہربانی اور رحم دلی سوائے بدبخت کے کسی سے نہیں چھینی جاتی۔

تشریح: کسی شخص کا رحم دل اور مہربان ہونا بھی اللہ کا انعام ہے اور اس انعام کے مستحق نیک بخت لوگ ہوتے ہیں اور بدبخت لوگ اس سے محروم کر دیے جاتے ہیں، حدیث کے تناظر میں کسی کے نیک بخت ہونے کی پہچان یہ ہے کہ وہ مہربان اور رحم دل ہوتا ہے اور بدبخت ہونے کی پہچان یہ ہے کہ وہ سنگ دل اور بدمزاج ہوتا ہے۔

رحم کرنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمْ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنْ الرَّحْمَنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللهُ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی رحمۃ الناس)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ رحم بھی رحمٰن کی شاخ ہے جس نے اس کو جوڑا اللہ بھی اس سے رشتہ

جوڑلیں گے۔ اور جو اسے قطع کرے گا اللہ بھی اس سے قطع تعلق کرلیں گے۔

جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا

جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب رحمة الناس والبهائم)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص رحم (مہربانی) نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رحم دلی اور نرم مزاجی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ایک دن مسجد میں کمبل بچھا کر سوئے ہوئے تھے، ایک شخص آیا اور ان کا کمبل چوری کر کے بھاگنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرما دیا اُدھر حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو فوراً حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے کمبل کی وجہ سے جس کی قیمت تیس درہم ہے اس کا ہاتھ نہ کاٹیں میں یہ کمبل اسے فروخت کرتا ہوں اس کی قیمت یہ بعد میں دیدیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس آنے سے پہلے ہی اسے معاف کر دیتے۔ (ابوداؤد فی الحدود)

تین نیکیاں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَإِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوكِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القيمة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین نیکیاں ایسی ہیں کہ جو انھیں اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ ضعیف پر نرمی کرنا، والدین کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اور غلام پر احسان کرنا۔

بات میں نرمی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرْفَةً يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ أَلَانَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ لِلّٰهِ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِيَامٌ

(مسند احمد: مرویات عبد اللہ بن عمرو)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک کمرہ ایسا ہے جس کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے نظر آتا ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کمرہ کس شخص کو ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: جو گفتگو میں نرمی اختیار کرے، کھانا کھلائے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر عبادت کرے۔

بھلائی کرنے کے فضائل

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں (مشغول) رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

(بخاری)

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کو باہمی تعلقات کے ساتھ مربوط کیا ہے، یہ تعلقات جس قدر خوشگوار ہوں گے زندگی اتنی خوشحال ہوگی، اگر آپس کے تعلقات اچھے نہ ہوں تو اجتماعی زندگی پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آپس کے تعلقات کو استوار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص دوسرے کا خیر خواہ ہو ایک دوسرے کو نقصان اور برائی سے بچانے کی فکر ہو اور بھلائی کرنے کے جذبات ہوں، مشکلات میں ایک دوسرے کا دست و بازو بنا جائے، اس سے ایک خوبصورت اور پرسکون معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

اس کے لئے ہمارا مذہبِ اسلام ہماری بھرپور رہنمائی کرتا ہے اور دوسروں سے حسن سلوک اور بھلائی کے مواقع کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ پھر یہ عمل صرف دیناوی فوائد تک ہی محدود نہیں بلکہ اس پر آخرت میں بڑے بڑے فضائل کا بھی وعدہ ہے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلمان بھائی سے بھلائی کی فضیلت

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ اس کی ضرورت پوری فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

تشریح: صحابہ کرام کی یہ شان تھی کہ دوسروں کے مشکل وقت میں کام آنا اپنی سعادت سمجھتے تھے اور بڑی فراخ دلی کے ساتھ دوسروں کا تعاون کرتے تھے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اُدھار باغ خریدا اور کوئی آفت آئی تو سارا پھل ضائع ہوگیا، اُن کے لئے قیمت ادا کرنے کی اور کوئی صورت نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: سب لوگ مل کر ان کا تعاون کرو چنانچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی ادائیگی میں حصہ لیا۔ (ابوداؤد فی البیوع)

مسلمان کی حاجت پوری کرنے کے لئے نکلنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اِعْتِکَافِہٖ عَشْرَ سِنِیْنَ وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ کُلُّ خَنْدَقٍ اَبْعَدُ مَا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ۔ (مجمع الزوائد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اپنے کسی بھائی کے کام کے لئے چل کر جاتا ہے تو اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے افضل ہے جو آدمی ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق زمین وآسمان کی مسافت سے زیادہ چوڑی ہے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی کسی صحابی کے کام کے لئے نکلنا پڑتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تھے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا تو ان کے اوپر ایک یہودی کا تین وسق (کھجور) کا قرضہ تھا۔ حضرت جابر نے اس یہودی سے مہلت طلب کی اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا تو حضرت جابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش چاہی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا: اپنے قرض کے بدلہ میں تو اس کی پوری فصل لے لے مگر اس نے انکار کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا پھر تو جابر کو مہلت دے لیکن اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ (ابوداؤد)

بخاری کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کے باغ میں تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے کھجوریں ادا کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سارا قرض بھی ادا ہو گیا اور اتنی کھجوریں بچ بھی گئیں۔

مسلمان کی حاجت پوری کرنے کی فضیلت

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب یمین الرجل لصاحبه انه اخوه اذا خاف علیه القتل او نحوه)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے (ظالم) کے حوالے کرتا ہے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں (مشغول) رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجات پوری کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں مسلمان کی تین خوبیاں بیان کی ہیں ایک یہ کہ وہ مسلمان سے بھائی بن کر رہتا ہے، دوسرے یہ کہ مسلمان پر ظلم نہیں کرتا، تیسرے یہ کہ مسلمان بھائی کو ظالم کے حوالے بھی نہیں کرتا، ظالم کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان پر جھوٹا مقدمہ کروانا یا اس کے خلاف جھوٹی گواہی دینا یا کوئی اور ایسا اقدام کرنا جس کی وجہ سے اس پر کوئی دوسرا ظلم و زیادتی کرے اور اس کی حق تلفی یا آبروریزی ہو۔ ہماری خوبی اس بات میں سمجھی جائے گی کہ ہم دوسروں کے لئے پریشانیاں پیدا نہ کریں بلکہ ان کو پریشانیوں سے نکالنے کے راستے پیدا کریں۔

صحابہ کرام ایسے لوگوں کی جستجو میں رہتے تھے جو کسی پریشانی میں مبتلاء ہوں۔ تاکہ ان کی مدد کر کے آخرت کا اجر حاصل کیا جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو ان کے ذمہ لاکھوں کی مالیت کا قرض تھا انھوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس کی ادائیگی کی وصیت کی، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بغرض خیر خواہی کہا کہ اس قدر قرض تم کیسے ادا کرو گے؟ اگر ضرورت پڑے تو مجھے بتانا

میں کچھ معاونت کردوں گا اور پھر بعد میں از خود ہی قرض کی ادائیگی کے لئے چار لاکھ پیش کیے لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (بخاری فی الجہاد)

دوسروں کے کام میں ان کی مدد کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِغُلَامٍ وَهُوَ يَسْلُخُ شَاةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَحَّ حَتَّى أُرِيَكَ فَأَدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إِلَى الْإِبِطِ ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى لِلنَّاسِ

(سنن ابوداؤد: جلد اول: کتاب الطہارۃ: باب الوضوء من مس اللحم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکے کے پاس سے گذرے جو ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہٹ جا میں اس کا طریقہ بتاتا ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے اندر ڈالا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بغل تک (گوشت کے اندر) چلا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

نیکی حاصل کرنے کی چند صورتیں

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيءِ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی صنائع المعروف)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے پھر کسی بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا صدقہ ہے، نابینے کے ساتھ چلنا صدقہ ہے، راستے سے پتھر، کانٹا، یا ہڈی وغیرہ ہٹا دینا اور تمہارا اپنے ڈول سے دوسرے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا بھی صدقہ ہے۔

مسلمان کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کی فضیلت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلَى جُوعٍ أَطْعَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقَى مُؤْمِنًا عَلَى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب صفة القیامه: باب ما جاء فی صفة الحوض)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو بھوک کے وقت کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے میوے کھلائیں گے اور جو مومن کسی پیاسے مومن کو پیاس کے وقت پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے مہر لگائی ہوئی خالص شراب پلائے گا اور جو مومن کسی برہنہ مومن کو لباس پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا۔

تشریح: کسی مسلمان سے بھلائی کرنے کی نیکی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرماتے، بلکہ اس کی بہت قدر فرماتے ہیں اور اس کا صلہ دنیا میں بھی عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی کئی گنا بڑھا کر عطا فرمائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی

مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا اور اللہ اس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (مسلم: فی الادعیہ)

کسی کو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِأَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ

(سنن ابن ماجہ: باب القرض)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب اسراء (معراج کی رات) میں جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ملے گا اور قرض دینے کا اٹھارہ (۱۸) گنا اجر ملے گا۔ میں نے کہا کہ اے جبرائیل! کیا وجہ ہے کہ قرض دینا صدقہ دینے سے افضل ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات سائل کے پاس کچھ ہوتا ہے پھر بھی وہ سوال کرتا ہے جبکہ قرض مانگنے والا بغیر حاجت کے قرض نہیں مانگتا۔

کسی کا قرض معاف کرنے کا اجر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب من انظر معسراً)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک تاجر لوگوں کو قرض دیتا تھا جب کسی کو تنگ دست پاتا تو اپنے نوجوانوں سے کہتا کہ اس کو معاف کردو شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی معاف کردے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے اسی عمل کی وجہ سے) اس کو بھی معاف کردیا۔

تشریح: ایک شخص کے ذمہ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کا قرض تھا جب وہ واپسی کا تقاضا کرنے آئے تو اس شخص نے اپنی خادمہ سے کہا کہ اُن کو جا کر بتاؤ کہ وہ گھر میں نہیں ہے لیکن حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے باہر سے آواز سن لی اور پکار کر کہا کہ ہم نے تمہاری آواز سن لی ہے باہر نکلو جب وہ شخص باہر آیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اُس نے جواب دیا کہ کیا کروں تنگدستی نے مجبور کیا ہے اس پر حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ**! جاؤ تمہارا قرض معاف ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کردیا وہ قیامت کے دن اللہ کے سائے میں ہوگا۔ (اسد الغابہ)

مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ

(رواہ احمد فی مسندہ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا کسی دوسرے کے ذمہ کوئی حق (مثلاً قرض وغیرہ) ہو اور وہ اس مقروض کو ادائیگی میں مہلت دیدے تو اسے ہر دن کے بدلے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

تشریح: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مقروض سے قرض کا مطالبہ کیا تو وہ ان سے چھپ گیا پھر اسے ملے تو اس نے کہا میں تنگ دست ہوں اب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم (کیا تم واقعی تنگ دست ہو)! اس نے کہا اللہ کی قسم! (میں تنگ دست ہوں) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: ”جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے تو اُسے چاہئے کہ وہ مفلس کو مہلت دے یا اسے معاف کردے“ چنانچہ اسے قرض معاف کردیا۔ (صحیح مسلم)

ایک شخص کے ذمہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا قرض تھا انھوں نے بھی اس کا سارا قرض اسے ہبہ کردیا۔ (بخاری فی الہبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے کہ باہر سے دو آدمیوں کے جھگڑنے کی آواز آئی جھگڑا یہ تھا کہ ایک شخص نے دوسرے سے قرض لیا تھا قرض خواہ اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا اور مقروض ادائیگی سے قاصر تھا وہ کہہ رہا تھا کہ فی الحال سارا قرض ادا کرنے کی ہمت نہیں ہے تم کچھ لے لو اور کچھ چھوڑ دو، اس پر قرض خواہ نے قسم کھالی کہ اللہ کی قسم میں قرض کم نہیں کروں گا، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف

لائے اور آپ نے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جو قسم کھا کر کہہ رہا تھا کہ میں نیک کام نہیں کروں گا؟ وہ شخص آگے بڑھا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں اور فوراً کہنے لگا کہ یہ شخص جتنا چاہے قرض کم کر کے دیدے میں اس پر راضی ہوں۔ (بخاری: فی الصلح)

مسلمان کو تکلیف سے بچانے کا حکم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں اور (پورا) مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے، جن کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے۔

کسی کو نقصان سے بچانے کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی فضل الاقالۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص (کسی مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لئے اس کی) خریدی یا بیچی ہوئی چیز واپس کرنے پر راضی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو ختم فرما دیں گے۔

جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں وہ جنت میں جائیگا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا الْيَوْمَ فِي النَّاسِ لَكَثِيرٌ قَالَ وَسَيَكُونُ فِي قُرُونٍ بَعْدِي (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القيامة)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حلال کھایا سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی شرارت سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہو گیا (یعنی جنت میں داخل ہونے کا مستحق بن گیا)۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس زمانے میں تو ایسے لوگ بہت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کے زمانوں میں بھی یہ بات ہوگی۔ (یعنی میرے بعد کے زمانے میں بھی ایسے اچھے لوگ پیدا ہوں گے)

تشریح: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اپنے مالکوں کو بہت پسند ہو۔ میں نے پوچھا اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی کام کرنے والے کی مدد کر دو یا جو شخص اپنا کام نہ کر سکے اس کا کام کر دو۔ انہوں نے پوچھا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز رہ) اس لئے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے آپ پر کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: فی العتق)

آپس میں بھائی بھائی بن کے رہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا

(صحیح مسلم :الجلد الثانی:باب تحریم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور نہ ہی تم ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب تلاش کرو اور حرص نہ کرو اور حسد نہ کرو اور بغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی ہو جاؤ۔

آپس میں محبت رکھنے والے اللہ کے سائے میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (صحیح مسلم :الجلد الثانی: باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں آپس میں محبت کرنے والے میرے جلال کی قسم! آج کے دن میں ان کو اپنے سائے میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

تشریح: موطا امام مالک کی ایک روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" وَجَبَتْ مَحَبَّتِي

لِلۡمُتَحَابِّیۡنَ فِیَّ'' کہ جس نے کسی سے محض میری رضا کیلئے محبت کی اس کے لئے میری محبت واجب ہوگئی۔ گویا وہ شخص اللہ کو بہت محبوب ہے جو اللہ کے بندوں سے اللہ کو خوش کرنے کے لئے محبت رکھے۔

آپس میں محبت کرنے والے نور کے ممبروں پر

مُعَاذُ بۡنُ جَبَلٍ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الۡمُتَحَابُّوۡنَ فِیۡ جَلَالِیۡ لَھُمۡ مَنَابِرُ مِنۡ نُوۡرٍ یَغۡبِطُھُمُ النَّبِیُّوۡنَ وَالشُّھَدَاءُ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی الحب فی اللہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہدا بھی رشک کریں گے۔

تشریح: انبیاء اور شہدا کے رشک سے مراد اُن کا خوش ہونا ہے یعنی آپس میں محبت رکھنے والوں کو نور کے ممبروں پر بیٹھا ہوا دیکھ کر انبیا اور شہدا اپنے بلند مرتبے کے باوجود ان پر خوش ہو رہے ہوں گے۔

احباب سے ملنے کیلئے جانے کی فضیلت

عَنۡ أَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَہٗ فِیۡ قَرۡیَۃٍ أُخۡرٰی فَأَرۡصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدۡرَجَتِہٖ مَلَکًا فَلَمَّا أَتٰی عَلَیۡہِ قَالَ أَیۡنَ تُرِیۡدُ قَالَ أُرِیۡدُ أَخًا لِیۡ فِیۡ ھٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ قَالَ ھَلۡ لَکَ عَلَیۡہِ مِنۡ نِعۡمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیۡرَ أَنِّیۡ أَحۡبَبۡتُہٗ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ إِلَیۡکَ بِأَنَّ

اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لئے ایک دوسرے گاؤں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار کے لئے بھیج دیا جب اس آدمی کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو فرشتہ کہنے لگا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس آدمی نے کہا: اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں فرشتہ نے کہا: کیا اس نے تیرے اوپر کوئی احسان کیا ہے کہ تو جس کا بدلہ دینا چاہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا نہیں سوائے اس کے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں فرشتے نے کہا "میں تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تجھ سے اسی طرح محبت کرتا ہے کہ جس طرح تو اس دیہاتی آدمی سے محبت کرتا ہے"۔

تشریح: ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اپنے (مسلمان) بھائی سے اللہ کی رضا کی خاطر ملاقات کے لئے آتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اس کو پکار کر کہتا ہے تم خوشحالی کی زندگی بسر کرو، تمہیں جنت مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ عرش والے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے بندے نے میری خاطر ملاقات کی میرے ذمہ اس کی مہمانی ہے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے۔ (بزاز، ترغیب)

ایک مرتبہ کچھ لوگ کوفہ سے مدینہ منورہ آئے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہو اور ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہو؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لئے جاتا ہے اور وہ اسے نہیں ملتا تو وہ اسے پیدل ڈھونڈتے ہوئے کوفہ کے دوسرے

کنارے تک چلا جاتا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تم ایسا کرتے رہو گے اس وقت تک تم خیر پر رہو گے۔ (طبرانی والترغیب)

کامل مؤمن بننے کی ایک شرط

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (جامع ترمذی: المجلد الثانی: ابواب صفۃ القیامۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں مسلمان کے ساتھ بھلائی کرنے کو صرف ایمان کا حصہ ہی نہیں بلکہ تکمیل ایمان کی لازمی شرط قرار دیا ہے اور دوسروں کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے عجیب انداز سے تعلیم دی ہے کہ دوسروں کے تقاضوں کو اپنی زندگی کے تقاضوں پر قیاس کرو جو حالت اپنے لئے پسند کرتے ہو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو،

اس حدیث کی تشریح میں استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بڑا ہی اہم اصول بیان فرمایا ہے، اگر مسلمان اس اصول پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان کے آپس کے جھگڑے اور تنازعات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں، کیونکہ عام طور پر جھگڑے اور تنازعات اس بنا پر پیدا ہوتے ہیں کہ آدمی نے دو پیمانے بنائے ہوتے ہیں، اپنے لئے کچھ دوسروں کے لئے کچھ۔ یعنی اپنے لئے جو بات پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے پسند نہیں کرتا اور اپنے لئے جو بات ناپسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے ناپسند نہیں کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ کہ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں زیادتی کر لیتا ہے۔

اس لئے اس حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ جب بھی کسی کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ہو تو اپنے آپ کو اس کی جگہ پر کھڑا کرو کہ اگر اس کی جگہ میں ہوتا اور میری جگہ وہ ہوتا تو میں اس سے کیا توقع کرتا، جو توقع اس سے میں کرتا ہوں مجھے اس کے ساتھ وہی کام کرنا چاہئے یہ نہیں کہ ہر حال میں اپنا ہی مفاد پیش نظر رہے کہ جب تم ہمارے ہاں آؤ گے تو کیا لے کر آؤ گے؟ اور جب ہم تمہارے گھر جائیں گے تو کیا کھلاؤ گے؟ یہ مؤمن کی ذہنیت نہیں۔ بلکہ مؤمن کی ذہنیت یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ اور دوسروں کے حق میں وہی معاملہ روا رکھے جو اپنے لئے دوسروں سے توقع رکھتا ہے۔ کہنے کو یہ چھوٹی سی بات ہے لیکن یہ معاشرت کی ساری تعلیمات کی روح ہے۔

انسان اپنے لئے کچھ دنیاوی چیزیں پسند کرتا ہے اور کچھ اُخروی، دنیا میں تو انسان اپنے لئے یہ چیزیں پسند کرتا ہے کہ میں پُرسکون زندگی گزاروں، مجھے کوئی پریشان نہ کرے، مجھے کوئی گالی نہ دے، میرا حق مجھے بروقت ملتا رہے، اپنی شادی شدہ بیٹیوں سے متعلق یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں خوشحال رہیں، آخرت کے حوالے سے انسان چاہتا ہے کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو، قبر حشر کی تکلیفوں سے بچ جاؤں اور جہنم سے بچ کر جنت کا وارث بن جاؤں۔ ان دونوں قسم کے تقاضوں کو جتنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں اتنا ہی دوسروں کے لئے بھی ضروری سمجھیں گے تو ایمان مکمل ہوگا۔

تکمیلِ ایمان

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ وَأَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَنْكَحَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ إِيمَانَهُ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القيامة)

حضرت سہل بن معاذ جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کو کچھ دیا، اللہ کیلئے کسی کو کچھ

دینے سے رُک گیا، اللہ ہی کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے (کسی سے) دشمنی کی۔ اللہ ہی کے لئے نکاح کیا، اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

تشریح: اللہ کیلئے کسی کو دینا تو واضح ہے، اللہ کیلئے کسی کو دینے سے رُکنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ پر اپنا مال خرچ نہ کرنا جہاں پر خرچ کرنا گناہ کا باعث ہو مثلاً کسی کے متعلق یقین ہو کہ اگر اس کی مالی معاونت کی گئی تو یہ اس سے کوئی گناہ کا کام کرے گا اس کو مال نہ دینا نیکی ہے۔ اسی طرح اللہ کیلئے کسی سے دشمنی کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دین اسلام کے دشمن ہیں اور اللہ نے بھی اُن سے دشمنی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے ان سے دشمنی رکھنا نیکی ہے۔ حاصل یہ کہ اپنی پسند، ناپسند، محبت و عداوت سب اللہ کے حکم کے تابع ہو۔ جہاں پر ایک کام کرنے کا حکم ہو وہاں وہ کام کرنا نیکی ہے اور جہاں اس کام سے روک دیا جائے وہاں اس کام سے رُکنا نیکی ہے۔

بیوہ اور مسکین پر احسان کا بدلہ

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الساعی علی الارملة)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیواؤں اور مسکین کے لئے محنت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، یا اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔

تشریح: صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ وَكَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ

وہ شخص یعنی بیوہ اور مساکین سے بھلائی کرنے والا (نماز میں) اس قیام کرنے والے کی طرح ہے کہ جو (لمبے قیام کے باوجود) نہ تھکتا ہو اور اس صائم (روزہ دار) کی طرح ہے کہ جو افطار نہ کرتا ہو (یعنی مسلسل روزے رکھتا ہو)۔
(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الزهد: باب فضل الاحسان الی الارملة والمسکین)

لوگوں پر آسانی کرو سختی نہ کرو

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا قَالَ أَبُو مُوسَى يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا)

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمن بھیجنے لگے تو دونوں سے فرمایا کہ آسانی کرنا سختی نہ کرنا اور خوش خبری سنانا نفرت نہ دلانا بلکہ رغبت دلانا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے جس کو مزر کہا جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

آپس میں نفرتیں نہ پھیلاؤ

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب قول النبی ﷺ یسروا ولا تعسروا)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانی کرو سختی نہ کرو اور لوگوں کو آرام دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

باہمی ہمدردی کی مثال

نُعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب رحمة الناس)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی و شفقت میں مومنوں کو ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہو جاتا ہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ایک دوسرے کے غم، پریشانی اور خوشی میں شریک ہونے کے سینکڑوں واقعات ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں میں آپس میں ایسا پیار تھا کہ جب غزوات میں جاتے اور دورانِ سفر ان کا زادِراہ ختم ہو جاتا یا کبھی فقر و فاقہ میں مبتلاء ہوتے تو ہر ایک کے پاس جو کچھ بھی کم یا زیادہ ہوتا وہ ایک جگہ جمع کر لیتے، پھر اسے آپس میں سب برابر تقسیم کر لیتے۔ (مسلم فی الفضائل)

اہل ایمان کا باہمی تعلق ایسا ہونا چاہئے

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم وتعاضدھم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط رکھتی ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہم مل جل کر رہنے اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا سبق دیا ہے۔ پہلی حدیث میں جسم کی مثال دی ہے کہ جس طرح جسم کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا بدن اس کی خاطر بے چین و پریشان ہو جاتا ہے، تمام اہل ایمان کو آپس میں ایسے ہی رہنا چاہئے کہ کسی ایک مسلمان کی تکلیف پر سب فکرمند ہو جائیں۔ دوسری حدیث میں یہی درس دینے کے لئے عمارت اور اینٹوں کی مثال دی ہے کہ جیسے اینٹوں کے باہمی تعاون سے ایک عمارت کی تکمیل ہوتی ہے اسی طرح سب اہل ایمان کے باہمی تعاون سے پرامن اور خوشگوار اسلامی معاشرے کی تکمیل ہوتی ہے۔

دوسروں کیلئے دعا کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا دَعْوَةٌ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی دعوۃ الاخ لاخیہ بظھر الغیب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی دعا اس سے زیادہ جلد قبول نہیں ہوتی جس قدر غائب کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنے کی فضیلت

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ حَدَّثَنِي سَيِّدِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ دَعَا لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ

(صحیح مسلم : الجلد الثانی : باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب)

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے آقا (شوہر) نے مجھ سے حدیث بیان کی: اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اپنے بھائی کے لئے اس کے پس پشت دعا کرے تو اس کے پاس موجود مؤکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اسی کی مثل ہو۔ (یعنی جو کچھ تو نے اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھلائی مانگی ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی یہ بھلائی عطا کرے)۔

مؤمن کی شان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی حسن العشرة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن آدمی سیدھا سادہ اور شریف ہوتا ہے اور فاسق انسان دھوکہ باز اور کمینہ ہوتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ مؤمن آدمی عموماً اپنی سادگی کی بناء پر دھوکہ کھا جاتا ہے اور پھر دھوکہ کھانے پر جھگڑا بھی نہیں کرتا کیونکہ وہ شرافت پسند ہوتا ہے جبکہ فاسق و فاجر انسان دھوکہ بھی خود دیتا ہے اور جب دوسرا شخص اسکے دھوکے میں نہ آئے تو اس سے جھگڑا بھی کرتا ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤمن کی شان بیان کرتے ہوئے اِرشاد

فرمایا: مؤمن آدمی اللہ کے حکم کا ماننے والا نرم مزاج ہوتا ہے جیسے تابعدار اونٹ کہ جدھر اسے چلایا جائے اسی طرف چل پڑتا ہے اور اگر اسے کسی چٹان پر بٹھا دیا جائے تو اسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ (ترمذی)

مسلمان کے چھ حقوق

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی تشمیت العاطس)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ (۱) جب ملاقات کرے تو سلام کہے۔ (۲) اگر وہ اسے دعوت دے تو وہ قبول کرے۔ (۳) چھینک کا جواب دے (یعنی جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو جواب میں يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔ (۴) اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ (۵) اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ (۶) اس کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تنگدست سے بھلائی کرنے کی صورت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَاْلآنَ قَدِ

مُت قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب البیوع)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس کو ایک اوقیہ چاندی کے عوض خرید لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے پہلے پہنچ گئے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد کے دروازے پر پایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: اپنا اونٹ چھوڑ دو اور اندر جا کر دو رکعت نماز پڑھ لو، میں مسجد میں گیا اور نماز پڑھی آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لئے ایک اوقیہ چاندی تول دیں۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے جھکتی ہوئی چاندی تول دی، میں پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جابر کو میرے پاس بلاؤ! میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ (شاید) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو وہ اونٹ واپس کریں گے اور اس سے زیادہ ناگوار کوئی چیز میرے نزدیک نہ تھی، آپ نے فرمایا: اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی لے لو۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنگدست آدمی کی بالخصوص ایسا تنگ دست جو اپنی احتیاجی کے باوجود کسی سے مانگنا گوارا نہ کرے اور بلا وجہ کسی کی مدد سے بوجھ محسوس کرے، اس کے تعاون کی ایک بہترین صورت بیان فرمائی ہے کہ پہلے اس سے چیز خرید کر اس کی قیمت اس کے حوالے کر دی جائے پھر بعد میں وہ چیز بھی اس کے حوالے کر دی جائے۔

بھلائی کی رہنمائی کرنے کا اجر

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الامارۃ: باب فضل الصدقۃ فی سبیل اللہ وتضعیفھا)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا: میری سواری ہلاک ہوگئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سوار کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی ایسے آدمی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جو اسے سواری دے دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے کسی کی نیکی پر رہنمائی کی تو اس کے لئے اس عمل کرنے والے کی مثل اجر وثواب ہوگا۔

جائز کاموں میں کسی کی سفارش کرنا

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا أَحَبَّ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب استحباب الشفاعۃ فیما لیس بحرام)

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی ضرورت مند حاضر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مجلس میں موجود حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ تم اس کی سفارش کرو تمہیں ثواب دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر وہی کلمہ جاری کروائے گا

جسے وہ پسند کرتا ہوگا۔

تشریح : حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سفارش کرو تمہیں اجر ملے گا۔ اور فرماتے تھے کہ میں کسی امر کو صرف اس لئے مؤخر کرتا ہوں تا کہ تم سفارش کرو اور اجر پاؤ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفارش کرو تا کہ تمہیں اجر دیا جائے۔

دو خداترس آدمیوں کا قصہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ اشْتَرَى عَقَارًا فَوَجَدَ فِيهَا جَرَّةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَشْتَرِ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ بِمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ أَ لَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ قَالَ فَأَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَلْيُنْفِقَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَلْيَتَصَدَّقَا (سنن ابن ماجہ: کتاب اللقطة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص نے کوئی زمین خریدی اس میں سے سونے کا ایک گھڑا نکل آیا تو اس نے (زمین بیچنے والے سے) کہا میں نے تم سے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا۔ تو اس (زمین بیچنے والے) نے کہا کہ میں نے تمہیں جو کچھ زمین میں ہے اس سمیت زمین بیچی ہے۔ بالآخر انہوں نے ایک تیسرے آدمی کو فیصل ٹھہرایا اور اس نے کہا کیا تمہاری اولاد ہے؟ تو ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، اس فیصلہ کرنے والے نے کہا اس لڑکے اور لڑکی کی آپس میں شادی کر دو اور وہ میاں بیوی یہ سونا اپنی ذات پر بھی خرچ کریں اور صدقہ بھی کریں۔

احترام انسانیت

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو نوجوان کسی بوڑھے کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوان کے لئے کسی کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کے دور میں اس کی عزت کرتا ہے۔

(جامع ترمذی)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بڑوں کا احترام چھوٹوں پر شفقت

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا لوگوں نے اسے راستہ دینے میں تاخیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام نہ کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شخص کو دو ذمہ داریاں سونپی ہیں کہ ہر شخص بحیثیت بڑا ہونے کے اپنے سے چھوٹوں پر شفقت و مہربانی سے پیش آئے اور بحیثیت چھوٹا ہونے کے اپنے سے بڑوں کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آئے گویا یہ دونوں حکم ہر شخص پر لازم ہیں اور اس عمل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ایسے نہیں کرے گا اس کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں اور یہ معمولی بات نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق کے سوا اور ہے کیا؟ اگر یہ تعلق ہی نہ رہا تو ہم کسی کام کے نہیں ہیں۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے:

البرکۃ مع اکابرکم (مستدرک)

کہ برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

ایک حدیث کچھ اضافے کے ساتھ اس طرح منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے بچوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے (مسند احمد)

بوڑھوں کی عزت کرنے کی فضیلت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللهُ لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ سِنِّهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب البر والصلہ: باب ماجاء فی اجلال الکبیر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوان کے لئے کسی کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے بڑھاپے کے دور میں اس کی عزت کرتا ہے۔

تشریح: صحابہ کرام اپنے سے بڑی عمر والوں کا بہت احترام کرتے تھے، ایک دن حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ مسجد قبا سے نماز پڑھ کر اپنے خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مل گئے تو وہ فوراً نیچے اُتر آئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ چچا جان! آپ اس پر سوار ہو جائیے۔ (مسند ابن حنبل)

بڑھاپے کی عمر انسان کے لئے ایک بڑا امتحان ہوتا ہے بالخصوص جب ضعف و نقاہت ہر طرف سے انسان کو گھیر لے اور کھانے پینے میں، چلنے پھرنے میں، اُٹھنے بیٹھنے میں انسان سہارے کا محتاج ہو جائے تو اس عمر میں اگر کوئی مخلص خدمت گزار مل جائے تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے ورنہ پریشانی، مایوسی اور حسرت کے سوا کچھ نہیں ملتا اور ہر لمحہ یہی تمنا ہوتی ہے کہ جلدی مر جاؤں اور اس تنہائی اور بے چارگی والی زندگی سے نجات پاؤں۔ مذکورہ حدیث میں اسی مسئلے کا حل بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنی جوانی کے زمانے میں بوڑھوں کی عزت اور خدمت کرو اس کے بدلے دنیا میں یہ انعام دیا جائے گا کہ جب تم

خود بوڑھے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کسی کے دل میں تمہاری خدمت کا جذبہ پیدا کردے گا۔ پھر اس حدیث میں بوڑھے آدمی کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ وہ بوڑھا شخص اپنا باپ ہی ہو بلکہ کسی بھی بوڑھے آدمی کی خدمت سے یہ انعام مل سکتا ہے دوسری بات جس کا اس حدیث کے الفاظ سے اِشارہ ملتا ہے وہ یہ کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ بڑھاپے میں خدمت کے لئے اولاد کو ہی متعین کیا جائے گا کہ جس کی اولاد نہیں وہ مایوس ہو جائے کہ میری خدمت کے لئے کون متعین ہوگا۔ حدیث کے الفاظ عام ہیں کہ تمہاری خدمت کے لئے کسی کو بھی اللہ منتخب کردیں گے۔

احترام کے قابل تین لوگ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی تنزیل الناس منازلھم)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ سفید بالوں والے بوڑھے مسلمان کی عزت کی جائے اور قرآن کریم کے حامل (حافظ و عالم) کی عزت کی جائے سوائے اس میں غلو اور کمی (افراط و تفریط) کرنے والے کے اور یہ کہ عادل بادشاہ کی عزت کی جائے۔

معزز لوگوں کی عزت کرو

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ (سنن ابن ماجہ: باب اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اعزاز کرو۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم کا عملی سبق اس واقعہ سے ملتا ہے کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جو اپنی قوم کے بڑے سردار تھے ابھی مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے مدینہ منورہ اس وقت حاضر ہوئے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی، اِن کو بیٹھنے کیلئے جگہ نہیں مل رہی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چادر اپنے جسم مبارک پر اوڑھ رکھی تھی وہی اُتار کر نیچے بچھا دی اور حضرت جریر سے فرمایا: تم اس پر بیٹھ جاؤ، حضرت جریر نے وہ چادر اُٹھائی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے: اکرمك الله کما اکرمتنی یا رسول الله ﷺ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ آپ کو بھی ایسے عزت سے نوازے جیسے آپ نے مجھے عزت سے نوازا) کچھ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی اس قدر عزت افزائی سے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی بات ارشاد فرمائی: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا اعزاز کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عزت افزائی کا ان پر یہ اثر ہوا کہ اسی مجلس میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی میں حاضر خدمت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عزت افزائی فرماتے اور مجھے دیکھ کر تبسم فرماتے۔ (مجمع الزوائد: معارف الحدیث)

لوگوں کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو

أَنَّ عَائِشَةَ مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَأَقْعَدَتْهُ فَأَكَلَ فَقِيلَ لَهَا فِي ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

(ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی تنزیل الناس منازلهم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا پھر کچھ دیر کے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے بٹھا کر کھانا کھلایا، لوگوں نے اس تفریق کو محسوس کیا اور اعتراض کرنے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے" انزلو الناس منازلهم" کہ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک کرو (میں نے تو اس حکم پر عمل کیا ہے)۔

ماتحتوں سے حسن سلوک

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ (غلام باندیاں) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور انہیں مشکل کام کا حکم مت دو اگر مشکل کام کا حکم دو تو ان کی مدد بھی کرو۔

(ابن ماجہ)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادموں سے حسن سلوک

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ

(سنن ابن ماجه: باب الاحسان الى المماليك)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ (غلام باندیاں) تمہارے بھائی ہیں (اولاد آدم ہیں) اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ (اور ملک) میں دیا ہے انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور انہیں مشکل کام کا حکم مت دو اگر مشکل کام کا حکم دو تو ان کی مدد بھی کرو (کہ خود بھی اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ)۔

تشریح: اس حدیث کے پیش نظر حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے ایک دن دو مختلف رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے غلام نے بھی اسی طرح کے دو رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ ایک کپڑا دوسرے سے بدل لیتے تو دونوں کا لباس ایک ہی رنگ کا ہو جاتا؟ تو انھوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انھیں وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو لہذا اس طرح کرنے سے لباس تو دونوں کا الگ الگ مکمل ہو جاتا لیکن مساوات زائل ہو جاتی۔ (ادب المفرد)

فائدہ: اسلام کس قدر وسعت ظرفی کا درس دے رہا ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنا بھائی سمجھو اور ان سے اپنے بھائیوں جیسا سلوک کرو، یہ حکم اس لئے دیا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں غلاموں کو جانور کی حیثیت سے دیکھا جاتا تھا اور اس کے حقوق کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی

تھی، آخر کار اس اُمت کے سب سے عظیم پیشواء حضرت محمد ﷺ نے غلاموں کو وہ مقام عطا فرمایا کہ غلاموں کو اپنی غلامی پر فخر ہونے لگا جس کی ایک مثال حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی غلامی کی ہے جنھوں نے اپنے بچپن کے زمانے میں جس زمانے میں بچے کو سب سے زیادہ محبوب ماں باپ ہوتے ہیں اپنے حقیقی ماں باپ کی محبت کو اپنے آقا ﷺ کی غلامی پر قربان کر دیا۔ درحقیقت یہ حضور ﷺ کے اچھے برتاؤ اور آپ ﷺ کی خوش خلقی کا اثر تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جو کوئی اپنے غلاموں پر ظلم کرے گا قیامت کے دن میں ان غلاموں کی طرف سے مدعی ہوں گا اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے والے حاکم ہوں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

خدام کی حوصلہ افزائی کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُهُمْ ذَاكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَفَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيَأْخُذْ لُقْمَةً فَلْيُطْعِمْهَا إِيَّاهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الاطعمہ: باب ما جاء فی الاکل مع المملوک)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرتے ہوئے گرمی اور دھواں برداشت کرے تو اسے چاہیے کہ خادم کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بٹھالے اور اگر وہ انکار کرے تو لقمہ لے اور اسے کھلائے۔

تشریح: صحابہ کرام اپنے خادموں اور غلاموں سے بھی انتہائی نرمی اور حسن سلوک سے پیش آتے ان سے اتنے سخت مشقت والے کام نہیں لیتے تھے جو ان کی ہمت سے زیادہ بھاری ہوں ان سے ان کی بساط اور ہمت کے مطابق کام بھی لیتے تھے اور ان کی معاونت بھی

فرماتے تھے اور ان کے آرام کا بھی پورا خیال کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اُٹھ کر خود ہی وضو کا پانی لے لیا کرتے تھے کسی نے کہا کہ آپ اپنے کسی خادم سے کہہ دیا کریں یہ کام وہ کر دیا کرے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ نہیں رات ان کے آرام کے لئے ہوتی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے بہت سے کام خود ہی کر لیا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے دیکھا کہ بیٹھے آٹا گوندھ رہے ہیں تو اس نے پوچھا کہ غلام کہاں ہے یہ کام اس سے کروا لیتے تو فرمایا: اسے ایک کام کے لئے بھیجا ہے یہ مناسب نہیں کہ ایک ہی وقت میں اس سے دو دو کام کروائے جائیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے غلاموں کا اس قدر خیال فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ دو قمیضیں خریدیں اور اپنے غلام سے کہا کہ ان میں سے جو تمہیں پسند ہو وہ لے لو۔ اس نے اس میں سے ایک قمیض لے لی۔ (اسد الغابہ)

غلاموں اور خادموں کو مارنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ لَلّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب صحبة المماليك)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی: ابو مسعود جان لو! کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر تیری اس پر قدرت سے زیادہ قادر ہے میں متوجہ ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھے چھو لیتی۔

مزدور کا معاوضہ روکنے پر وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب البیوع: باب اثم من باع حرًا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں قیامت کے دن تین آدمیوں کے خلاف خود مدعی ہوں گا ایک وہ جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر توڑ دے، دوسرے وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرے وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا کام پورا لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔

مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُجرت دیدو

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: باب اجر الاجراء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

تشریح: یعنی مزدور جب اپنا متعلقہ کام کر کے فارغ ہو جائے تو اسے اس کی اُجرت دینے میں تاخیر نہ کرو، اس کا پورا حق اسے ادا کر دو بلاوجہ اسے پریشان کرنا یا اس کی اُجرت

نہ دینا اس کی حق تلفی ہے اس سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔

عمدہ اخلاق کا تقاضا تو یہ ہے کہ مزدور کو اس کی طے شدہ اُجرت سے کچھ زیادہ دے دیا جائے۔ اس سے اس کا دل بھی خوش ہوگا اور آئندہ کے لئے وہ بخوشی کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

ماتحتوں کا جرم معاف کرنے کی حد

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: بابٌ فی حق المملوک)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم خادم کا کس حد تک جرم معاف کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی بات کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ اس نے یہ بات کہی تو آپ نے فرمایا: ہر روز ستر مرتبہ اپنے غلام کو معاف کرو۔

تشریح: ماتحتوں کا جرم معاف کرنے کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک دن ان کی لونڈی ان کو وضو کروا رہی تھی اسی دوران اس کے ہاتھ سے پانی والا برتن گر گیا جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کپڑے گیلے ہو گئے اس پر اُنھیں سخت غصہ آ گیا، لونڈی قرآن کا علم رکھتی تھی اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غضبناک حالت میں دیکھ کر قرآن کی آیت کا ایک حصہ پڑھا "وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ" ترجمہ: (اللہ کے پسندیدہ لوگ) غصہ کو پی جاتے ہیں۔ ان قرآنی الفاظ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ اثر ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو پی گئے اور خاموش ہو گئے اس کے

بعد لونڈی نے آیت کا دوسرا حصہ پڑھا "وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" ترجمہ: وہ لوگوں کو معاف بھی کردیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے فرمایا: جا میں نے تجھے معاف کیا۔ اس کے بعد لونڈی نے آیت کا تیسرا حصہ بھی پڑھ دیا "وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" ترجمہ: اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو آزاد کردیا۔ (معارف القرآن)

ماتحتوں کے معاملات بھی تولے جائیں گے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَمْلُوكِينَ يُكَذِّبُونَنِي وَيَخُونُونَنِي وَيَعْصُونَنِي وَأَشْتُمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ قَالَ يُحْسَبُ مَا خَانُوكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُونَ ذُنُوبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوبِهِمْ اقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ قَالَ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَهْتِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ الْآيَةَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَجِدُ لِي وَلِهَؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مُفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكُمْ أَنَّهُمْ أَحْرَارٌ كُلُّهُمْ

(جامع ترمذی: المجلد الثانی: ابواب التفسیر من سورۃ الانبیاء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لہذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں، مجھے بتایئے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی خیانت،

نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا جائے گا۔ اگر تمہاری سزا ان کے جرموں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ برابر ہو گئے، نہ ان کا تم پر حق رہا اور نہ تمہارا ان پر۔ اگر تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا باعث ہوگا اور اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے بڑھ گئی تو تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ شخص روتا چلاتا ہوا وہاں سے چل پڑا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ (ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں)۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کے اور اپنے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کردوں میں آپ کو گواہ بنا کر آزاد کرتا ہوں۔

جو کسی کا عذر قبول نہ کرے

عَنْ جُوْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى أَخِيْهِ بِمَعْذِرَةٍ فَلَمْ يَقْبَلْهَا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ

(سنن ابن ماجہ: باب المعاذیر)

حضرت جودان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے بھائی سے معذرت کرے اور وہ معذرت قبول (کر کے معاف) نہ کرے۔ تو اس کو محصول لینے والے کی خطاء کے برابر گناہ ہوگا۔

تشریح: دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی انسان ایسا نہیں جس سے خطا نہ ہوتی ہو ہر انسان سے کسی نہ کسی صورت میں غلطی سرزد ہو جاتی ہے لیکن اگر غلطی کے بعد کوئی شخص

معذرت کی طرف پلٹ آئے تو اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی معذرت قبول کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرنا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ: جو شخص قیامت کی مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ لوگوں سے درگزر کیا کرے اور انھیں معاف کر دیا کرے (مسلم)

نیز اللہ تعالیٰ کی سنت بھی یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحم کرنے والوں پر بہت زیادہ رحم کرتا ہے، اِرشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: اِرحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء (ابوداود) زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

جانوروں سے حسن سلوک

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(جانور بھی اللہ کی اک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرح جانوروں کی زندگی میں بھی بہت سارے تقاضے رکھے ہیں، ان میں سے کچھ تقاضے تو بعینہٖ انسانی تقاضوں کی طرح ہیں، مثلاً بھوک، پیاس، صحت، بیماری، سردی، گرمی اور اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور ان کی جدائی سے بیقرار ہونا۔ نیز جس طرح انسان کو مارا جائے تو اُسے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح جانوروں کو مارنے سے انھیں بھی تکلیف ہوتی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جانوروں سے بھلائی کا انعام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب رحمۃ الناس والبھائم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ ایک آدمی جا رہا تھا تو راستے میں اسے بہت شدت کی پیاس لگی، ایک کنواں نظر آیا وہ اس کے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے سوچا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی وجہ سے وہی تکلیف پہنچی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی، یہ سوچ کر کنویں میں اُترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اپنے منہ میں پکڑا (اوپر آکر) اس کتے کو پلایا، اللہ نے اس کے اس فعل کی قدر کی اور اسے بخش دیا، لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ کیا جانوروں کے متعلق بھی ہمیں اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والے (جاندار) کے متعلق اجر ملے گا۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کے حقوق سے متعلق بھی احکام ارشاد فرمائے ہیں، اُن کے ساتھ بھلائی کرنے کو ثواب کا باعث اور ان پر ظلم کرنے کو گناہ کا باعث قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا کسی نے اس کے چہرے

پر داغ دے کر نشان لگا یا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی اس پر لعنت ہو جس نے یہ کام کیا ہے۔ (مسند احمد)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب آئے اور اس کی کوہان اور کانوں کے پیچھے ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس اللہ نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے تو اُس اللہ سے اِس کے بارے میں نہیں ڈرتا؟ کیونکہ یہ اُونٹ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم (اس سے کام زیادہ لیتے ہو) اور کھانے کو کچھ نہیں دیتے وہ تھک جاتا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

جانوروں پر احسان کا اجر

سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ تَغْشَى حِيَاضِي قَدْ لُطْتُهَا لِإِبِلِي فَهَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا قَالَ نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ

(سنن ابن ماجہ: باب فضل صدقۃ الماء)

حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: میں نے اپنے اونٹوں کیلئے حوض تیار کیے ہیں اور کچھ گمشدہ اونٹ ان حوضوں پر آجاتے ہیں، اگر میں ان گمشدہ اونٹوں کو پانی پلاؤں تو کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں ہر کلیجہ والی (زندگی والی) چیز جس کو پیاس لگتی ہو (کو پانی پلانے اور کھلانے) میں اجر ہے۔

تشریح: اگرچہ جانور ہم سے انسانوں کی طرح اپنی بھوک، پیاس کا تقاضا نہیں کر

سکتے لیکن ہمیں چاہیے کہ ان کی بھوک، پیاس کا خوب خیال رکھیں، اپنے پاس جو جانور ہوں ان کی خوراک کا بھی خوب خیال رکھنا چاہئے اور اگر کسی اور کا بھوکا، پیاسا جانور آجائے تو اُسے کھلانے کو فضول نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کو کھلانے پر بھی اَجر کا وعدہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پرندوں کے لئے دانے پانی کا انتظام کرنا بھی باعث ثواب ہے۔

جانوروں کولڑانے کی ممانعت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الجهاد: باب ماجاء فی التحریش بین البهائم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔

جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت غیر مترجم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَائَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُفَرِّشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب السلام: باب فی قتل الذر)

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے

ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حاجت پوری کرنے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ پرندہ دیکھا تو اس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے ہم نے اس کے بچے پکڑ لیے وہ چڑیا آکر پھڑ پھڑانے لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کس نے اس کے بچوں کی وجہ سے اس کو تکلیف میں مبتلاء کیا ہے اس کے بچے اس کو لوٹا دو۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چیونٹیوں کی ایک بل دیکھی جس کو ہم نے جلادیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ آگ کا کسی کو عذاب دے سوائے آگ کے رب کے (یعنی یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے)۔

جانوروں کو تکلیف دینے پر وعید

عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم قتل الهرة)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی اور وہ عورت اسی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی اور یہ نہ اسے کھلاتی تھی نہ پلاتی تھی اسے باندھے رکھا اور اسے نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چند نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اس کو پتھر

سے مار رہے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کو اس طرح باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری فی الذبائح)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ناحق کسی چڑیا کو بھی مارے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے اس کی باز پرس کرے گا۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! چڑیا کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے ذبح کرے، گردن سے (اس طرح) نہ پکڑے کہ اسے توڑ ہی دے۔ (مسند احمد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانوروں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے ان سے فائدہ بھی اُٹھاتے تھے اور ان کو آرام بھی پہنچاتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر پہنچتے تھے اور نماز کا وقت بھی ہوتا تو ہم پہلے اپنے جانوروں کا کجاوہ اُتارتے پھر نماز پڑھتے (تاکہ جانوروں کو زیادہ تکلیف نہ ہو)۔ (ابوداؤد فی الجهاد)

مرغ اور گدھے کی آواز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب بدء الوحی: باب خیر مال المسلم الغنم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اس کے رحمت و فضل کی دعا مانگو کیونکہ اس مرغ نے فرشتہ دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آوز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

تین قسم کے گھوڑے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ أَوْ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ قَالَ سُهَيْلٌ أَنَا أَشُكُّ الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَيُعِدُّهَا فَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِي بُطُونِهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرٌ وَلَوْ رَعَاهَا فِي مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ شَيْئًا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا أَجْرٌ وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَهَرٍ جَارٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسَى حَقَّ ظُهُورِهَا وَبُطُونِهَا فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِي يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءً لِلنَّاسِ فَذَاكَ الَّذِي هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ

(سنن ابن ماجة: باب ارتباط الخيل فی سبيل الله)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر بندھی رہے گی۔ گھوڑے تین طرح کے ہیں ایک جو آدمی کیلئے باعث اجر ہے اور دوسرا جو معاف ہے (نہ اجر کا باعث نہ وبال کا) اور تیسرا جو آدمی پر وبال اور گناہ ہے۔ باعث اجر وہ گھوڑا ہے جسے کوئی آدمی اللہ کے راستہ کیلئے پالے اور اسی کیلئے تیار رکھے۔ اس قسم کے گھوڑوں کے پیٹوں میں جو چیز بھی جائے گی اس شخص کیلئے اجر وثواب لکھا جائے گا اور اگر وہ اُنہیں گھاس والی زمین میں چرائے گا تو جو گھاس بھی وہ کھائیں گے اس کے بدلے اس شخص کیلئے اجر لکھا جائے گا۔ اور اگر وہ اُنہیں بہتی ہوئی نہر سے پانی پلائے گا تو ہر قطرہ جو اُن کے پیٹوں میں جائے گا اس کے بدلے اس شخص کو اجر ملے گا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیشاب اور لید میں بھی اجر کا ذکر

فرمایا۔ اور اگر یہ گھوڑے ایک دو میل میں دوڑیں تو راستے میں جو قدم یہ اُٹھائیں اس کے بدلہ اس شخص کیلئے اجر لکھا جائے گا اور جو گھوڑے مباح ہیں (نہ باعث اجر ہیں نہ باعث وبال ہیں) یہ وہ گھوڑے ہیں جنہیں کوئی شخص عزت اور زینت کی غرض سے پالے اور ان کی پشت اور پیٹ کا حق تنگی اور آسانی کسی صورت میں نہ بھولے۔ اور باعث وبال وہ گھوڑے ہیں جو تکبر اور غرور اور فخر ونمائش کیلئے پالے جائیں۔ یہی گھوڑے آدمی کیلئے باعث وبال ہیں۔

جن جانوروں کا دنیا میں حق ادا نہ کیا

أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْتِي الْإِبِلُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَقَالَ وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ قَالَ وَلَا يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَأْتِي بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے جب کہ (دنیا میں) ان کا حق ادا نہ کیا ہوگا، وہ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور بکریاں اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹی ہو کر آئیں گی جب کہ (دنیا میں) ان کا حق ادا نہ کیا ہوگا، وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی اور فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ پانی پلا کر دودھ

نکالا جائے اور قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نہ آئے کہ بکری اس کی گردن پر ہو اور پھر وہ پکارے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ اب میں تیرے متعلق کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں پہنچا چکا اور نہ آئے کوئی شخص اونٹ لے کر اس حال میں کہ وہ اونٹ اس کی گردن پر سوار ہو اور چلا رہا ہو پھر وہ پکارے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدد کیجئے اور میں کہوں کہ اب میں تیرے متعلق اللہ کے ہاں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو اللہ کا حکم پہنچا چکا۔

تشریح: کچھ لوگوں نے حضرت عبید اللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو کوڑے مارتا ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی روایت منقول ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ اندر سے ان کی بہن بولیں کہ اس حکم کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ زمین پر چلنے والے جانور اور فضاؤں میں اُڑنے والے پرندے بھی تمہاری طرح ایک اُمت ہیں۔ (یعنی وہ بھی قابل رحم ہیں)۔

(الاصابہ)

جانوروں کا ایک حق

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ خَصْلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا قَالَ غَيْرُ مُسْلِمٍ يَقُوْلُ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ

(سنن ابو داؤد: المجلد الاول: کتاب الذبائح)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے دو خصلتوں کے بارے میں سنا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ نے تم پر ہر معاملہ میں احسان کو لازم کیا ہے (حتی کہ قتل میں بھی) لہذا جب تم کسی کو (قصاص کے طور پر یا جہاد میں کسی کافر کو) قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (یعنی ترسا کر اور تڑپا کر نہ مارو بلکہ اس کے قتل سے جلد از جلد فراغت حاصل کرو) دوسرے یہ کہ جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو! یعنی تمہیں چاہئے کہ ذبح سے پہلے چھری کو تیز کرلو اور ذبح کرنے میں راحت پہنچاؤ۔

زوجین سے متعلق اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اس کی کوئی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت سے خوش بھی ہوگا۔ (یعنی اس کے عیبوں پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کی خوبیوں پر نظر رکھے)۔

(صحیح مسلم)

آیات مبارکہ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

اور ان (عورتوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے رہن سہن رکھو۔ اگر تم انہیں ناپسند کرو۔ تو بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی پیدا کر دے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ (النسآء)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک تابع فرماں عورتیں خاوند کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت و نگرانی میں (عزت و مال کی) حفاظت کرنے والی ہیں۔

وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ (النسآء)

اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو اُنہیں نصیحت کرو، اور (اگر نہ مانیں تو) اُنہیں الگ بستر پر چھوڑ دو اور (اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو) اُنہیں سزا دو پھر اگر اطاعت کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بلند اور بڑا ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَھْلِھَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ (النسآء)

اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان تعلقات بگڑنے کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ دونوں میں موافقت کرادے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ علم والا، ہر چیز سے باخبر ہے

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ (النسآء)

تم سے یہ نہیں ہو سکے گا کہ اپنی بیویوں میں ہر طرح عدل کرسکو اگرچہ تم اس کی کتنی ہی خواہش کرو۔ اس لیے بالکل ہی ایک طرف مائل ہو کر دوسری کو لٹکتی ہوئی نہ چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرلو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے اور مہربانی کرنے والا ہے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

عورتوں کو مارنے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ
(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب النکاح: باب مایکرہ من ضرب النساء)

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے کیونکہ یہ بات مناسب نہیں کہ اول تو اسے مارے پھر اخیر دن اس سے جماع کرے۔

تشریح: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ وفد بنو منتفق کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور اپنی بیوی کی بدزبانی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا (اگر اسے برداشت نہیں کر سکتے تو) پھر اسے طلاق دیدو! تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ! ایک مدت کا ساتھ ہے اور اس سے ایک بچہ بھی ہے (اسلئے طلاق دینے کو دل نہیں چاہتا) آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اسے نصیحت کرتے رہو اگر سمجھ جائے تو بہتر ہے ورنہ اسے لونڈیوں کی طرح نہ مارو۔ (ابوداؤد فی الطہارۃ)

حضرت ایاس ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو نہ مارو آپ ﷺ کے اس فرمان کے کچھ دنوں بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نے چونکہ عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے اس لئے عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہو گئیں ہیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو مارنے کی اجازت عطا فرما دی اس کے بعد بہت سی عورتیں رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایت کی کہ وہ ان کو مارتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی ہیں کہ وہ انھیں مارتے ہیں۔ تم میں سے جو اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں (بلکہ اچھائی یہ ہے کہ ان کی تکلیفوں کے باوجود صبر کرنا اور درگزر سے کام لینا اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر مارنا غلط بات ہے) (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

شوہر کو ناراض کرنے کی وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب النکاح: باب اذا باتت المراۃ مہاجرۃ فراش زوجھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب

مرد اپنی بیوی کو اپنے بچھونے کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب شوہر اپنی بیوی کو کسی ضرورت کے لئے بلائے اور وہ تنور پر روٹی پکا رہی ہو تو وہ چھوڑ کر فوراً اپنے شوہر کی بات سنے (جامع ترمذی) گویا کہ اگر شوہر کی بات سننے میں روٹی جلنے کا اندیشہ ہو تب بھی شوہر کی بات کو ترجیح دے اور روٹی کی پرواہ نہ کرے۔

شوہر کو ایذا پہنچانے پر وعید

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الرضاعت)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی جنت والی بیوی (حور عین) کہتی ہے: اللہ تجھے غارت کرے اپنے شوہر کو تکلیف نہ پہنچا کیونکہ وہ دنیا میں تیرا مہمان ہے اور عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائیگا۔

تشریح: صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں کی رضا مندی اور ان کی خوشنودی کا بہت خیال رکھتی تھیں حضرت خولا رضی اللہ عنہا عطر بیچا کرتی تھیں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئیں اور بتانے لگیں کہ میں ہر رات خوشبو لگاتی ہوں اور بناؤ سنگھار کرتی ہوں اور محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے اس کے پاس چلی جاتی ہوں۔ (اسد الغابہ)

عورت کا بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا

عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الطلاق: باب اللعان)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی عذر کے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔

شوہر کا مقام بیوی کے لئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

(جامع ترمذی: جلد اول: کتاب الرضاع)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے مقام کو بیان کرتے ہوئے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ سجدہ صرف اللہ کا حق ہے، اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا استحقاق نہیں رکھتا، نہ سجدہ تعظیمی کا اور نہ ہی سجدہ عبادت کا، کیونکہ اس حدیث سے جس سجدے کی نفی معلوم ہو رہی ہے وہ تعظیما سجدے کی ہے اس لئے کہ بیوی کو اگر بالفرض اجازت ہوتی تو یہ شوہر کی تعظیم کے طور پر ہوتا کیونکہ حدیث کا موضوع ہی شوہر کی تعظیم کو ظاہر کرنا ہے، نیز تعظیمی سجدے کی نفی کی سب سے بڑی دلیل تو یہ ہے کہ جب بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم نبوت میں سجدے کی اجازت نہ ملی تو اس

کے بعد کون ہے جس کے لئے یہ گنجائش نکلتی ہو۔ جب تعظیمی سجدہ کی نفی ثابت ہوگئی تو عبادت کا سجدہ جو خالص اللہ کا حق ہے بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

شوہر کی رعایت کرنے کا حکم

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَ بَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ)

حضرت ہمام بن منبہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے خاوند کی موجودگی میں کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے اور اس کے گھر میں اس کی موجودگی میں کسی کو اس کی اجازت کے بغیر آنے نہ دے اور اس کی کمائی میں سے اس کے حکم کے بغیر خرچ نہ کرے کیونکہ اس میں بھی اس کے خاوند کے لئے آدھا ثواب ہے۔

تشریح: اس حکم کی مزید وضاحت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرا شوہر صفوان ابن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ تڑوا دیتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی بیوی یہ شکایت کر رہی تھی اس وقت صفوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے ان کی بیوی کی شکایت

کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری بیوی کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھ کو مارتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نماز کی ایک ہی رکعت میں یا دو رکعتوں میں دو لمبی لمبی سورتیں پڑھتی ہے حالانکہ میں نے اس کو لمبی لمبی سورتیں پڑھنے سے منع کیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت صفوان کی تصدیق کے لئے فرمایا: سورت فاتحہ کے بعد ایک سورت پڑھنا لوگوں کے لئے کافی ہے۔ پھر حضرت صفوان نے عرض کیا: اس کا یہ کہنا کہ جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ تڑوا دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روزے رکھتی ہی چلی جاتی ہے (یعنی ہمیشہ نفلی روزے رکھتی رہتی ہے) اور میں ایک جوان آدمی ہوں اور چونکہ (دن بھر کام کاج کی وجہ سے بہت تھک جاتا ہوں اور رات کو نیند جلدی آجاتی ہے) رات میں مجھے قربت کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے اگر دن میں مجھے خواہش ہوتی ہے تو میں صبر نہیں کر سکتا آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے (ابوداؤد وابن ماجہ)

حدیث کے آخری حصے میں شوہر کی اجازت کے بغیر مال خیرات کرنے پر آدھے ثواب کا ذکر ہے جبکہ اسی باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت منقول ہے جس میں شوہر کے لئے بھی اسی کی بقدر ثواب کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت جب اپنے خاوند کے گھر سے بغیر فساد کے (یعنی بغیر گناہ کے اور شوہر کی رضا مندی سے) خیرات کرے تو اس عورت کے لئے ثواب ہوگا اور اس کے خاوند کے لئے کمانے کی وجہ سے اس کی مثل ثواب ہوگا اور عورت کے لئے اس خرچ کی وجہ سے اور خزانچی کے لئے بھی (جو اپنے مالک کی رضا مندی سے اور اس کے حکم سے خیرات کرے) اسی کی مثل ثواب ہوگا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم: فی الزکوٰۃ)

عورت کا اپنے شوہر پر خرچ کرنا

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُجْزِءُ عَنِّي مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلَى زَوْجِي وَأَيْتَامٍ فِي حِجْرِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الصَّدَقَةِ وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ

(سنن ابن ماجه: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا اپنے خاوند پر اور ان یتیموں پر جو میری پرورش میں ہیں خرچ کرنا صدقہ میں کافی ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زینب کو دہرا اجر ملے گا، صدقہ کا ثواب اور صلہ رحمی کا ثواب۔

تشریح: کبھی ایسی صورت حال بھی پیش آجاتی ہے کہ شوہر اپنی کسی معذوری کی وجہ سے یا کاروبار نہ چلنے کی وجہ سے تنگدست ہوتا ہے اور بیوی مالدار ہوتی ہے، ایسے موقع پر بیوی کو اگر اپنے شوہر پر کچھ خرچ کرنا پڑے تو اسے نیکی سمجھ کر خرچ کرنا چاہئے مذکورہ حدیث میں اسی قسم کے خرچ پر دُگنے اجر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے شوہروں سے بہت محبت کرتیں تھیں ان کی مشکلات میں ان کیلئے سہارا بنتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ابوالعاص سے ہوئی تھی وہ حالت کفر میں تھے اور غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا، تو تمام اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑوانے کے لئے فدیے بھیجے، حضرت زینب کے پاس ایک ہار تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رخصتی کے وقت ان کو دیا تھا، انھوں نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے وہی ہار فدیے میں بھیج دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ ہار پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی کا وہ ہار دیکھا تو آپ

پر سخت رقت طاری ہوگئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے ابوالعاص کو رہا کر دیا اور ہار بھی واپس لوٹا دیا۔ (ابوداؤد فی الجہاد)

عورتوں کو ایک وعظ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ يَعْنِي وَكُفْرِكُنَّ الْعَشِيرَ قَالَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ وَذَوِي الرَّأْيِ مِنْكُنَّ قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ وَمَا نُقْصَانُ دِينِهَا وَعَقْلِهَا قَالَ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَنُقْصَانُ دِينِكُنَّ الْحَيْضَةُ تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ لَا تُصَلِّي

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی استکمال الایمان وزیادتہ ونقصانہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے عورتو! صدقہ کیا کرو، بیشک اہل دوزخ میں تمہاری اکثریت ہوگی۔ ایک عورت نے عرض کیا: ایسا کیوں ہوگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو یعنی خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو اور فرمایا: میں نے کسی ناقص عقل ودین کو عقلمند اور ہوشیار لوگوں پر تم سے زیادہ غالب ہونے والی چیز نہیں دیکھی۔ ایک عورت نے پوچھا کہ ہماری عقل ودین کا نقص کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور تمہارے دین کا نقص حیض ہے کہ جب کوئی عورت حائضہ ہوجاتی ہے تو تین چار دن تک نماز نہیں پڑھ سکتی۔

تشریح: سنن ابوداؤد میں یہی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ (تمہارے دین کا نقص یہ بھی ہے کہ ایامِ حیض کی وجہ سے) تم رمضان کے کئی دنوں کے روزے بھی نہیں رکھ سکتی ہو۔

عورتوں سے متعلق نصیحت

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةً فَقَالَ أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ

(جامع ترمذی: جلد اول: ابواب الرضاع: باب ماجاء فی حق المرءۃ علی زوجھا)

سلمان بن عمرو بن احوص کہتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا: حجۃ الوداع کے موقع پر وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ راوی نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور تم ان پر اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ ان سے صحبت کرو البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہوں تو انہیں اپنے بستر سے الگ کردو

اور ان کی معمولی پٹائی کرو، پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں تکلیف پہنچانے کے راستے تلاش نہ کرو، جان لو! تمہارا تمہاری بیویوں پر اور ان کا تم پر حق ہے۔ تمہارا اُن پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو بلکہ ایسے لوگوں کو گھر میں داخل ہی نہ ہونے دیں اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں بہترین لباس اور بہترین کھانا دو۔

تشریح: قرآن پاک میں نافرمان عورت کی اِصلاح کیلئے چار درجے بیان کئے ہیں جن میں سے پہلے تین درجے وہ ہیں جن کے ذریعے سے گھر کا معاملہ گھر میں ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے پہلا درجہ یہ ہے کہ جب عورت نافرمانی کے راستے پر چل پڑے تو اسے نرمی سے خود سمجھاؤ۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر سمجھانے سے فائدہ نہ ہو تو پھر اس کے بستر سے علیحدگی اختیار کر لو (سمجھدار عورتیں ناراضگی کی بنا پر شوہر کی علیحدگی سے وحشت محسوس کرتی ہیں اور وہ زیادہ دیر اس حالت پر نہیں رہ سکتی)۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر پھر بھی اسے تنبیہ نہ ہو تو اُسے معمولی سا مار بھی سکتے ہیں۔ یاد رہے! قرآن پاک مارنے کا حکم نہیں دے رہا بلکہ بغرض اصلاح اس کی اجازت دے رہا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ معمولی سا بقدر ضرورت مار سکتے ہو، بے جا شدید مار سے دوسری احادیث میں سختی سے ممانعت آئی ہے۔ عورت کی اِصلاح کا چوتھا درجہ یہ ہے کہ مرد، عورت دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک سمجھدار اور عادل آدمی مل بیٹھ کر دونوں فریقوں کی شکایات سنیں اور ان کے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ (سورۃ النساء: ۳۴،۳۵)

بیویوں سے حسن سلوک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ

مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب الوصیة بالنساء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اس کی کوئی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت سے خوش بھی ہوگا۔ (یعنی اس کے عیبوں پر نظر نہ رکھے بلکہ اس کی خوبیوں پر نظر رکھے)۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیویوں سے خوش اور مطمئن رہنے کا ایک مختصر اور جامع اُصول بیان فرمایا ہے کہ ان کے عیوب سے چشم پوشی برتو اور ان کی خوبیوں پر نظر رکھو۔ یقیناً یہ بات شوہروں کے بیویوں سے خوش رہنے کے لئے بہت مؤثر ہے۔ اور اگر دیانتداری سے دیکھا جائے تو جو عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا پکائے، اس کے کپڑے دھوئے، اس کے بچوں کو جنم دے پھر ان کی پرورش بھی کرے، انھیں صاف ستھرا رکھے اور شوہر کے گھر کی اور مال کی نگہبانی بھی کرے اور شوہر کے والدین اور رشتہ داروں کی عزت و اکرام بھی کرے تو اس عورت کے شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ اس کی کسی کوتاہی پر اسے ملامت کرے یا اس سے بدسلوکی کرے۔

اگر یہی اُصول دوسرے لوگوں کے متعلق بھی اپنا لیا جائے تو بہت ساری پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہر انسان میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ عیوب ہوتے ہیں اگر لوگوں کے عیوب پر نظر کریں گے تو اپنے سوا سب برے نظر آئیں گے اور اگر ان کی خوبیوں پر نظر رکھیں گے تو اپنے سوا سب اچھے نظر آئیں گے، اور یہ چیز مطلوب بھی ہے اور محمود بھی۔

ایک سے زیادہ بیویوں میں برابری کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَتْ عِنْدَ

الرَّجُلِ اِمْرَئَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ
(ترمذی: الجلد الاول: کتاب النکاح: باب التسویة بین الضرائر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ اُن کے درمیان انصاف نہ کرتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک دھڑ ساقط (مفلوج) ہو گا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق وعید بیان فرمائی ہے جو ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہیں اور ان میں برابری نہیں کرتے۔ بیویوں میں برابری کی صورت یہ ہے کہ معاملات میں سب بیویوں کے ساتھ برابر سلوک کیا جائے، یعنی کھانے، پینے اور لباس ورہائش میں اور وقت گزارنے میں برابری کا سلوک کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، تاکہ کسی ایک کو ساتھ لے جانے سے دوسری کی دل آزاری نہ ہو، جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آتا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے۔ (بخاری)

اگر ایک بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے اس کی طرف دل کا میلان دوسری بیویوں کی بہ نسبت زیادہ ہو تو یہ ناانصافی میں شمار نہیں، کیونکہ دِلی میلان میں انسان بے اختیار ہے جس کا اللہ کے ہاں کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے، اس بارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا حال یہ تھا کہ آپ تمام معاملات میں اپنی ازواج مطہرات کے مابین ہر طرح برابری فرماتے تھے لیکن آپ کا طبعی میلان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف زیادہ تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یوں دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! جو چیز میرے اختیار میں ہے (یعنی معاملات میں برابری) اس میں میں نے انصاف قائم کیا ہے اور جو چیز تیرے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں (یعنی دل کا معاملہ) اُس میں مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا۔ (ترمذی، نسائی)

اگر کوئی بیوی از خود ہی شوہر کو اپنا حق معاف کر دے تو اس صورت میں شوہر پر

اس کا حق واجب نہیں رہتا جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف طبعی میلان کو دیکھتے ہوئے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سب ازواج کے پاس ایک ایک رات گزارتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر دو راتیں گزارتے تھے (ایک ان کے اپنے حصے کی رات اور ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے حصے کی)۔ (بخاری، مسلم)

بہترین متاع نیک بیوی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الرضاع: باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا مال و متاع کا نام ہے اور دنیا کا بہترین مال و متاع نیک بیوی ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں نیک عورت کو دنیا کا بہترین مال و متاع قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل کمال اس کا حسین ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا اصل کمال نیک ہونا ہے اور نیک عورت کے بہت سے اچھے اوصاف ہیں لیکن ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں میں دو اچھے اوصاف کو ذکر فرمایا ہے۔ اِرشاد فرمایا: قریش کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں اپنے بچوں سے محبت کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کے مال و دولت کی نگرانی رکھتی ہیں۔ (مسلم فی الفضائل)

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں جسے مل گئیں اسے دنیا آخرت کی بھلائی مل گئی۔ اول: شکر کرنے والا دل، دوم: اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، سوم: مصائب پر صبر کرنے والا جسم، چہارم: ایسی بیوی جو اپنے ساتھ اور اپنے شوہر کے مال کے ساتھ خیانت نہ کرے۔ (شعب الایمان)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی عورت سے شادی کرو جو اپنے شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے جننے والی ہو کیونکہ قیامت کے دن میں دوسری اُمتوں پر تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد: مشکوٰۃ)

مذکورہ دونوں وصف کسی بھی خاندان کی عورتوں کے اوصاف کو دیکھ کر معلوم کیے جاسکتے ہیں۔

عورت میں ٹیڑھا پن رہے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَرْأَةَ كَالضِّلَعِ إِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ (صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الرضاع: باب الوصیة بالنساء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی ہڈی کی طرح ہے جب تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو نے اسے (اسی کے مزاج اور فطرت پر) چھوڑ دیا تو اس سے نفع حاصل کر سکے گا اور اس میں ٹیڑھا پن رہے گا۔

عورتوں میں قابل اہمیت عورت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِينٍ أَفْضَلُ

(سنن ابن ماجه: الجلد الثانی: کتاب النکاح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عورتوں سے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو فتنے میں ڈال دے اور نہ ان سے ان کے اموال کی وجہ سے شادی کرو، ہوسکتا ہے کہ ان کے اموال ان کو سرکش بنادیں، البتہ دینداری کی بنیاد پر شادی کرو اور یقیناً کان چھدی ہوئی کالی باندی جو دیندار ہو وہ بہتر ہے۔

تشریح: یہی مضمون ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت سے نکاح کرنے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، اول اس کا مالدار ہونا۔ دوم اسکا حسب نسب اونچا ہونا یعنی کسی بڑے خاندان میں سے ہونا۔ سوم اس کا خوبصورت ہونا۔ چہارم اس کا دین دار ہونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کے دین دار ہونے کو ترجیح دو۔ (بخاری)

عورتوں کے فتنے سے بچنے کا حکم

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان: باب ماجاء فی تحذیر فتنة النساء)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر مردوں کو نقصان پہنچانے والا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

تشریح: عورتوں کے فتنے سے بچنے کے لئے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے فتنے سے بچو! اسلئے کہ بنی اسرائیل کی تباہی کا سبب بننے والا سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا تھا۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں اِرشاد فرمایا: ''اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ'' (مشکوۃ المصابح)
کہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں، یعنی جس طرح کسی شخص کو رسیوں سے باندھ دیا جائے تو وہ بے بس ہوجاتا ہے اسی طرح جب شیطان کا کسی پر اور کوئی بس نہ چلے تو وہ عورتوں کے فتنے میں مبتلاء کر دیتا ہے۔

غریب فقراء کے متعلق ارشادات نبوی ﷺ

فرمانِ نبوی

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے۔

(صحیح مسلم)

تمہید

آنے والی احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ غریب، فقراء کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں کیا مقام ہے اور اُخروی زندگی میں ان کی کتنی عزت افزائی ہوگی، اس قسم کی احادیث کے مطالعہ سے اپنے فقیر ہونے کی تمنا اور فقراء کے اعزاز پر رشک ہونے لگتا ہے،

ان احادیث سے ہمیں خوب سبق حاصل کرنا چاہئے بالخصوص ان لوگوں کو جو اپنی دولت کے گھمنڈ میں غریبوں پر ظلم کرتے ہیں، ان کی حق تلفی کرتے ہیں اور اپنی نظروں میں انہیں حقیر سمجھتے ہیں، اور اپنی مجالس میں ان کے آنے پر عار محسوس کرتے ہیں۔ اوران کی ضروریات زندگی کو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

اکثر جنتی فقراء ہوں گے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب بدء الوحی: باب ما جاء فی صفة الجنة)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کو دیکھا تو جنتیوں میں اکثر تعداد فقراء کی تھی اور میں نے دوزخ کو دیکھا تو دوزخیوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔

فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء ان فقراء المهاجرین یدخلون الجنة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فقراء جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے اور یہ قیامت کے دن کا آدھا حصہ ہے۔

فقراء کے لئے جنت کو بلایا جائے گا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ ثُلَّةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ يُتَّقَى بِهِمُ

الْمَكَارِهُ وَإِذَا أُمِرُوا سَمِعُوا وَأَطَاعُوا وَإِذَا كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتَّى يَمُوتَ وَهِيَ فِي صَدْرِهِ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَدْعُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِي بِزُخْرُفِهَا وَزِينَتِهَا فَيَقُولُ أَيْ عِبَادِيَ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِي وَقُتِلُوا وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِي ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُونَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ

(مسند احمد: جلد سوم: مرویات عبد اللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ان فقراء مہاجرین کا ہوگا جن کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا جب انہیں حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے تھے اور جب ان میں سے کسی کو بادشاہ سے کوئی کام پیش آجاتا تو وہ پورا نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ (اپنی خواہشات) اپنے سینے میں لئے ہی مرجاتے تھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائیں گے، وہ اپنی زیبائش وآرائش کے ساتھ آئے گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! جنہوں نے میری راہ میں قتال کیا اور مارے گئے، میرے راستے میں انہیں ستایا گیا اور انہوں نے میری راہ میں خوب محنت کی، جنت میں داخل ہوجاؤ۔ چنانچہ وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

تشریح: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی سے اسی جیسی ایک اور حدیث روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے اللہ کی مخلوق میں سے وہ فقراء اور مہاجرین داخل ہوں گے جن کے آنے پر دروازے بند کردیئے جاتے تھے، ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور اپنی حاجات اپنے سینوں میں لئے ہوئے ہی وہ مر گئے تھے لیکن انہیں پورا نہیں

کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہیں گے حکم دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو، فرشتے عرض کریں گے کہ ہم آسمانوں کے رہنے والے اور آپ کی مخلوق میں منتخب لوگ ہیں اور آپ ہمیں ان کو سلام کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ایسے لوگ تھے جو صرف میری ہی عبادت کرتے تھے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، ان پر دروازے بند کر دیئے جاتے تھے، ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا اور یہ اپنی ضروریات اپنے سینوں میں لئے مر گئے تھے اور انہیں پورا نہ کر پائے تھے۔ چنانچہ فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور ہر دروازے سے یہ آواز لگائیں گے تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا آخرت کا گھر کتنا بہترین ہے۔ (مسند احمد)

اللہ کی نظر میں فقراء کا مقام

عَنْ خَبَّابٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِلَى قَوْلِهِ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ قَالَ جَاءَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فَوَجَدَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ صُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَعَمَّارٍ وَخَبَّابٍ قَاعِدًا فِي نَاسٍ مِنَ الضُّعَفَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا رَأَوْهُمْ حَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَرُوهُمْ فَأَتَوْهُ فَخَلَوْا بِهِ وَقَالُوا إِنَّا نُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَ لَنَا مِنْكَ مَجْلِسًا تَعْرِفُ لَنَا بِهِ الْعَرَبُ فَضْلَنَا فَإِنَّ وُفُودَ الْعَرَبِ تَأْتِيكَ فَنَسْتَحْيِي أَنْ تَرَانَا الْعَرَبُ مَعَ هَذِهِ الْأَعْبُدِ فَإِذَا نَحْنُ جِئْنَاكَ فَأَقِمْهُمْ عَنْكَ فَإِذَا نَحْنُ فَرَغْنَا فَاقْعُدْ مَعَهُمْ إِنْ شِئْتَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَاكْتُبْ لَنَا عَلَيْكَ كِتَابًا قَالَ فَدَعَا بِصَحِيفَةٍ وَدَعَا عَلِيًّا لِيَكْتُبَ وَنَحْنُ قُعُودٌ فِي نَاحِيَةٍ فَنَزَلَ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ثُمَّ

ذَكَرَ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ فَقَالَ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ثُمَّ قَالَ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ قَالَ فَدَنَوْنَا مِنْهُ حَتّٰى وَضَعْنَا رُكَبَنَا عَلَى رُكْبَتِهِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَامَ وَتَرَكَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ وَلَا تُجَالِسِ الْأَشْرَافَ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا يَعْنِي عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعَ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا قَالَ هَلَاكًا قَالَ أَمْرُ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ وَمَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ خَبَّابٌ فَكُنَّا نَقْعُدُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا بَلَغْنَا السَّاعَةَ الَّتِي يَقُومُ فِيهَا قُمْنَا وَتَرَكْنَاهُ حَتّٰى يَقُومَ (سنن ابن ماجه: کتاب الزهد)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں **وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ... مِنَ الظّٰلِمِينَ** تک (الانعام: ۵۲) یعنی مت نکال ان لوگوں کو جو صبح شام اللہ کی یاد کرتے ہیں اپنے پاس سے انہوں نے کہا کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہیب اور بلال اور عمار اور خباب کے پاس اور چند غریب مومنین کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ جب اقرع اور عیینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اِن لوگوں کو دیکھا تو ان کو حقیر سمجھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ سے علیحدگی میں بات کی اور عرض کیا: ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے آنے کے لئے ایک مقام اور وقت مقرر کر دیجئے جس کی وجہ سے عرب لوگوں کو ہماری بڑائی معلوم ہو، کیونکہ آپ کے پاس

عرب کی قوموں کے قاصد (غریب لوگ) آتے ہیں اور ہم کو شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ ہم کو ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں۔ تو جب ہم آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں، پھر جب ہم فارغ ہو کر چلے جائیں تو آپ کا اگر جی چاہے تو ان کے ساتھ بیٹھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک تحریر اس مضمون کی لکھ دیجیے۔ آپ ﷺ نے کاغذ منگوایا اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے لئے بلایا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک کونے میں (خاموش) بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اُترے اور یہ آیت لائے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ (الانعام: 52)

ترجمہ: مت ہانک اپنے پاس سے ان لوگوں کو جو اللہ کی یاد کرتے ہیں صبح اور شام وہ اللہ کی رضا مندی کے طالب ہیں، تیرے اوپر ان کا کچھ بھی حساب نہ ہوگا اور نہ ہی تیرا ان پر کچھ حساب ہوگا، اگر تو ان کو ہانک دے گا تو تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اقرع بن حابس اور عیینہ کا ذکر کیا تو فرمایا:

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ (الانعام: ۵۳)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے کچھ لوگوں کو کچھ دوسروں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا ہے اسی وجہ سے وہ (ان کے بارے میں) کہتے ہیں کہ: کیا یہ ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے ہم سب کو چھوڑ کر احسان کرنے کے لیے چنا ہے؟ کیا اللہ اپنے شکر گزار بندوں کو

دوسروں سے زیادہ نہیں جانتا؟ اور جب وہ لوگ آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ ان سے کہیں! تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کرلیا ہے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو پھر ہم آپ سے نزدیک ہوگئے، یہاں تک کہ ہم نے اپنا گھٹنا آپ کے گھٹنے پر رکھ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال ہوگیا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب اٹھنے کا آپ قصد کرتے تو آپ کھڑے ہوجاتے اور ہم کو چھوڑ دیتے تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف:۲۸)

ترجمہ: روکے رکھ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کی یاد کرتے ہیں صبح اور شام اور آپ کی آنکھیں دنیوی زندگی کی خوبصورتی کی تلاش میں ایسے لوگوں سے ہٹنے نہ پائیں۔ مت کہنا مان ان لوگوں کا جن کے دل ہم نے غافل کر دیئے اپنی یاد سے۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر تو یہ حال ہوگیا کہ ہم برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہتے جب آپ کے اُٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود ہی اٹھ جاتے اور آپ کو چھوڑ دیتے پھر آپ بھی وہاں سے اُٹھ جاتے۔

نگاہِ نبوت میں ایک غریب کا مقام

عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ

فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب النکاح: باب الاکفاء فی الدین)

حضرت سہل سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس سے ایک اعرابی گذرا آپ ﷺ نے (حاضرین سے) پوچھا تم لوگوں کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا اگر کہیں نکاح کا پیغام بھیجے تو فوراً نکاح کر دیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو منظور کر لی جائے، اگر کوئی بات کہے تو پوری توجہ سے سنی جائے، پھر ایک دوسرا غریب مسلمان گذرا، آپ ﷺ نے پوچھا اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی کے ہاں پیغام نکاح بھیجے تو نکاح نہ کیا جائے، اگر سفارش کرے تو منظور نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو توجہ نہ کی جائے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرمایہ داروں اور امیروں سے زمین بھر جائے تو یہ فقیر اُن سب سے بہتر ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کی ایک وہ حیثیت ہے جو لوگوں پر ظاہر ہے اور ایک حیثیت وہ ہے جو اللہ کے ہاں مسلّم ہے، ان میں سے انسان کے لئے مفید یا مضروہ حیثیت ہے جو اللہ کی نظر میں ہے، اگر اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے تو پھر دنیا والوں کی نظر میں اچھا ہونے کا فائدہ نہیں اور اگر اللہ کی نظر میں مقبول ہے تو پھر لوگوں کی نظر میں کمتر ہونے کا نقصان نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کو حضور ﷺ کی خدمت کا شرف بھی حاصل ہے اور انھیں اس اُمت کا فقیہ کہا گیا ہے، یہ جسمانی طور پر بہت کمزور تھے، ان کی پنڈلیاں بہت چھوٹی اور باریک تھیں، علمی مقام یہ تھا کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو انھوں نے ان کے متعلق تین مرتبہ یہ جملہ کہا: یہ ایک علم سے بھرا ہوا ظرف ہے۔ ایک

دن حضور ﷺ نے کوئی چیز اُتارنے کے لئے انھیں درخت پر چڑھنے کا حکم فرمایا، جب یہ درخت پر چڑھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی پنڈلیوں کو دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑے، حضور ﷺ نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو صحابہ کرام نے ان کی پنڈلیوں کی طرف اشارہ کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: تم اس کی پنڈلیوں پر ہنستے ہو حالانکہ قیامت کے دن اس کی پنڈلی کا وزن اُحد پہاڑ سے زیادہ ہوگا۔ (طبقات ابن سعد)

حوض کوثر پر سب سے پہلے فقراء آئیں گے

عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَحُمِلْتُ عَلَى الْبَرِيدِ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَرْكَبِي الْبَرِيدُ فَقَالَ يَا أَبَا سَلَّامٍ مَا أَرَدْتُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ وَلَكِنْ بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ تُحَدِّثُهُ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ أَبُو سَلَّامٍ حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضِي مِنْ عَدَنَ إِلَى عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَكَاوِيبُهُ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُءُوسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ عُمَرُ لَكِنِّي نَكَحْتُ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَفُتِحَ لِيَ السُّدَدُ وَنَكَحْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ وَلَا أَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیمہ: باب ماجاء فی صفۃ اوانی الحوض)

حضرت ابوسلام حبشی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلوایا، چنانچہ میں خچر پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو عرض کیا: اے امیر

المومنین! مجھ پر خچر کی سواری شاق گزری ہے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابوسلام! میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالتا لیکن میں نے اس لئے تکلیف دی کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ثوبان کے واسطے سے نبی ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں، میں چاہتا تھا کہ خود آپ سے سنوں۔ ابوسلام نے بیان کیا کہ: ثوبان نے نبی ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا حوض عدن سے بلقاء کے عمان تک ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، جو اس میں سے پیئے گا اس کے بعد کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا، اس پر سب سے پہلے جانے والے فقراء مہاجرین ہیں جن کے بال گرد آلود اور کپڑے میلے ہیں، وہ ناز ونعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے اور ان کے لئے بند دروازے کھولے نہیں جاتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: لیکن میں نے تو ناز ونعمت میں پرورش پانے والیوں سے نکاح کیا اور میرے لئے بند دروازے کھولے گئے، میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے نکاح کیا، یقیناً جب تک میرا سر گرد آلود نہ ہو جائے میں اسے نہیں دھوؤں گا اور اسی طرح اپنے بدن پر لگے ہوئے کپڑے بھی میلے ہونے سے پہلے نہیں دھوؤں گا۔

فقراء کو نظر انداز کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب النکاح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے برا کھانا اس ولیمے کا

کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے اور جو دعوت کو نہ آیا تو تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

تشریح ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کا مفہوم تو یہی ہے لیکن اس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں آنے والے کو روکا جائے اور انکار کرنے والے کو بلایا جائے۔
(مسلم فی النکاح)

صحابہ کرام اس قدر غریب نواز تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی مسکین کو کھانے میں شریک کیے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے جب ان کے لئے دستر خوان بچھایا جاتا، اس دوران اگر کوئی معزز آدمی آجاتا تو اہل خانہ اسے کھانے پر بلالیتے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسے نہ بلاتے اور جب کسی غریب کو دیکھتے تو اسے اپنے کھانے میں ضرور شریک کرتے اور اپنے گھر والوں سے فرماتے: تم لوگ اُسے کھانے پر بلاتے ہو جسے کھانے کی خواہش نہیں اور اُسے فراموش کر دیتے ہو جسے کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج انتہائی سخی اور خیر خواہانہ تھا، مال بکثرت خیرات کیا کرتے تھے، مدینہ منورہ میں ان کا ایک بہت طویل عریض باغ تھا جس میں ہر طرح کے پھل دار درخت تھے پھلوں کے موسم میں اس کی بہت دیکھ بھال کرتے، جب پھل پک کر تیار ہو جاتا تو اس باغ کے چاروں دروازے غریبوں کے لیے کھول دیتے، شہر اور آس پاس کے غریب لوگ آتے اور پھل توڑ توڑ کر اپنے گھروں میں لے جاتے، ان کا ہر سال یہی معمول تھا۔ (سیرت التابعین)

دنیا کے دھتکارے ہوئے اللہ کے بندے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلة: باب تحریم الکبر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بالوں والے دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

فقراء کی ایک فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ

(جامع ترمذی: ابواب المناقب: باب فی فضل النبی ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جان لو! کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور یہ میں فخریہ نہیں کہہ رہا۔ میں ہی حمد کے جھنڈے کو قیامت کے دن اٹھاؤں گا یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا، اور قیامت کے دن میں ہی سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں گا اور میری سفارش ہی سب سے پہلے قبول کی جائے گی یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا، میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولیں گے۔ پھر میں اس میں مومن فقراء کے ساتھ داخل ہوں گا۔ یہ بھی میں بطور فخر نہیں کہہ رہا اور میں گزشتہ اور آنے والے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہوں۔ یہ بھی میں بطور فخر نہیں کہہ رہا (بلکہ حقیقت یہی ہے)۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غربت و افلاس سے متاثر تنگدست لوگوں سے بہت پیار فرماتے اور اپنی ہمت و بساط کے مطابق ان کی ہر ممکن مدد فرماتے تھے اور صاحب حیثیت لوگوں کو بھی ان

کی مدد کی ترغیب دیتے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے اسی دوران ایک قوم ننگے پاؤں، ننگے بدن، چمڑے کی عبائیں پہنے ہوئے، تلواروں کو لٹکائے ہوئے حاضر ہوئی، ان میں سے اکثر بلکہ سارے ہی قبیلہ مضر سے تھے، ان کے فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس متغیر ہوگیا، آپ گھر تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان اور اقامت کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگوں! اپنے رب سے ڈرو! جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِىْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النسآء:۱) تک

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرما کر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔

اور وہ آیت جو سورۃ حشر کی ہے

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:۱۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل (آخرت) کے لیے کیا بھیجا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے

کی تلاوت فرمائی اور (لوگوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دینار اور درہم اور اپنے کپڑے اور گندم کے صاع سے اور کھجور کے صاع سے صدقہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو۔ پھر انصار میں

سے ایک آدمی تھیلی اتنی بھاری لے کر آیا کہ اس کا ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو رہا تھا، پھر لوگوں نے اس کی پیروی کی یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر کپڑوں اور کھانے کے دیکھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس کندن کی طرح چمکتا ہوا نظر آنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کسی اچھے طریقہ کی ابتداء کی (یعنی کسی نیکی کے کام میں پہل کی) تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ہوگا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی ابتداء کی تو اس کے لئے اس کا اپنا گناہ بھی ہے اور ان لوگوں کا بھی جنھوں نے اس کے بعد اس برائی پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔ (مسلم فی الزکوۃ)

فقراء و مساکین کا اعزاز

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء ان فقراء المهاجرین یدخلون الجنة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھے مسکینوں والی زندگی عطا فرما! اور مجھے موت بھی مسکینی کی حالت میں دینا اور قیامت کے دن میرا حشر بھی مسکینوں کے ساتھ کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیوں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ یہ مساکین اغنیاء (مالداروں) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! کبھی کسی مسکین کو واپس نہ لوٹاؤ اگرچہ آدھی کھجور ہی کیوں

نہ دو، مسکینوں سے محبت کرو اور انہیں اپنے قریب کرو۔ اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کرے گا۔

تشریح : آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا یہ اثر تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن روزے کی حالت میں تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی اسی حالت میں باہر سے ایک غریب نے سوال کیا تو اپنی خادمہ سے فرمایا: وہ روٹی اُٹھا کر اس سائل کو دیدو، خادمہ نے عرض کیا: آپ کا روزہ بھی ہے شام کس چیز سے افطار کریں گی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بس تم دیدو! چنانچہ جب شام ہوئی تو کسی کی طرف سے بکری کا گوشت آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے کہا: لے کھا لے یہ تیری اس روٹی سے بہتر ہے۔

(موطا امام مالک: فی الترغیب الصدقہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کئی دنوں سے فاقہ تھا اپنی معاش کے لئے گھر سے نکلے تو کسی کے باغ میں ساری رات آبپاشی کی مزدوری کی جس پر آپ رضی اللہ عنہ کو بطور اُجرت تھوڑے سے جَو ملے وہ لے کر آپ اپنے گھر آئے اور ان کو پیس لیا پھر اس میں سے ایک تہائی کا حریرہ تیار کیا، ابھی کھانے نہیں پائے تھے کہ کسی غریب نے صدا لگائی، آپ رضی اللہ عنہ نے وہ اُٹھا کر اسے دیدیا۔ پھر بقیہ میں سے ایک تہائی تیار کروایا تو کھانے سے پہلے ہی کسی یتیم نے سوال کر دیا، چنانچہ وہ بھی صدقہ کر دیا، اس کے بعد آخری تہائی جو بچ گیا تھا وہ بھی جب پک کر تیار ہوا تو ایک قیدی کے سوال کی نذر کر دیا۔ اس قدر مشقت کے باوجود آپ پھر بھی دن بھر فاقہ سے رہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف میں قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمادی : وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا : سورۃ الدھر: ۸/۷۶ :: ترجمہ: اور وہ لوگ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت کی وجہ سے مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو۔ (بخاری: فی مناقب علی)

فقر اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ قَالَ وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی فضل الفقر)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوچو کیا کہہ رہے ہو! کہنے لگا اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، اس نے تین مرتبہ یہ بات کہی آپ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے محبت کرتا ہے تو فقر کے لئے تیار ہو جا، کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو اس کی طرف فقر اس سیلاب سے بھی تیز رفتاری سے آتا ہے جو اپنے بہاؤ کی طرف تیزی سے چلتا ہے۔

اصحابِ صفہ کا فقر

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ يَخِرُّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ مِنَ الْخَصَاصَةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ حَتَّى يَقُولَ الْأَعْرَابُ هٰؤُلَاءِ مَجَانِينُ أَوْ مَجَانُونَ فَإِذَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً قَالَ فَضَالَةُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی معیشة اصحاب النبی ﷺ)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھا کرتے تو اصحاب صفہ میں سے بعض حضرات بھوک سے نڈھال ہو کر بے ہوش کر گر جاتے تو دیہاتی لوگ کہتے کہ یہ پاگل ہیں چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو ان سے فرماتے اگر تم جان لو کہ اس فقر و فاقے پر اللہ تعالیٰ تمہیں کس قدر انعام و اکرام سے نوازیں گے تو تم اس سے بھی زیادہ فقر و فاقے کو پسند کرنے لگو۔ فضالہ کہتے ہیں کہ میں اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ (یعنی یہ بات میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست سنی ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَرَيْنِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی معیشۃ اصحاب النبی ﷺ)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی بھوک کی شدت بیان کی اور پیٹ سے کپڑا اُٹھا کر دکھایا کہ ہم نے ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کپڑا اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فقر و فاقہ والی زندگی سے محبت ہونے لگ گئی تھی، وہ اسی پر مطمئن اور خوش رہتے تھے اور معاشی فراخی کو وہ اپنے لئے اُخروی خطرہ محسوس کرتے تھے، ایک دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا آیا تو انھیں اپنا ابتدائے اسلام کا زمانہ یاد آ گیا اور فرمانے لگے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہو گئے انھیں کفن دینے کے لئے ایک چادر کے سوا

کپڑا میسر نہ تھا یا اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے انھیں بھی کفن دینے کیلئے ایک چادر کے علاوہ کوئی کپڑا موجود نہ تھا (اور اپنی اس کشادگی اور وسعت کو دیکھ کر) فرمانے لگے کہ شاید ہماری نیکیوں کا بدلہ (ان نعمتوں کی صورت میں) ہمیں دنیا میں ہی ملنے لگا ہے، یہ کہہ کر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔ (بخاری فی الجنائز)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ ذُو حَظٍّ مِنَ الصَّلَاةِ أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَأَطَاعَهُ فِي السِّرِّ وَكَانَ غَامِضًا فِي النَّاسِ لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَكَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا فَصَبَرَ عَلَى ذٰلِكَ ثُمَّ نَقَرَ بِيَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِيَّتُهُ قَلَّتْ بَوَاكِيهِ قَلَّ تُرَاثُهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دوستوں میں سب سے قابل رشک وہ شخص ہے جو کم مال والا نماز میں زیادہ حصہ رکھنے والا اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرنے والا ہے نیز یہ کہ جو خلوت میں بھی اپنے رب کی اطاعت کرے، لوگوں میں چھپا رہے اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جائیں، اس کا زرق بقدر کفایت ہو اور وہ اسی پر صبر کرتا ہو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے چٹکیاں بجائیں اور فرمایا: اس کی موت جلدی آئے اور اس پر رونے والیاں کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہو۔

فقر پر صبر کی فضیلت

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالُوا يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللهِ مَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللهُ لَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَالُوا فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب الزھد والتقویٰ)

حضرت ابوعبدالرحمن فرماتے ہیں کہ تین آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میں ان کے پاس موجود تھا، وہ آدمی کہنے لگے اے ابومحمد اللہ کی قسم! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے نہ خرچ ہے، نہ سواری، نہ مال ومتاع، حضرت عبداللہ نے ان تینوں آدمیوں سے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تم ہماری طرف لوٹ آؤ (اگر تم ہمارے پاس آؤ گے تو) ہم تمہیں وہ دیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے اور اگر تم چاہو تو تمہارا ذکر بادشاہ سے کریں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مہاجرین فقراء قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے وہ آدمی کہنے لگا ہم لوگ صبر کریں گے اور ہم کچھ نہیں مانگتے۔

یتیموں سے متعلق ارشاداتِ نبوی ﷺ

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔

(ابن ماجہ)

آیات مبارکہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ (البقرۃ: ۲۲۰)

اور لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ (ہر معاملے میں) ان کی بھلائی چاہنا ہی نیکی ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ (النساء: ۲)

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور (اپنے) گھٹیا مال کو (ان کے) اچھے مال سے تبدیل نہ کرو، اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ (النساء: ٦)

اور (یتیموں کا) یہ مال فضول خرچی کر کے اور یہ سوچ کر جلدی جلدی نہ کھا جاؤ کہ وہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں۔ (اور پھر ان کے مال سے اپنا اختیار ختم ہو جائے)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰ (النساء: ۱۰)

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یتیم کی کفالت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْأَيْتَامِ كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ وَصَامَ نَهَارَهُ وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَكُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَخَوَيْنِ كَهَاتَيْنِ أُخْتَانِ وَأَلْصَقَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى

(سنن ابن ماجه: کتاب الاداب: باب فی حق الیتیم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین یتیموں کی کفالت اور پرورش کرے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر قیام کرے دن بھر روزہ رکھے اور صبح و شام تلوار سونت کر اللہ کے راستہ میں جائے (یعنی جہاد کرے) میں اور وہ شخص جنت میں بھائی ہوں گے، ان دو ایک جیسی انگلیوں کی طرح اور (یہ کہہ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ملا دی۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یتیموں کی اپنے بچوں کی طرح پرورش کرتے تھے اور ان کی تمام ضروریات کو محض اللہ کی رضا کیلئے پورا کرتے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں یتیم ہو گئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی پرورش کی۔ (مؤطا امام مالک فی الزکوۃ)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا متعدد یتیموں کی کفالت کرتی تھیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے معلوم کروایا کہ میں اگر ان یتیموں پر اور اپنے شوہر پر کچھ خرچ کروں تو اس کا کیا اجر ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس خرچ کا دوہرا اجر ملے گا ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کرنے کا۔

بخاری شریف میں اس کے بعد والی روایت میں ہے کہ حضرت زینب بنت

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت سے دریافت کیا کہ اگر میں ابو سلمہ یعنی اپنے متوفی شوہر کے (یتیم) بچے جو کہ میرے بھی بچے ہیں ان پر اپنا مال خرچ کروں تو اس پر مجھے اجر ملے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں ان پر جو کچھ تو خرچ کرے گی تجھے اس کا اجر ملے گا۔ (بخاری فی الزکوٰۃ)

اچھے اور بُرے گھر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ (سنن ابن ماجه: باب حق اليتيم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔

تشریح: یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا جو اجر احادیث میں بیان کیا گیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اجر کے حصول کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے کبھی کسی یتیم کے ساتھ نیکی کا موقعہ آتا تو اسے اپنی سعادت سمجھتے۔ ایک مرتبہ ایک یتیم نے ایک شخص پر ایک نخلستان کا دعویٰ کیا، مقدمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پیش کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُصول قضاۃ کے مطابق فیصلہ اس شخص کے حق میں کر دیا، اس پر وہ یتیم بچہ رونے لگ گیا جسے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس پر بہت رحم آیا اور اس شخص سے فرمایا: یہ نخلستان تم اس یتیم کو دیدو اللہ تمہیں اس کے بدلے جنت میں ایک نخلستان دیں گے، لیکن اس شخص نے دینے سے انکار کر دیا۔ وہیں پر حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اُنھوں نے موقعہ غنیمت جانا اور پہلے اس شخص سے پوچھا کہ

کیا تم میرے باغ کے عوض اپنے نخلستان کو بیچتے ہو؟ اس نے کہا ہاں بیچتا ہوں، پھر حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جو نخلستان آپ یتیم کے لئے مانگ رہے تھے وہ اگر میں لیکر دیدوں تو اس کے عوض مجھے جنت میں نخلستان ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں ضرور ملے گا چنانچہ حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ نے وہ نخلستان اپنے باغ کے عوض خرید کر اس یتیم کو ہبہ کردیا۔

(استیعاب: تذکرہ ابودحداح)

یتیم کی ولایت کی نزاکت

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي لَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الامارۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے ضعیف وناتواں خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور نہ یتیم کے مال کا والی بننا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں یتیم کے مال کا والی بننے سے منع کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان کے مال میں احتیاط کو ملحوظ رکھنے کی تاکید ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد شخصی ہے عمومی نہیں ہے۔ لہٰذا جو شخص یتیموں کے مال کا نگران بن کر اسے احتیاط کے ساتھ صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اسے دریغ نہیں کرنا چاہیے اور جو اس کے متعلق اپنے اوپر احتیاطی اُمور کو ملحوظ نہیں رکھ سکتا اسے اس سے بہت زیادہ اجتناب کرنا چاہیے۔

یتیم کے مال میں احتیاط

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ (سنن ابن ماجه: كتاب الاداب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں دو ناتوانوں کا حق (مال) حرام کرتا ہوں ایک یتیم کا اور دوسرے عورت کا۔

اپنے یتیم بچوں کی پرورش کا اجر

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بِالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثاني: باب في فضل من عال يتامى)

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور وہ عورت جو بدہیئت سیاہ رخسار والی ہو، قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا، اس سے مراد وہ عورت ہے جو عزت و منصب اور حسن و جمال والی ہو اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کے یتیم بچوں کی کفالت کے لئے اپنے آپ کو شادی سے روکے رکھے یہاں تک کہ وہ بڑے ہو جائیں یا مر جائیں (اسے بد ہیئت اور سیاہ رخسار والی اس لئے فرمایا کہ وہ اپنے یتیم بچوں کی خدمت کی وجہ سے اپنی زیب و زینت کی بھی پرواہ نہ کرے اور ان میں ہر وقت مصروف رہنے کی وجہ سے اس کا حسن و جمال بھی ماند پڑ جائے)

حکام سے متعلق اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں تمہارے بہترین اور بدترین حکمران نہ بتاؤں؟ اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو گے اور وہ تم سے محبت کریں گے تم ان کے لئے دعا کرو گے اور وہ تمہارے لئے دعا کریں گے۔ اور تمہارے برے حاکم وہ ہوں گے جن سے تمہیں بغض ہوگا اور وہ تم سے بغض رکھیں گے، تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تم پر لعنت بھیجیں گے۔

(جامع ترمذی)

اِرشاداتِ نبوی ﷺ

عادل حاکم اور ظالم حاکم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللهِ وَأَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: ابواب الاحکام: باب ماجاء فی الامام العادل)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کا سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا عادل حکمران ہوگا اور سب سے زیادہ قابل نفرت اور سب سے دور بیٹھنے والا ظالم حکمران ہوگا۔

اچھے اور برے حاکم کی پہچان

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمْ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمْ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الفتن)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین اور بدترین حکمران نہ

بتاؤں؟ اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو گے اور وہ تم سے محبت کریں گے۔ تم ان کے لئے دعا کرو گے اور وہ تمہارے لئے دعا کریں گے۔ اور تمہارے برے حاکم وہ ہوں گے جن سے تمہیں بغض ہوگا اور وہ تم سے بغض رکھیں گے، تم ان پر لعنت بھیجو گے اور وہ تم پر لعنت بھیجیں گے۔

رعایا سے خیانت کرنا

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الامارۃ: باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ کی مرض وفات میں عیادت کے لئے گئے تو حضرت معقل نے کہا میں تجھ سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے، اگر میں جانتا کہ میری زندگی باقی ہے تو میں بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: جس بندہ کو اللہ نے رعیت پر ذمہ دار بنایا ہو، جس دن وہ مرے گا، اگر اپنی رعایا کے ساتھ خیانت کرنے والا ہوا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیں گے۔

تشریح: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو حاکم اپنی رعایا سے خیر خواہی نہ کرے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔ (صحیح بخاری)

رعایا کے لئے اپنے دروازے کھلے رکھنا

قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ لِمُعَاوِيَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُونَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ إِلَّا أَغْلَقَ اللهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُونَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: ابواب الاحکام: باب ماجاء فی امام الرعیۃ)

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر کوئی حاکم اپنی رعایا کے حاجتمندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لئے اپنے دروازے بند کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجات، ضروریات اور فقر کو دور کرنے سے پہلے آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک شخص کو لوگوں کی ضروریات معلوم کرنے کے لئے مقرر کر دیا۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بہت خدشہ رہتا تھا کہ امراء و حکام عیش و عشرت میں مبتلاء نہ ہو جائیں حاکم اور محکوم کے درمیان مساوات قائم رہے، غیر اقوام کی عادتیں ان میں پیدا نہ ہو جائیں اور حکام تک ہر شخص کی رسائی بآسانی ممکن ہو، اسی بنا پر حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر لکھی:

وایاکم والتنعم و وضع اھل الشرك ولبس الحریر

عیش و عشرت سے کنارہ کش رہو اہل شرک کی وضع اور ریشم پہننے سے اجتناب کرو

اور جب کسی کو کسی علاقے کا ذمہ دار بناتے تو اس پر یہ شرائط عائد فرماتے:

- ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔
- چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔
- باریک لباس نہ پہنے گا۔

- دروازے پر دربان نہیں بٹھائے گا۔
- حاجتمند لوگوں کے لئے اپنے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

جو کوئی حاکم ان شرائط کی خلاف ورزی کرتا اُسے فوراً معزول کر دیتے، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک حاکم عیاض بن غنم باریک لباس پہنتا ہے اور دروازے پر دربان بٹھاتا ہے تو ایک شخص کو بھیج کر حالات کی تحقیق کرائی جب وہ بات ثابت ہوگئی تو اس حاکم کو بلوایا اور اس کا وہ نازک لباس اُتروایا اور ایک موٹا لباس پہنایا اور ایک عصا (لاٹھی) اور بکریوں کا ایک ریوڑ اس کے حوالے کیا اور اس سے کہا کہ جاؤ جنگل میں یہ بکریاں چراؤ۔ (کتاب الخراج)

حکومت طلب کرنے کی ممانعت

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الاحکام)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اے عبدالرحمن! حکومت کی طلب نہ کرو! اس لئے کہ اگر تمہیں مانگنے پر ملے تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر بغیر مانگنے کے ملے تو تمہاری مدد کی جائے گی۔

تشریح: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور دو آدمی میرے چچا کے بیٹوں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ان دونوں میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملک عطا کیے ہیں

ان میں سے کسی ملک کے معاملات ہمارے سپرد کر دیں اور دوسرے نے بھی اسی طرح کہا آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس کام پر اس کو مامور نہیں کرتے جو اس کا سوال کرتا ہو یا اس کی حرص کرتا ہو۔ (مسلم: فی الامارۃ)

ظالم حکام کی چاپلوسی کرنا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ أَوْ لَمْ يَغْشَ فَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ الصَّلَاةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ

(جامع ترمذی: المجلد الاول: ابواب السفر: باب ماذکر فی فضل الصلوٰۃ)

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے کعب بن عجرہ! میں تجھے ان امراء سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے، جو شخص ان کے دروازوں پر آکر ان کے جھوٹ کو سچ اور ان کے ظلم میں ان کی اعانت کرے گا، اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور وہ حوض (حوض کوثر) پر نہ آسکے گا اور جو ان کے دروازوں کے قریب آئے یا نہ آئے لیکن نہ تو اس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ہی ظلم پر انکا مددگار ہوا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے وابستہ ہوں ایسا شخص میرے حوض پر آسکے گا۔ اے کعب بن عجرہ! نماز دلیل وحجت ہے اور روزہ مضبوط ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے پانی

آگ کو۔ اے کعب بن عجرہ! کوئی گوشت ایسا نہیں جو حرام مال سے پرورش پاتا ہو اور آگ کا حقدار نہ ہو (یعنی حرام غذا سے پرورش پانے والا وجود ضرور جہنم کی آگ کا مستحق بنے گا)

تشریح: اس حدیث میں برے حاکموں کی برائیوں میں شریک ہونے کی مذمت بیان کی ہے۔ اسی طرح کی ایک روایت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں عنقریب ایسے حاکم آئیں گے جنہیں تم (اچھے اعمال کی وجہ سے) پسند بھی کرو گے اور (بعض کو برے اعمال کی وجہ سے) ناپسند بھی کرو گے۔ پس جو کوئی ان کے برے کاموں کو ناپسند کرے گا وہ بری الذمہ ہے لیکن جو شخص ان سے رضامندی ظاہر کرے گا اور ان کا ساتھ دے گا وہ ہلاک ہو گیا، پھر کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ (ترمذی فی الفتن)

حاکم کی اطاعت کب تک واجب ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِالْمَعْصِیَةِ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب السمع والطاعة للامام)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام (حاکم) کی بات سننا اور حکم ماننا ہر شخص پر فرض ہے جب تک کہ کسی بری بات اور گناہ کرنے کا حکم نہ دیا جائے اور اگر کسی گناہ کے کرنے کا حکم دیا جائے تو اس وقت امام کا نہ حکم سننا ضروری ہے اور نہ ہی فرمانبرداری کرنا واجب ہے۔

امارت ایک امانت ہے

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا

(صحیح مسلم: المجلد الثانی، کتاب الامارۃ، باب کراھیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عامل نہ بنائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے، سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قیصر و کسریٰ کے خزانے آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں تھے لیکن تقویٰ کا یہ حال تھا کہ کسی سے پانی مانگا تو اس نے شہد کا شربت بنا کر پیش کیا تو پیالے کو ہاتھ میں لے کر تین بار فرمایا "اگر اسے پی لوں گا تو اس کی مٹھاس چلی جائے گی اور اس کی تلخی (آخرت کا عذاب) باقی رہے گی" یہ کہہ کر وہ پیالہ کسی دوسرے شخص کو دیا اس نے وہ پی لیا۔ (اسد الغابہ)

مسلمانوں کے اجتماعی مال سے اس قدر فائدہ اُٹھانا بھی گوارا نہ کیا۔ یہ بات اس انسان میں پیدا ہوتی ہے جس پر فکرِ آخرت کا غلبہ ہو اور وہ اپنی خواہشات کا پجاری نہ ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بذات خود بہت دولت مند تھے لیکن جب خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی تو انتہائی سادہ زندگی بسر کرنے لگے، عام لوگوں کی طرح مسجد میں سر کے نیچے اپنی چادر رکھ کر سو جاتے، جب اُٹھتے تو بدن پر کنکریوں کے نشان بنے ہوتے۔ (الریاض النضرہ)

عادل حاکم کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصاف کرنے والے لوگ رحمٰن کے دائیں جانب اور اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔

حکام سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي بَيْتِي هٰذَا اللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر)

حضرت عبدالرحمن بن شماسہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اس گھر میں فرمایا: اے اللہ! میری اس امت میں سے جس کو حاکم بنایا جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملے کا حاکم بنایا جائے اور وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس سے نرمی کر۔

کفر کے امام حکمران

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَعْدِیْ اَئِمَّۃٌ اَئِمَّۃُ الْکُفْرِ وَرُؤُسُ الضَّلَالَۃِ اِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ اَکْفَرُوْکُمْ وَاِنْ عَصَیْتُمُوْھُمْ قَتَلُوْکُمْ

(مجمع الزوائد: ج ۵ :ص ۲۳۸ :والطبرانی)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے گویا کہ وہ کفر کے امام ہیں اور گمراہوں کے سردار ہیں اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنا دیں گے اور اگر ان کی بات نہیں مانو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری سے متعلق سوال ہوگا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ أَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْأَمِیرُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی أَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْھُمْ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ أَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامام العادل وعقوبۃ الجائر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس وہ حاکم جو لوگوں کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی

اولاد کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

رعایا کے اجتماعی مال میں خیانت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ أَغِثْنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ (صحیح مسلم: کتاب الامارۃ، باب غلظ تحریم الغلول)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور مال غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی مذمت بیان کی اور اس کو بڑا معاملہ قرار دیا پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو قیامت

کے دن اس حال میں آتا ہوا نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر اونٹ سوار ہو، جو بڑبڑا رہا ہو اور وہ کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق! میں تجھے (اللہ کا حکم) پہنچا چکا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر سوار گھوڑا اہنہنا تا ہو، وہ کہے: اے اللہ کے رسول میری مدد کریں! میں کہوں گا میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ تحقیق! میں تجھ تک (اللہ کا حکم) پہنچا چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر سوار بکری منمنا رہی ہو وہ کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں گا کہ میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق! میں تجھے پیغامِ حق پہنچا چکا ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر چیخنے والی کوئی جان ہو تو وہ کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں گا میں تیرے معاملہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق! میں پیغام حق پہنچا چکا ہوں۔ میں تم سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر لدے ہوئے کپڑے حرکت کر رہے ہوں تو وہ کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تجھے پیغام حق پہنچا چکا ہوں میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو وہ کہے اے اللہ کے رسول! میری مدد کریں میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تجھے اللہ کے احکام پہنچا چکا ہوں۔

تشریح: اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رعایا کے اجتماعی اموال کے حوالے سے اپنی ذات کے بارے میں بھی بہت محتاط تھے اور اپنے عمال (حکمرانوں) کی طرف سے بہت فکر مند

رہتے تھے اور ان کی پوری پوری نگرانی فرماتے تھے۔ بطور مثال چند مختصر واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کھانے کی کوئی عمدہ چیز بھیجی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تمہاری رعایہ کے تمام لوگ یہی کھاتے ہیں؟ تو بتایا کہ نہیں تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھ کر بھیجا کہ یہ تمہاری یا تمہارے باپ کی کمائی نہیں ہے۔ جو تمام رعایہ کھاتی ہے وہی تم کھاؤ۔ (مسلم، فتح الباری ج ا)

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے ایک داماد آئے اور کہا کہ بیت المال میں سے مجھے کچھ دیدو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جھڑکا اور کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میں (مسلمانوں کے مال میں) خیانت کرنے والا بادشاہ ہوں؟ اور انھیں بیت المال میں سے کچھ نہ دیا۔ البتہ بعد میں اپنے ذاتی مال میں سے ان کی معاونت فرمائی۔ (طبقات ابن سعد)

ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شام کے حکام کی شکایت کی کہ اُمرائے شام پرندے کے گوشت اور میدے کی روٹی کے علاوہ کچھ اور کھانا پسند ہی نہیں کرتے حالانکہ عام لوگوں کو یہ کھانا میسر نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سخت گرفت فرمائی اور حکم نافذ کر دیا کہ ہر ذمہ دار حاکم پر لازم ہے کہ اپنی رعایا میں فی کس دو روٹی اور ساتھ زیتون کا تیل تقسیم کرے اور مال غنیمت میں مساوات کا لحاظ رکھا جائے۔ (یعقوبی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی حاکم متعین فرماتے تو سب سے پہلے اس کے تمام مال واسباب کی فہرست تیار کی جاتی اور اس کے دورانِ حاکمیت اس میں جو اضافہ ہوتا وہ اس سے لیکر عوام میں تقسیم کرا دیا جاتا اور کئی حکام کی اس طرح جمع کی ہوئی دولت عوام میں تقسیم کرائی، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم بنائے گئے تو ان کے پاس بہت سارے غلام، مویشی اور برتن وغیرہ جمع ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ یہاں زراعت اور تجارت دونوں سے پیداوار حاصل ہوتی ہے اس

لئے ہمارے پاس اتنا سامان جمع ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا کوئی عذر قبول نہ کیا اور ان کی ساری چیزیں عوام میں تقسیم کروا دیں۔ (فتوح البلدا)

حکام کو لوگ ہدیہ کے نام پر کچھ دے کر رشوت کا کام لیتے ہیں جیسا کہ ایک شخص ہر سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اونٹ کی ایک ران بھیجتا تھا ایک مرتبہ وہی شخص ایک مقدمے میں فریق بن کر پیش ہوا تو وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! ہمارے مقدمے کا ایسے فیصلہ کریں جس طرح اونٹ کی ران کی بوٹیاں ایک دوسرے سے جدا کی جاتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے اشارے کو فوراً سمجھ گئے اور تمام حکام کو حکم جاری کر دیا کہ وہ کسی سے ہدیہ قبول نہ کریں، کیونکہ ایسے ہدیے رشوت کے زمرے میں آتے ہیں۔ (کنز العمال)

حکام کو اگر تجارت کی اجازت دیدی جائے تو وہ اس کے ذریعے محض اپنے منصب کی بنیاد پر بہت سے ذاتی فوائد حاصل کر سکتے ہیں اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے تمام راستوں کا سد باب کیا اور اپنے عُمال کو تجارت سے منع کر دیا اور قاضی شریح کو جب قاضی بنایا تو انھیں یہ حکم نامہ لکھ کر بھیجا **لا تشتر ولا تبع ولا ترش** نہ کچھ خریدو اور نہ کچھ بیچو اور نہ ہی رشوت لو۔ (کنز العمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس دار و گیر کا یہ اثر تھا کہ دورِ خلافت کے حکام انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان جب مدائن کے حاکم مقرر ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ کا جس چیز کو دل چاہے ہم سے مانگ لینا۔ انھوں نے جواب دیا: مجھے صرف اپنا کھانا اور اپنی سواری کے لئے چارہ چاہئے۔ جب وہاں سے واپس آئے تو اسی حالت میں پلٹے جس حالت میں گئے تھے ذرہ جتنا بھی فرق نہ آیا تو ان کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوشی سے ان سے لپٹ گئے اور فرمایا: تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

(اسد الغابہ)

سرکاری مال میں خیانت کرنا

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ الْكِنْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَأَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی، کتاب القضاء، باب فی هدایا العمال)

حضرت عدی بن عمیرہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے جو شخص ہمارے کسی کام پر عامل مقرر ہو، پھر وہ ہم سے ایک دھاگے یا اس سے کچھ کم بھی چھپائے گا (آمدنی اور محصولات میں سے) تو وہ خیانت ہے اور قیامت کے روز اسی (چیز) کے ساتھ آئے گا (یہ بات سن کر) ایک کالے رنگ کے انصاری صحابی کھڑے ہوئے گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ اپنا عمل مجھ سے واپس لے لیجئے (غالباً حضور ﷺ نے انہیں کسی کام پر عامل بنایا تھا) آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیوں؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فلاں فلاں بات فرمارہے تھے آپ نے فرمایا: اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ جسے ہم کسی کام پر مقرر کریں تو وہ تمام آمدنی خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارے پاس لے آئے اور جو کچھ دے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کر دیا جائے اس سے رُک جائے۔

تشریح: حضور ﷺ کے خلفاء کے پاس سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ بیت المال تھا، عام دنیا کے بادشاہوں کا دستور ہے کہ وہ بیت المال جو کہ عوام کا حق ہے اسے اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر

اپنی ذات پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے عوام کی امانت سمجھ کر اور اللہ کا حکم سمجھ کر اس کی حفاظت کرتے اور اپنے متعینہ حق کے علاوہ اس میں سے ایک ذرہ بھی اپنی ذات پر خرچ کرنا بہت بڑا جرم سمجھتے تھے اور اپنی ضروریات سے جو بچ جاتا اسے بھی بیت المال میں جمع کر دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ بننے کے بعد جب بیت المال سے ان کا وظیفہ متعین ہو گیا تو انھوں نے اعلان فرمادیا کہ آج کے بعد میری تجارت سے جو نفع ہوگا وہ سب بیت المال میں جمع ہوگا۔ (بخاری فی البیوع)

اور اپنے انتقال کے وقت بیت المال سے ملنے والا وظیفہ بھی واپس کر دیا۔ (طبری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وقت کے خلیفہ ہو کر بھی بیت المال سے ایک مزدور کے حق کے برابر وظیفہ وصول کرتے تھے اور اس سے زیادہ لینے کو اپنے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ (اسد الغابہ)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، طبیب نے شہد استعمال کرنے کا کہا تو کہیں سے نہ ملا، بیت المال میں موجود تھا لیکن لینا گوارا نہ کیا، مسجد میں آئے اور ممبر پر چڑھ کر لوگوں سے اجتماعی اجازت چاہی اور فرمایا تمہاری اجازت کے بغیر اس شہد کا استعمال میرے لیے حرام ہے۔ جب سب نے اجازت دیدی تو پھر اپنی ضرورت کی بقدر وصول کیا۔ (نزہۃ الابرار فی الاسامی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ سرکاری ذمہ داران سرکاری اموال سے اس قدر بچنے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ اپنے لئے حق الخدمت لینا زہد وتقویٰ کے خلاف سمجھتے تھے اور اپنے لئے کسی قسم کا بھی سرکاری وظیفہ لینے سے انکار کر دیتے تھے، اگر یہی ترتیب چل پڑتی تو بعد کے لوگوں کے لئے بہت بڑی پریشانی ہوتی اسلیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرز کو چلنے نہیں دیا بلکہ انھیں حق الخدمت لینے پر مجبور کیا، تاکہ وہ اُمور سلطنت کو پوری ذمہ داری سے نبھائیں۔ حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بارگاہ فاروقی میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سلطنت کے

اُمور انجام دیتے ہو جب تمہیں اس کا وظیفہ دیا جاتا ہے تو تم لینے سے انکار کر دیتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، اسلئے کہ میرے پاس گھوڑے ہیں اور میری حالت بھی اچھی ہے اسلئے میں بلا معاوضہ یہ خدمات سرانجام دینا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہ کرو! کیونکہ دورِ نبوت میں میں نے بھی ایسا کیا تھا تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مال کو لے لیا کرو اگرچہ پھر صدقہ کر دیا کرو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جو مال بغیر حرص اور بغیر سوال کے حاصل ہو اُسے لے لیا کرو اور جو نہ ملے اسکے پیچھے نہ پڑو۔ (مسند ابن حنبل)

جو حاکم اپنا حق وصول کرے، رعایا کی حق تلفی کرے

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُونَا حَقَّنَا وَيَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ (جامع ترمذی: الجلد الثانی، کتاب الفتن)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص کو یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ اگر ہم پر ایسے حاکم حکمرانی کرنے لگیں جو ہمیں ہمارا حق نہ دیں اور اپنا حق طلب کریں تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اس لئے کہ ان کے عمل کا بوجھ ان کے ساتھ ہوگا اور تمہارے عمل کا بوجھ تمہارے ساتھ ہوگا۔

تشریح: اسی مضمون کی ایک اور حدیث اس طرح آئی ہے: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد (حکمرانوں کی طرف سے) ناجائز ترجیحات اور ناپسندیدہ امور دیکھو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ ہمیں اس وقت کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ان حاکموں کا حق ادا کرنا

اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ (ترمذی: فی الفتن)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی رعایا کی خبر گیری کرنا تو مشہور ہے، آپ اپنے تمام اُمراء (حکام) پر بھی گہری نظر رکھتے تھے کہ کوئی عہدے کے نشے میں لوگوں پر ظلم نہ کرے۔ ایام حج میں اُن کو مکہ میں جمع ہونے کا حکم دیتے اور عوام کے سامنے ان کے احوال معلوم کرتے، اگر لوگ اپنے کسی حاکم کی شکایت کرتے تو اس حاکم سے خوب باز پرس ہوتی، اگر کسی حاکم کی طرف سے عوام پر زیادتی ثابت ہو جاتی تو اس سے بدلہ بھی دلوایا جاتا۔ اسی طرح کے ایک مجمع میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا: میں نے اپنے عمال (حکمران) تمہاری طرف اس لئے نہیں بھیجے کہ وہ تمہارے منہ پر طمانچے ماریں اور نہ اس لئے بھیجے ہیں کہ وہ تمہارا مال چھین لیں، جس کسی کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے وہ اپنا معاملہ میرے سامنے پیش کرے تاکہ میں اسے بدلہ دلواؤں۔ (ابوداؤد فی الحدود)

حضرت امام طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے: جہنم کی ایک وادی ہے جس میں موٹے موٹے لمبے ستونوں کی طرح سانپ ہیں اور خچروں کی طرح کے بچھو ہیں، یہ موذی جانور ان حاکموں کو کاٹیں گے اور ڈسیں گے جو اپنی رعایا میں انصاف نہیں کرتے تھے۔ (سیرت التابعین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حکمرانوں کے لیے تباہی ہے، ان کے ماتحت افسروں اور کارندوں کے لیے ہلاکت ہے، دنیا میں جن لوگوں کو امین سمجھ کر امانتیں ان کے سپرد کی گئیں، ان کے لیے بھی ہلاکت ہے، یہ (تینوں قسم کے) لوگ قیامت کے دن تمنا کریں گے: کہ کاش! ان کے سر کے بال ثریا ستارے کے ساتھ باندھ دیئے جاتے اور یہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتے رہتے اور یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔ (مسند احمد)

اقرب پروری کی ممانعت

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ بَعَثَنِي

إِلَى الشَّامِ يَا يَزِيدُ إِنَّ لَكَ قَرَابَةً عَسَيْتَ أَنْ تُؤْثِرَهُمْ بِالْإِمَارَةِ وَذٰلِكَ أَكْبَرُ مَا أَخَافُ عَلَيْكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا مُحَابَاةً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ

(مسند احمد: جلد اول: حدیث نمبر 21: مرویات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب شام کی طرف روانہ فرمایا تو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یزید! تمہاری کچھ رشتہ داریاں ہیں، ہوسکتا ہے کہ تم امیر لشکر ہونے کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دو، مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ اسی چیز کا اندیشہ ہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی اجتماعی معاملے کا ذمہ دار بنے اور وہ دوسروں سے مخصوص کر کے کسی منصب پر کسی (اپنے رشتہ دار) شخص کو مقرر کردے، اس پر اللہ کی لعنت ہے، اللہ اس کی کوئی فرض اور کوئی نفلی عبادت قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔

عورت کی حکمرانی پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَلَكَ كِسْرٰى قَالَ مَنِ اسْتَخْلَفُوا قَالُوا ابْنَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الفتن)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جب کسریٰ ہلاک ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس کا خلیفہ کسے بنایا گیا؟ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کی بیٹی کو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جن پر کوئی عورت حکمرانی کرتی ہو۔

ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: کتاب الفتن)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

تشریح: ظالم حکمران کے پاس حق بات لے کر جانا اور حق بات کی طرف اسے متوجہ کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں بھائیوں سے فرمایا تھا: اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ! وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔

اس ذمہ داری کو نبھانے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ خود جا کر حق بات کہی جائے اور دوسری صورت یہ کہ حق بات لکھ کر بھیج دی جائے یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی حکمرانوں کو اپنے دین کی دعوت تحریری شکل میں ارسال فرمائی۔

فیصلوں میں انصاف کرنا

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب دو آدمی تمہارے پاس فیصلہ کرانے کیلئے
آئیں تو دوسرے کی بات سننے سے پہلے
ایک کے حق میں فیصلہ نہ کرنا!

(جامع ترمذی)

آیات مبارکہ

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء: ۵۸)

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۳۵﴾ (النساء: ۱۳۵)

اے ایمان والو! اللہ ہی کے لیے عدل و انصاف پر مضبوطی کے ساتھ گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ چاہے وہ تمہارے اپنے خلاف ہو یا اپنے ماں باپ کے یا رشتہ داروں، عزیزوں کے، وہ امیر ہو یا غریب، اللہ ان دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ تم خواہش کے پیچھے پڑ کر انصاف نہ چھوڑو اور اگر تم نے غلط بیانی یا پہلوتہی کی تو جان لو جو کچھ تم کرو گے اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾ (المائدۃ: ۸)

اے ایمان والو! اللہ کی خاطر حق پر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم بے انصافی کرو۔ انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقوی سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى (الانعام: ۱۵۲)

اور جب کوئی بات کہو تو انصاف سے کام لو، چاہے معاملہ اپنے قریبی رشتہ دار ہی کا ہو،

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فیصلہ کرنے کے آداب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَسَوْفَ تَدْرِي كَيْفَ تَقْضِي قَالَ عَلِيٌّ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا بَعْدُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ما جاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامهما)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب دو آدمی تمہارے پاس فیصلہ کرانے کیلئے آئیں تو دوسرے کی بات سننے سے پہلے ایک کے حق میں فیصلہ نہ کرنا! عنقریب تم فیصلہ کرنے کا طریقہ جان لوگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں ہمیشہ (اسی طرح) فیصلے کرتا رہا۔

غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبِي إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ أَنْ لَا تَحْكُمْ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: لا یقضی القاضی وهو الغضبان)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے عبید اللہ بن ابی بکرہ (جو قاضی تھے) کو لکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں کبھی فیصلہ نہ کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ کوئی حاکم غصہ کی حالت میں فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔

تشریح: کوئی بھی مقدمہ ہو، اپنے متعلق یا کسی دوسرے کے متعلق: اس کا فیصلہ کرنے میں کبھی بھی جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر فیصلہ کرنے والا حالت غصہ میں ہو تو اس فیصلے کو مؤخر کر دینا چاہئے اور اس میں خوب غور و فکر بھی کرنا چاہئے، اگر فیصلے کے تمام پہلو واضح نہ ہو رہے ہوں تو پھر کسی ماہر فن سے مشورہ بھی لینا چاہئے۔ کسی قاضی اور جج کو بھی کسی مقدمہ کے فیصلہ کرنے سے پہلے شہادت کی توثیق کیلئے کسی ماہر فن سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ یعنی جو مقدمہ جس فن سے تعلق رکھتا ہے اس فن کے کسی ماہر سے مشاورت کے بعد حتمی فیصلہ کیا جائے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہی حکم فرمایا **وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ** (آپ ان سے مشورہ کیا کریں) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اکثر ذاتی معاملات میں بھی صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے معاملے میں مختلف صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ اور صلح حدیبیہ کے موقعہ پر احرام کھولنے کیلئے لوگوں سے متعلق اپنی زوجہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ فرمایا۔ (بخاری، طبقات)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس اصول پر بہت اہتمام سے عمل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک حطیہ نامی شاعر نے زبرقان بن بدر کی اشعار میں بے عزتی کی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ دائر کروا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے کا مشورہ اسلام کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کے بعد حطیہ شاعر کو سزا دی۔ (اسد الغابہ، تذکرہ زبرقان)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں دو شخص ایک بچے کے باپ ہونے کے مدعی تھے، اس مقدمے کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قیافہ شناس سے مشورہ فرمایا۔ (موطا امام مالک)

فیصلہ کرنے کا قانون

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَتِهٖ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ماجاء فی ان البینۃ علی المدّعی والیمین علی المدعیٰ علیہ)

عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور مدعیٰ علیہ (جس کے خلاف دعوی کیا گیا ہے) کے ذمہ قسم ہے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کے متعلق جو ضوابط تحریر کر کے بھیجے وہ یہ ہیں۔

- قاضی کو تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔
- دعویٰ کو ثابت کرنے کی ذمہ داری صرف مدعی پر ہے۔
- مدعا علیہ کے پاس اگر ثبوت یا شہادت نہیں ہے تو اس سے قسم لی جائے گی۔
- فریقین ہر حالت میں صلح کر سکتے ہیں لیکن جو معاملہ خلاف قانون ہو اس میں صلح نہیں ہو سکتی۔
- قاضی خود اپنی مرضی سے کسی مقدمے کا فیصلہ کرنے کے بعد اس پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔
- مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ مقرر ہونی چاہیے۔
- اگر مدعا علیہ تاریخ مقرر پر حاضر نہ ہو تو فیصلہ اس کے خلاف کیا جائے گا۔
- ہر مسلمان مقدمے کی شہادت کی ادائیگی کے قابل ہے لیکن جو سزا یافتہ ہو یا اس کی جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو گیا ہو وہ شہادت کی ادائیگی کے قابل نہیں۔
- اخلاقی حیثیت سے قاضی کو غصہ کرنا یا گھبرانا نہیں چاہیے۔ (دار قطنی)

فیصلہ کرنے والوں کی تین اقسام

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ اثْنَانِ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ رَجُلٌ عَلِمَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ جَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ (سنن ابن ماجة: باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (فیصلہ کرنے والے) قاضی تین طرح کے ہیں۔ دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ہے۔ ایک وہ آدمی جس نے حق کو جانا پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا، وہ تو جنتی ہے اور ایک وہ جس نے جہالت کی بنیاد پر لوگوں میں فیصلہ کیا وہ دوزخی ہے اور ایک وہ شخص جس نے فیصلہ کرنے میں ظلم وستم سے کام لیا (یعنی حقدار کا علم ہونے کے باوجود اسے اس کا حق نہ دیا) تو وہ بھی دوزخی ہے۔

جھوٹی قسم اٹھا کر اپنے حق میں فیصلہ کرانا

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي وَفِي يَدِي لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ قَالَ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ لِيَحْلِفَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِكَ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ما جاء في ان البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه)

حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرموت سے اور ایک شخص کندہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے، جبکہ کندی نے عرض کیا: وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے، کسی کا اس پر کوئی حق نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرمی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے قسم لے سکتے ہو۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو فاجر آدمی ہے قسم اٹھالے گا، پھر اس میں پرہیزگاری بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: تم اس سے قسم کے علاوہ کچھ بھی نہیں لے سکتے، پس اس نے قسم کھائی اور واپس جانے کے لئے مڑا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے تیرے مال پر اس لئے قسم کھائی تاکہ اسے ظلماً کھائے تو وہ اللہ سے قیامت کے دن اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس کی طرف توجہ نہیں فرمائے گا۔

فیصلے میں ناحق چیز لینا جہنم کا ٹکڑا لینا ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ما جاء فی التشدید علی من یقضی لہ بشیئی لیس لہ ان یاخذہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے پاس اپنے تنازعات لے کر آتے ہو، تاکہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں اور میں بھی ایک انسان ہوں، ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک

اپنی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز زبان ہو، پس اگر میں کسی کے لئے اس کے بھائی کے حق میں فیصلہ کردوں تو گویا میں اس کے لئے دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی ایک مثال

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الحدود)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش قبیلہ کے لوگ بنو مخزوم کی ایک عورت کے چوری کرنے پر رنجیدہ ہو گئے اور کہنے لگے: کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی سفارش کرسکتا ہے؟ سب نے کہا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا کون جرأت کرسکتا ہے۔ پس حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

صبر اور شکر کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن جب آزمائش والوں کو ان کی مصیبتوں (پر صبر) کا بدلہ دیا جائے گا تو اہل عافیت تمنا کریں گے: کاش! ان کی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں تاکہ انہیں بھی اسی طرح اجر ملتا۔

(جامع ترمذی)

تمہید

صبر اور شکر دو ایسے وصف ہیں جو اپنے اندر بڑی عظمت رکھتے ہیں اور انسان سے ہر وقت ان میں سے ایک وصف مطلوب ہوتا ہے، اگر تنگی یا پریشانی میں ہو تو صبر مطلوب ہوتا ہے اور اگر خوشی میں ہو تو شکر مطلوب ہوتا ہے۔

صبر : صبر کا معنیٰ ہے رک جانا، اِستقامت اختیار کرنا اور قرآن وسنت کی اِصطلاح میں اپنے آپ کو ایسے اِقدام سے روکنا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں صبر کہلاتا ہے۔ پھر علماء نے صبر کے تین شعبے بیان کیے ہیں۔

① اپنے نفس کو حرام اور ناجائز کاموں سے روکنا یعنی کسی حرام اور گناہ کے کام کا تقاضا ہو رہا ہو یا موقع مل رہا ہو تو اپنے اس تقاضے کو دبالینا اور موقع ٹال دینا صبر ہے۔

② اپنے آپ کو عبادات کی ادائیگی پر مجبور کرنا یعنی طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی فرائض وواجبات کی ادائیگی کا اہتمام کرنا۔

③ مصائب وآفات پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید کرتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا۔

اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کمالِ صبر یہ ہے کہ آدمی اپنی تنگدستی، مصیبت اور بیماری کو پوشیدہ رکھے۔

صبر پر اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انعامات کے وعدے کیے ہیں، قرآن پاک میں ستر مرتبہ سے زیادہ صبر کا ذکر آیا ہے۔ صبر اِختیار کرنا اگرچہ مشکل ہے لیکن اس پر ملنے والا اجر بے انتہاء ہے۔

شکر کا مفہوم: شکر کا معنیٰ ہے قدر کرنا یعنی اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرنا، شکر کا ایک معنیٰ علماء نے یہ لکھا ہے:

"اللہ کی نعمتوں کو اس کی مرضی اور پسند کے مطابق خرچ کرنا"

جس طرح قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں صبر پر فضائل بیان کئے گئے ہیں اسی طرح شکر پر بھی بہت سارے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

آیات صبر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴿۱۵۳﴾ (البقرۃ:۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کیا کرو، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ-قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَﭤ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ- وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴿۱۵۷﴾ (البقرۃ:۱۵۵،۱۵۶،)

صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔ جب ان پر کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ایسے ہی لوگوں پر اپنے رب کی عنایات ہیں اور رحمتیں ہیں اور وہی ہیں سیدھے راستے پر۔

وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ﴿۱۴۶﴾ (آلِ عمران:۱۴۶)

اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَ اصْبِرُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَۚ﴿۴۶﴾ (الانفال:۴۶)

اور صبر کرو! بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِؕ-اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ﴿۱۱﴾

(ھود:۱۱)

ہاں جنہوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (النحل:۹۶)

اور جن لوگوں نے صبر کیا، ہم انہیں ان کا اجر ضرور دیں گے، ان بہترین اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے رہے۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾

(الفرقان:۷۵)

یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالا خانے دیے جائیں گے اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص:۵۴)

ان لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے دہرا ثواب دیا جائے گا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ (لقمان:۱۷)

اور تجھ پر جو مصیبت بھی آئے اس پر صبر کیا کر۔ بیشک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ (الزمر:۱۰)

بیشک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ (الدھر:۱۲)

اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔

آیات شکر

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (البقرة:۱۵۲)

میرا شکر ادا کرتے رہو، اور ناشکری نہ کرو۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ (النساء:۱۴۷)

اللہ تعالیٰ کو تمہیں عذاب دینے سے کیا فائدہ اگر تم شکر گزار ہو جاؤ اور ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ تو بہت قدر کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ (النحل:۱۱۴)

جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ (لقمان:۱۴)

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے معاملہ میں ہدایت کی۔ کہ اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھڑانے میں لگے۔ (اس لئے اسے کہا) کہ میرا شکر کر اور اپنے والدین کا بھی، آخر تمہیں میرے ہی پاس آنا ہے۔

اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ (سباء:۱۳)

داؤد کے خاندان والو! (نعمتوں پر) شکر بجالاتے رہو، اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں سے جو شکر گزار ہیں۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صبر اور شکر کی فضیلت

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الزهد: باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مومن آدمی کے کہ اگر اسے کوئی خوشی پہنچی اور اس نے شکر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی خیر (یعنی ثواب) ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی خیر (ثواب) ہے۔

اللہ کی شکر گزاری کی ایک صورت

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ أَتَكَلَّفُ هَذَا وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب اکثار الاعمال والاجتهاد فی العبادۃ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک سوج گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: آپ ایسی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ

کے اگلے اور پچھلے گناہ (اگر بالفرض ہوں) معاف کر دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کون کرتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللهَ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔

تشریح: اللہ تعالیٰ انسان کے محسن حقیقی ہیں، انسان کی زندگی میں ملنے والی ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ کی ہر نعمت پر اس کا شکر گزار ہو، انسان کی کچھ ضروریات اللہ تعالیٰ نے دوسرے انسانوں کے ساتھ وابستہ کر دی ہیں، اس اعتبار سے ایک انسان دوسرے انسان کا بھی مجازاً محسن ہے اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے کا شکر گزار ہو۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے جیسے دوسرے آدمی کا جو کہ اس کا ہم جنس اور ہم مزاج ہے اس کا شکر گزار نہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر گزار کیسے بنے گا۔

ہدیہ دینے والے کا کیسے شکر ادا کیا جائے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی شکر المعروف)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو کوئی عطیہ ملے تو اگر اس کے پاس وسعت ہو تو اس ہدیہ کا بدلہ دے اور اگر وسعت نہ ہو تو اس کی تعریف (شکر) کر دے۔ اگر اس کی تعریف نہ کی اور اس کی بھلائی کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانبین سے نیکی کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ صاحب وسعت احسان کر کے نیکی حاصل کرے اور جس پر احسان کیا گیا وہ اس کا شکر گزار بن کر نیکی حاصل کرے۔ یہی مضمون ایک اور حدیث میں آیا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ایک دن مہاجر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! جن لوگوں (یعنی انصار صحابہ) کے پاس ہم رہتے ہیں ہم نے ان جیسے لوگ نہیں دیکھے کہ ان کے پاس جب فراخی ہوتی ہے تو وہ (ہم پر) خوب خرچ کرتے ہیں اور جب ان کے پاس معاشی تنگی ہو تو پھر بھی ہماری غمخواری کرتے ہیں۔ انھوں نے محنت اور مشقت کا ہمارا حصہ اپنے ذمہ لے لیا ہے اور نفع میں ہمیں شریک کر لیا ہے۔ اس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں اس عمل کا سارا ثواب وہی لے جائیں (اور ہم محروم رہ جائیں)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک تم ان کے حق میں دعا کرتے رہو گے اور ان کی تعریف یعنی ان کا شکریہ کرتے رہو گے تو ایسا نہیں ہو گا۔

(ترمذی: فی ثناء المهاجرین)

شکر ادا کرنے کی بہترین صورت

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الثناء بالمعروف)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ نیکی کا سلوک کیا گیا اور اس نے نیکی کرنے والے سے کہا:

"جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا" کہ اللہ تعالیٰ تجھے اچھا صلہ عطا فرمائے، اس نے پوری تعریف کی۔

تشریح: جب کوئی بھلائی کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنے کی کئی صورتیں ہیں: مثلاً اس پر خوشی اور پسندیدگی کا اظہار کرنا یا شکریہ کے الفاظ بولنا، حدیث مبارکہ میں شکریہ ادا کرنے کے لئے سب سے اچھا جملہ سکھایا گیا ہے کہ بھلائی کرنے والے کے لئے یہ دعائیہ جملہ بولو "جَزَاكَ اللهُ خَيْراً" اس سے اس کا شکریہ بھی ادا ہو جائے گا اور اس کے لئے دعا بھی ہو جائے گی۔

صبر کی فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الرقاق: باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ جب میں کسی مومن بندے کی محبوب چیز اس دنیا سے اُٹھا لیتا ہوں، پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے، تو اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔

پریشانی پر صبر کرنا

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَذَكَرَ مُصِيبَتَهُ فَأَحْدَثَ اسْتِرْجَاعًا وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا كَتَبَ اللهُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهُ يَوْمَ أُصِيبَ

(سنن ابن ماجہ: الجلد الاول: باب الجنائز)

حضرت فاطمہ بنت حسین، حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس پر کوئی پریشانی آئی پھر وہ اس کو یاد کر کے ازسرنو (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) کہے خواہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنا ہی اجر لکھیں گے جتنا پریشانی کے دن لکھا تھا۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب کبھی مجھے پریشانی پیش آتی ہے تو میں تین باتیں سوچ لیتا ہوں جس سے میری وہ پریشانی شکر میں بدل جاتی ہے وہ تین باتیں یہ ہیں: ① جیسی بھی پریشانی ہو، سوچتا ہوں کہ یہ پریشانی پیش آئی ہے اس سے بڑی نہیں آئی ② مسلمان کی ہر تکلیف پر اجر ملتا ہے لہٰذا یہ تکلیف میرے لئے اجر کا باعث ہے ③ یہ تکلیف میرے مال یا میری جان پر آئی ہے، میرے ایمان پر نہیں آئی۔

بیماری پر صبر کا اجر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الانبیاء)

حضرت عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طاعون کی حقیقت دریافت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیتا ہے اور جس جگہ طاعون ہو اور وہاں کوئی اللہ کا مومن بندہ ہو تو وہ

وہیں ٹھہرا رہے (یعنی اس آبادی اور شہر سے نہ نکلے) اور صبر کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب رہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر صرف وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کر کے دین پر چلنا

عَنْ یَحْیَی بْنِ وَثَّابٍ عَنْ شَیْخٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا كَانَ مُخَالِطًا النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلَی أَذَاهُمْ خَیْرٌ مِنَ الْمُسْلِمِ الَّذِی لَا یُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا یَصْبِرُ عَلَی أَذَاهُمْ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیمہ)

یحییٰ بن وثاب ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو دوسرے مسلمانوں سے مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو الگ تھلگ رہتا ہے اور لوگوں کی تکالیف و مصائب پر صبر نہیں کرتا۔

تشریح: اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بہت بڑی غلطی کا اِزالہ فرمایا ہے وہ یہ کہ بعض لوگوں کو دین کے مطابق زندگی گزارنے کا شوق پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے ماحول معاشرے کو جب دیکھتے ہیں تو انھیں بڑی بڑی مشکلات نظر آتی ہیں، اس کے لئے وہ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ان حالات میں دین پر چلنا بہت مشکل ہے لہذا اس ماحول سے علیحدگی اختیار کر کے دین پر چلتے ہیں یا لوگوں سے قطع تعلق ہو کر اپنے دین کی فکر کرتے ہیں تا کہ یکسوئی کے ساتھ دین پر عمل پیرا ہو سکیں، نہ کسی سے تعلق رہے اور نہ کسی کی طرف سے مشکل پیش آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دین پر چلنے کی بجائے لوگوں کے ساتھ

تعلقات برقرار رکھ کر ان کے حقوق ادا کرتے ہوئے اور ان کی طرف سے ملنے والی ایذاؤں پر صبر کرتے ہوئے دین پر چلنے کو افضل فرمایا ہے، کیونکہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے سے اُن کی طرف سے مسائل بھی پیش آئیں گے جب اُن مسائل پر صبر کرے گا تو اس کی وجہ سے اضافی اجر بھی ملے گا اور لوگوں سے لاتعلق ہو کر دین پر چلنے والا اس اضافی اجر سے محروم رہے گا۔

بیٹے کی وفات پر صبر کا اجر

عَنْ أَبِي سِنَانٍ قَالَ دَفَنْتُ ابْنِي سِنَانًا وَأَبُو طَلْحَةَ الْخَوْلَانِيُّ جَالِسٌ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَلَمَّا أَرَدْتُ الْخُرُوجَ أَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ أَلَا أُبَشِّرُكَ يَا أَبَا سِنَانٍ قُلْتُ بَلَى فَقَالَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الجنائز: باب فضل المصیبة اذا احتسب)

حضرت ابوسنان سے روایت ہے کہ میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا تو ابوطلحہ خولانی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جب باہر آنے لگا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: اے ابوسنان کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں انھوں نے فرمایا: ضحاک بن عبدالرحمن بن عرزب، ابوموسی اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟ فرشتے عرض کرتے

ہیں: جی ہاں۔ اللہ فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے دل کے ٹکڑے کو لے آئے؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس نے تیری تعریف کی اور "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام "بیت الحمد" (تعریف کا گھر) رکھو۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک سفر میں تھے کہ دورانِ سفر اپنے بھائی حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کے انتقال کی خبر سنی تو فوراً إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا پھر راستے سے ہٹ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی، نماز سے فارغ ہو کر جب اونٹ پر سوار ہوئے تو یہ آیت مبارکہ پڑھی: "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" (ترجمہ) (حالت مصیبت میں) صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو، نماز عاجزی کرنے والوں کے علاوہ سب پر گراں ہے۔ (اسد الغابہ)

دوسرا واقعہ: ایک صحابیہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کا واقعہ احادیث کی کتب میں مذکور ہے کہ ان کا بیٹا بیمار تھا اور ان کے شوہر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے کام وغیرہ کے سلسلے میں گھر سے باہر گئے ہوئے تھے، پیچھے سے ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، اس پر حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک خاتون ہو کر صبر کی ایسی مثال قائم کی کہ آج کے دور میں اس کی نظیر ملنا مشکل ہے، اس واقعہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ: تم ابوطلحہ کو اس کے بیٹے کے انتقال کی خبر نہ دینا (کہ وہ اچانک پریشان نہ ہو جائیں) بلکہ میں خود ان سے بات کروں گی۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو انھوں نے بچے کی خیریت دریافت کی تو اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ بچہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے، اُم سلیم ان کے سامنے شام کا کھانا لائیں انہوں نے کھانا کھایا اور پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے بناؤ سنگھار کیا یہاں تک کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم سے صحبت کی، جب اُم سلیم نے دیکھا کہ وہ خوب سیر ہو گئے ہیں تو پھر

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں اے ابوطلحہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کچھ لوگ کسی کو کوئی چیز ادھار دے دیں، پھر وہ لوگ اپنی چیز واپس مانگیں تو کیا وہ ان کو واپس کرنے سے روک سکتا ہے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ اللہ نے آپ کو جو بیٹا دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ ناراض ہوئے کہ تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں یہاں تک کہ جب میں آلودہ ہوا پھر تو نے مجھے میرے بیٹے کی خبر دی پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ بعد میں حضرت اُم سلیم کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور منگوائی اور پھر اسے اپنے منہ میں چبایا یہاں تک کہ جب وہ نرم ہوگئی تو وہ اس بچے کے منہ میں ڈالی بچہ اس کو چوسنے لگا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھو انصار کو کھجور کتنی پسند ہے! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (صحیح مسلم فی الجنائز)

فوت شدہ بچے نجات کا ذریعہ ہوں گے

عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّهُ قَدْ مَاتَ لِي ابْنَانِ فَمَا أَنْتَ مُحَدِّثِي عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ تُطَيِّبُ بِهِ أَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ قَالَ نَعَمْ صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ أَوْ قَالَ أَبَوَيْهِ فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ أَوْ قَالَ بِيَدِهِ كَمَا آخُذُ أَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هَذَا فَلَا يَتَنَاهَى أَوْ قَالَ فَلَا يَنْتَهِي حَتَّى يُدْخِلَهُ اللهُ وَأَبَاهُ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضائل من یموت له ولد فیحتسبه)

حضرت ابوحسان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے دو بچے فوت ہوگئے ہیں، تو کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ایسی کوئی حدیث بیان کر سکتے ہیں جس سے ہمارے دلوں کو اپنے فوت شدہ بچوں کی طرف سے طبعی خوشی مل جائے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں، ان میں سے جو بھی اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملے گا تو اس کے کپڑے کو یا اس کے ہاتھ کو پکڑ لیں گے جیسا کہ میں تمہارے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں، وہ اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گا جب تک کہ اللہ اسے اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے گا۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ بچہ بیمار ہے اور میں ڈرتی ہوں کیونکہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق! تو نے تو پھر جہنم سے ایک مضبوط بندش باندھ لی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں اسے آگ صرف قسم کو پورا کرنے کے لئے چھوئے گی۔ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضائل من یموت له ولد فیحسبه)

بیٹے کی جدائی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللهُ بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ قَالَتْ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي

(جامع ترمذی: جلد اول: کتاب الجنائز: باب ماجاء فی ثواب من قدم ولداً)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا

کہ میری امت میں سے جس کے دو بیٹے فوت ہوئے، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں جس کا ایک بیٹا فوت ہوا (اس کا کیا حکم ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اس فضیلت کے حصول کے لئے) ایک بھی کافی ہے، اے نیک عورت!۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کیا: اگر کسی کا کوئی بیٹا نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت کا فرط ہوں، میری امت کے لئے کسی کی جدائی کی تکلیف میری جدائی کی تکلیف سے زیادہ نہیں۔

تشریح: فرط کا معنی ہے ایسا شخص جو قافلے کے پہنچنے سے پہلے جا کر اس قافلے کے لئے انتظامات کرے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں کے بچے فوت ہو کر اپنے ماں باپ کے لئے ذخیرہ آخرت یعنی ان کے سفارشی بنا دیئے جاتے ہیں، اسی طرح قیامت کے دن جن کے بچے نہیں ہیں ان کی شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے۔

دوسری بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمائی وہ اس سے بھی عجیب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اہل ایمان کے لئے میری جدائی جس قدر تکلیف دِہ ہے ایسی کسی اور کی جدائی تکلیف دِہ نہیں حتیٰ کہ اپنی اولاد کی جدائی سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ لہذا اولاد کی جدائی برداشت کرنے والے والدین کے لئے جس طرح یہ خوشخبری ہے کہ وہ اولاد کی جدائی پر صبر کریں تو ان کی وہ اولاد اپنے والدین کی شفاعت کرے گی، اسی طرح میرا جو اُمتی میری جدائی برداشت کرے گا اور اس پر صبر کرے گا تو میں بھی اس کی شفاعت کروں گا۔

اس حدیث سے ایک اشارہ یہ بھی ملتا ہے کہ ہمارے دل میں اپنے تمام قسم کے رشتوں میں سے اپنے محسن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت اور محبت زیادہ ہونی چاہیے تا کہ دل کو یہ تسلی ہو کہ جب زیادہ محبت والے رشتے کی جدائی برداشت کر لی تو چھوٹے چھوٹے رشتوں کی جدائی کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

نیز یہ بات بھی جان لی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اپنی اولاد سے بھی زیادہ ہے، ہم اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس توقع پر پورے نہ اترے تو قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔

بینائی زائل ہونے پر صبر کا اجر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی ذهاب البصر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں جس بندے کی دو محبوب چیزیں (یعنی دونوں آنکھوں کی بینائی) لے لوں اور وہ اس آزمائش پر صبر کرے اور مجھ سے ثواب کی امید رکھے تو میں اس کے لئے جنت سے کم بدلہ پر راضی نہیں ہوں گا۔

تشریح: جسمانی معذوری اور کسی عضو کا مفلوج و ناکارہ ہو جانا یقیناً بہت بڑی تکلیف اور صدمے کی بات ہے لیکن بندے کے لئے سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں، اگر اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اس پر صبر کرلے تو وہی معذوری اس کی نجات کا سبب بن سکتی ہے اور اگر انسان ایک بات کا تصور اپنے اندر پیدا کرلے تو بڑی سے بڑی مصیبت بھی ہلکی محسوس ہوگی وہ بات یہ ہے کہ اپنی مصیبت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوچے کہ مجھ پر یہ مصیبت آئی ہے اس سے بڑی بھی آسکتی تھی لیکن اللہ نے اس سے بچالیا، مثلاً ایک آنکھ کے ضائع ہونے پر دوسری آنکھ کے باقی رہنے پر شکر ادا کرے دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے پر بقیہ اعضاء کی سلامتی پر شکر ادا کرے۔ ایک بچے کی وفات پر دوسرے بچوں کی سلامتی پر شکر ادا کرے۔ اس طرح صبر بھی آسان ہو جائے گا اور شکر کا موقع بھی ملے گا۔

واقعہ: ایک مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں، ان کے صبر کا ایک واقعہ انتہائی سبق آموز بھی ہے اور تسلی کا ذریعہ بھی ہے۔ آپ مدینہ طیبہ میں رہائش پزیر تھے اور شام کے خلیفہ ولید بن عبدالملک نے آپ کو ملک شام مدعو کیا آپ اپنے ایک بیٹے کے ہمراہ شام تشریف لے گئے جہاں آپ کا شاہی استقبال کیا گیا اور کئی دنوں تک آپ سے لوگ دینی استفادہ کرتے رہے، انہی ایام میں آپ کا بیٹا شاہی اصطبل میں گیا تو وہاں ایک گھوڑے نے اسے ایسی ٹانگ ماری کہ بیٹا انتقال کر گیا۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا بے حد صدمہ ہوا لیکن آپ نے اُسے خدائی فیصلہ سمجھ کر اس پر صبر اختیار کیا۔ اس واقعے کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت عروہ کے پاؤں پر ایک انتہائی تکلیف دِہ ناسور نکل آیا، اس کے علاج کے لئے ملک کے نامور حکیم بلائے گئے، ہر ممکن علاج کیا گیا لیکن اِفاقہ نہ ہوا۔ بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کی پاؤں کاٹنا پڑا، اور آپ ایک پاؤں سے معذور ہو گئے۔ یوں آپ کو مسلسل دو صدموں سے دوچار ہونا پڑا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک آپ کی اس تکلیف پر بہت پریشان ہوا۔ اور آپ کی مکمل صحت یابی کے بعد شاہی اعزاز و اکرام کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو لوگ آپ کے استقبال کے لئے جمع ہو گئے اور اِن کے بیٹے کی وفات اور اِن کی معذوری کو دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے۔ آپ نے اس موقعہ پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

> حمد وثنا کے بعد! لوگو! میری حالت پر غمزدہ نہ ہوں۔ اللہ نے مجھے چار بچے دیے جن میں سے ایک واپس لے لیا ہے اور تین باقی ہیں، اس پر اللہ کا شکر ہے۔ اللہ نے مجھے دو ہاتھ اور دو پیر دیے، ایک پیر لے لیا ان میں سے تین باقی ہیں اس پر بھی اللہ کا شکر ہے........ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے قلیل لیا اور کثیر باقی رکھا........ ایک مرتبہ اس نے مصیبت دی اور زندگی میں بار بار عافیت عطا کی اس پر بھی اللہ کا شکر ہے۔ (سیرت التابعین)

دنیاوی مصائب اُخروی بھلائی کا ذریعہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب فی الصبر علی البلاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی سزا میں جلدی کرتا ہے اور دنیا ہی میں اس کا بدلہ دے دیتا ہے اور اگر کسی کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا قیامت تک مؤخر کر دیتا ہے۔

تشریح: اسی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ: زیادہ ثواب بڑی آزمائش کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی قوم کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو راضی ہو جائے، اس کے لئے رضا اور جو ناراض ہو اُس کے لئے ناراضگی مقدر ہو جاتا ہے۔

آزمائش بقدر مقام

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب فی الصبر علی البلاء)

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون سے لوگ زیادہ آزمائش میں مبتلا کئے جاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام۔ پھر ان کے مثل اور پھر ان

کے مثل، پھر انسان اپنے دین کے مطابق آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دین پر سختی سے کاربند ہو تو سخت آزمائش ہوتی ہے اور اگر دین میں نرم ہو تو آزمائش بھی اس کے مطابق ہوتی ہے، پھر وہ آزمائش اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک وہ گناہوں سے پاک نہیں ہو جاتا۔

ہر صاحب ایمان آزمائش میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب فی الصبر علی البلاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر ہمیشہ آزمائش رہتی ہے، کبھی اس کی ذات میں، کبھی اولاد میں اور کبھی مال میں، یہاں تک کہ وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

لوگ مصائب میں مبتلاء ہونے کی تمنا کریں گے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ (ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی ذهاب البصر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب آزمائش والوں کو ان کی مصیبتوں کا بدلہ دیا جائے گا تو اہل عافیت تمنا کریں گے: کاش! ان کی کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں تاکہ انہیں بھی اسی طرح اجر ملتا۔

زیب وزینت سے متعلق اِرشاداتِ نبوی ﷺ
فرمانِ نبوی ﷺ
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم بائیں ہاتھ میں اور سونا دائیں ہاتھ میں پکڑا اور ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا کر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں عورتوں کے لئے حلال ہیں۔
(ابن ماجہ)

آیت مبارکہ

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾ (النساء)

اور (شیطان نے کہا) میں ان لوگوں کو سیدھی راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑ دیں اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ صریح نقصان میں پڑے گا۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

بالوں کی نگہداشت کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهٖ وَتَسْرِيحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ حَتّٰى كَأَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ

(شمائل ترمذی: جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے۔ اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرتِ استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔

فیشنی بالوں کی ممانعت

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا حَلَقَ بَعْضَ رَأْسِهٖ وَتَرَكَ بَعْضًا فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوهُ كُلَّهٗ أَوْ اتْرُكُوهُ كُلَّهٗ

(سنن نسائی: الجلد الثانی: باب الزینۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لڑکے کو دیکھا کہ اُس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ سر منڈا ہوا نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: تمام سر منڈواؤ یا تمام سر پر بال رکھو۔

سفید بال اُکھاڑنے کی ممانعت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ قَالَ عَنْ سُفْيَانَ إِلَّا كَانَتْ لَهٗ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يَحْيٰى إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الترجل)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفید بالوں کو مت اکھاڑو، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو حالت اِسلام میں بوڑھا ہو جائے مگر یہ کہ (اس کے سفید بال) قیامت کے دن اس کے لئے نور بن جائیں گے اور یحیی کی روایت میں ہے کہ اس کے سفید بالوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

بالوں کو خضاب لگانے کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب اللباس والزینة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود ونصاری (کے لوگ بالوں کو) نہیں رنگتے (یعنی خضاب نہیں لگاتے) تو تم ان کی مخالفت کرو (یعنی تم خضاب لگاؤ)۔

بالوں کو رنگین کرنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب اللباس والزینة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ گھاس کی طرح سفید تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سفیدی کو کسی اور چیز کے ساتھ بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچو۔

سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الترجل: باب ماجاء فی خضاب السواد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو کہ سیاہ خضاب لگایا کریں گے مثل کبوتروں کے سینوں کے وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں مذکورہ وعید کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہے جو دوسروں کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے سفید بالوں کو سیاہ خضاب لگاتے ہیں، لیکن اگر کسی شخص کے بڑھاپے کی عمر سے پہلے ہی سفید بال آگئے ہوں جیسے بعض نوجوانوں کے بال سفید ہوجاتے ہیں ان کے لئے سیاہ خضاب لگانے کی گنجائش ہے اسی طرح جو شخص کفار کے مقابلے میں جہاد میں مصروف ہو وہ اگر دشمن پر اپنا رعب ڈالنے کیلئے اپنے بالوں پر سیاہ خضاب لگائے تو اس کیلئے بھی اجازت ہے۔

آنکھوں میں سرمہ لگانا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ بِالْإِثْمِدِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ

(شمائل ترمذی: جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں تین سلائی اثمد سرمہ کی ڈالا کرتے تھے اور ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت تین تین سلائی آنکھ میں ڈالا کرتے تھے۔

بڑی مونچھیں رکھنے پر وعید

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا

(سنن نسائی: الجلد الاول. کتاب الطهارة)

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: جو کوئی مونچھیں نہ کاٹے (یعنی مونچھیں نہ کتروائے بلکہ ہونٹوں سے بڑھائے) وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ایسا شخص مسلمانوں کے راستہ پر نہیں ہے)

داڑھی رکھنے کی تاکید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللِّحَى

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب الوضو)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکین کی مخالفت کیا کرو! مونچھیں کترواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

داڑھی کو اطراف سے سنوارنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک لمبائی اور چوڑائی دونوں جانب سے تراشا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی مٹھی سے پکڑتے اور جتنی زیادہ ہوتی اس کو کاٹ دیتے تھے۔ (بخاری فی اللباس)

پلکنگ اور تھریڈنگ کی مذمت

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب المتفلجات للحسن)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گودنے والی اور گدوانے والی اور چہرے کے بال صاف کرنے والی اور حسن کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی جو اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بدل ڈالتی ہیں ان پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے پھر میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی ہے۔

تشریح: اس حدیث کو سن کر بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام ام یعقوب تھا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس کام پر اس طرح لعنت کی ہے تو انہوں نے کہا میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اور کتاب اللہ میں بھی یہی حکم ہے۔ اس عورت نے کہا کہ میں نے اس (قرآن پاک) کو پڑھ لیا ہے جو دو لوحوں کے درمیان ہے لیکن جو تم کہتے ہو وہ تو میں نے اس میں نہیں پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر تو (سمجھ کر) پڑھتی تو ضرور اس میں

پاتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا کہ رسول جو کچھ تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز آ جاؤ، اس نے کہا ہاں! (پڑھی ہے) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ تمہاری بیوی بھی ایسا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا جا کر دیکھ آؤ، چنانچہ وہ گئی اور دیکھا تو ایسی کوئی بات نظر نہ آئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ ایسا کرتی تو میرے ساتھ نہ رہ سکتی۔ (بخاری)

بالوں کے ساتھ بال جوڑنے والی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب المتفلجات للحسن)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی اور گوندھنا لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی، اس کے سر کے بال سارے اُتر گئے تھے، اس نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا داماد کہتا ہے کہ اپنی بیٹی کے بالوں میں اور بال جوڑ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بال جوڑنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ (بخاری فی النکاح)

ناخنوں اور بالوں کی صفائی کی انتہائی مدت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ وَقَّتَ لَهُمْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً تَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَأَخْذَ الشَّارِبِ وَحَلْقَ الْعَانَ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے ناخن تراشنے، مونچھیں کترنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کی۔

مرد، عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی ہے۔

مرد اور عورت کی خوشبو میں فرق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو زیادہ اور رنگت ہلکی ہو۔ اور عورتوں کے لئے وہ خوشبو ہے جس کی رنگت تیز اور خوشبو کم ہو۔

عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا

عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الترجل: باب فی طیب المرءۃ للخروج)

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب عورت خوشبو لگائے اور پھر وہ کسی قوم پر گذرے تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ ایسی ویسی ہے۔ بہت سخت لفظ کہا۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورت کے لئے زانیہ کا لفظ استعمال فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ لباس

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهُ الْقَمِيصُ

(شمائل ترمذی: جلد اول)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہننے کے لئے سب کپڑوں میں سے کرتہ زیادہ پسند تھا۔

سفید لباس کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ لِيَلْبِسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَ كَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ

فَإِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ (شمائل ترمذی: جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑوں کو اختیار کیا کرو، سفید کپڑا ہی زندگی کی حالت میں پہننا چاہیے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن پہنایا کرو، کیونکہ یہ بہترین لباس میں سے ہے۔

مَردوں کے لئے ریشم اور سونے کی ممانعت

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِيرًا بِشِمَالِهِ وَذَهَبًا بِيَمِينِهِ ثُمَّ رَفَعَ بِهِمَا يَدَيْهِ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ (سنن ابن ماجہ: باب اللباس)

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشم بائیں ہاتھ میں اور سونا دائیں ہاتھ میں پکڑا اور ہاتھ اوپر کی طرف اٹھا کر فرمایا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

تشریح: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت میں سے جو شخص سونا پہنتا ہے اور اسی حال میں مرجاتا ہے، اللہ اس پر جنت کا سونا حرام قرار دے دیتے ہیں اور میری امت میں سے جو شخص ریشم پہنتا ہے اور اسی حال میں مرجاتا ہے اللہ اس پر جنت کا ریشم حرام قرار دے دیتے ہیں۔ (مسند احمد)

مردوں کے لئے انگوٹھی پہننے کا جواز

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ

رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ وَنُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ

(شمائل ترمذی: جلد اول)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے پاس تبلیغی خطوط لکھنے کا قصد فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا حضور! (ﷺ) یہ لوگ مہر کے بغیر خطوط قبول نہیں کرتے ہیں، اس لئے حضور اقدس ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا، اس میں محمد رسول اللہ منقش تھا۔ اور حضور اقدس ﷺ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی نکال کر تشریف لے جاتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی کی ممانعت

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْقَسِّيِّ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں سے منع فرمایا وہ یہ ہیں: سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلہ، چاندی کے برتن، حریر، دیباج، استبرق اور قسی (یعنی ریشمی) کپڑے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھی، آپ ﷺ نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور

فرمایا: کیا تم میں سے کوئی آدمی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ میں دوزخ کا انگارہ رکھ لے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے لوگوں نے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور اسے (بیچ کر) فائدہ اٹھاؤ، تو وہ آدمی کہنے لگا: نہیں اللہ کی قسم! میں اسے کبھی بھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینک دیا ہو۔ (مسلم: فی اللباس)

مرد کی انگوٹھی کیسی ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ فَقَالَ لَهُ مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَىٰ عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ قَالَ اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الخاتم)

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے آیا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں تم سے بتوں کی بو محسوس کرتا ہوں تو اس شخص نے وہ انگوٹھی پھینک دی۔ پھر ایک مرتبہ وہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے اسے بھی پھینک دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ چاندی کی انگوٹھی بنواؤ اور ایک مثقال (4.5 ماشہ) سے کم ہو۔

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے وہ پھینک کر لوہے کی انگوٹھی بنوالی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تو اس سے بھی بری ہے، یہ تو اہل جہنم کا زیور ہے، اس نے وہ پھینک کر چاندی کی انگوٹھی بنوالی، نبی کریم ﷺ نے اس پر سکوت فرمایا۔ (مسند احمد)

پردہ سے متعلق ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لئے موقع تلاش کرتا رہتا ہے۔

(جامع ترمذی)

تمہید

اسلام میں دیگر احکام کی طرح پردہ بھی خاص اہمیت کا حامل ایک حکم ہے، پردے کے حکم میں اہل اسلام کے لئے عزت وشرافت اور شرم وحیا کا درس ہے اور اس میں تمام قسم کی خانگی اور معاشرتی برائیوں کا سد باب ہے،

قرآن پاک کی مختلف آیات میں پردے کے احکام پر بہت زور دیا گیا ہے مثلاً ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى

(سورۃ الاحزاب: ۳۳)

اور (اے عورتو!) قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور گزشتہ زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ○ (سورۃ الاحزاب: ۵۹)

اے نبی (ﷺ)! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔

- عبادات کی طرح پردے کے مسائل کو بھی فقہ کی کتب میں تفصیل سے ان کی حدود وقیود کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کس مقام پر پردے کی کیا حد ہے، عورت مرد کے درمیان اور عورت کو عورت سے، مرد کو مرد سے کتنا پردہ ضروری ہے اور خاص استثنائی صورتیں جن میں کچھ گنجائش پائی جاتی ہے جیسے علاج وغیرہ، ان تمام صورتوں کے تفصیلی مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں۔

پردے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نامحرم عورتوں پر بلا وجہ نظر ڈالنے سے بھی منع فرمایا ہے اور اس کیلئے مردوں کو الگ خطاب فرمایا اور عورتوں کو الگ خطاب فرمایا۔ یعنی دونوں کو پابند کیا ہے کہ وہ اس حکم کی بجا آوری کریں چنانچہ مردوں سے متعلق فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ (سورۃ النور: ۳۰)

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے۔

عورتوں کو پردہ سے متعلق ارشاد فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (سورۃ النور: ۳۱)

اور ایمان والیوں (عورتوں) سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو حصہ کھلا رہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔

جن رشتہ داروں سے عورت کو پردہ ضروری ہے:

وہ تمام رشتہ دار جن سے کبھی نکاح ہو سکتا ہے ان سے پردہ کرنا ضروری ہے، جس میں خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد، جیٹھ، دیور، بہنوئی، نندوئی، خالو، پھوپھا، وغیرہ شامل ہیں۔

احکامِ پردہ کا صحابیات پر اثر

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُؤُسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ

(سنن ابو داؤد: المجلد الثانی: کتاب اللباس)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب قرآن کریم کی سورت احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی (يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۳۳۔الاحزاب:۵۹) کہ وہ عورتیں (ازواج مطہرات، بنات مطہرات رضی اللہ عنہن اور عام مسلمان عورتیں) اپنے گھونگھٹ کو (باہر نکلتے وقت) نیچے لٹکالیں۔ (پردہ کے لئے)۔ تو انصار کی عورتیں (اس آیت کے نزول کے بعد) اس طرح باہر نکلتیں گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں کپڑوں کے۔ (سیاہ کپڑے سروں پر ڈال کر نکلتیں)۔

تشریح: صحابیات رضی اللہ عنہن پردے کے حکم پر اس قدر کاربند تھیں کہ غمی خوشی کا کوئی موقعہ ایسا نہ تھا جس کی وجہ سے پردے کے حکم میں کوئی خلل آتا۔ ایک صحابیہ حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا شہید ہوگیا، وہ نقاب پہن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لوگوں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر آئی ہو؟ (گویا لوگوں نے اس موقع پر پردہ کرنے کو عیب سمجھا) تو اس صحابیہ نے جواب دیا: میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے اپنا شرم وحیا تو نہیں کھویا۔ (کیا عظیم مقام تھا ان ہستیوں کا! فجزاهن الله أجراً عظيما) (ابو داؤد فی الجہاد)

اسی طرح حج جیسے مقدس فریضے کے دوران بھی پردے کا پورا اہتمام تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب لوگ ہمارے سامنے سے گزرتے تھے تو ہم چہروں پر چادر ڈال لیا کرتی تھیں اور جب لوگ گزر جاتے تو ہم پھر چہرہ کھول لیا کرتی تھیں۔ (ابو داؤد فی المناسک)

باریک لباس کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب اللباس)

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما (حضرت عائشہ کی بہن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تو ان کے اوپر باریک کپڑے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے لئے درست نہیں ہے کہ اس کے جسم سے سوائے اس کے اور سوائے اس کے دکھائی دے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف (کہ بالغ عورت صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں تو کھول سکتی ہے اس کے علاوہ پورا جسم چھپانا ضروری ہے)۔

شیطان بے پردہ عورتوں کا پیچھا کرتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ (جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الرضاع)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لئے موقع تلاش کرتا رہتا ہے۔

بے پردہ عورتوں کا انجام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے۔ اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جا سکتی ہے۔

عورتوں سے تنہائی اختیار نہ کرو

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الرضاع)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے شوہر گھروں میں موجود نہ ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

دیور سے پردے کا حکم

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب النکاح)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِشادر فرمایا: (نامحرم) عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے پرہیز کرو، ایک انصاری شخص نے کہا کہ دیور کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیور تو موت ہے (یعنی اس سے زیادہ بچنا چاہئے)۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیور سے بے پردگی کو موت سے تعبیر فرمایا، جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دیور سے پردہ کرنا کتنا اہم اور ضروری ہے اور اس سے بے پردگی کتنا سنگین گناہ ہے، جس طرح موت سے بچا جاتا ہے دیور کے سامنے بے پردہ ہونے سے اسی قدر بچنا ضروری ہے، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عورت کو دوسرے نامحرموں میں رہنے کا موقعہ کم ملتا ہے جس کی وجہ سے وہاں برائی کا امکان بھی کم ہے (لیکن پردہ اُن سے پھر بھی ضروری ہے) اور دیور اُسی گھر میں رہنے والا ہوتا ہے یا بکثرت اس کا آنا جانا ہوتا ہے اس لئے اس سے اختلاط کا امکان زیادہ ہے۔

اور خوب سمجھ لینا چاہئے کہ عورت کیلئے پردے کا حکم شریعت کا حق ہے، شوہر کا حق نہیں ہے، شوہر کے نہ چاہتے ہوئے بھی عورت کو دیور، جیٹھ سے پردہ ضروری ہے۔ اور اگر شوہر اپنی بیوی کو پردے سے منع کرے گا تو وہ اس سے بھی زیادہ گنہگار ہوگا۔

ہیجڑوں سے بھی پردے کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً فَقَالَ إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَرَى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هٰذَا فَحَجَبُوهُ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب اللباس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) آیا کرتا تھا۔ (اس کے آنے پر کوئی اس سے پردہ نہیں کرتا تھا) اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اسے غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ میں شمار کرتی تھیں (یعنی وہ لوگ جن سے شرعاً پردہ ضروری نہیں)۔ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ مخنث بھی بعض ازواج کے پاس موجود تھا اور ایک عورت کی صفات بیان کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ جب وہ سامنے آتی ہے تو چار (سلوٹوں) کے ساتھ آتی ہے (موٹی اتنی کہ چلتے وقت پیٹ میں چار سلوٹیں پڑتی ہیں) اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہیں تو آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا: ارے میرا خیال ہے کہ یہ بھی عورتوں کی باتیں جانتا ہے یہ آئندہ ہرگز تمہارے پاس داخل نہ ہو، اس سے پردہ کرو۔

عورتوں کو پردے کی خاص تنبیہ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب اللباس)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی اور آپ کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ سامنے سے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ (جو نابینا صحابی تھے) تشریف لائے اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان سے تم دونوں پردہ کرو! ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ یہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو تم انہیں نہیں دیکھ سکتی ہو۔

تشریح: اس حدیث کی روشنی میں دو باتیں مدنظر رہنی چاہئیں۔ایک یہ کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں پر بلاضرورت نظر نہ ڈالیں اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ بلاوجہ کسی مرد کے طرف نظر نہ ڈالیں۔

دوسری بات یہ کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی براہ راست مخاطب اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں، جب ان جیسی پاکیزہ اور مقدس عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہے جن پر کسی قسم کی برائی کا شبہ کرنا بھی گناہ ہے تو ان کے مقابلے میں آج کی عورت کس بات پر مطمئن ہو کر بے پردہ نکلتی ہے، بالخصوص ان عورتوں کو خاص تنبیہ ہے جو پردے کی بات کرنے پر کہہ دیتی ہیں کہ کچھ نہیں ہوتا، ہمارے دل صاف ہیں، سب بہن بھائی ہیں، اس قسم کی باتیں شریعت کے مقابلے میں اپنی ناقص رائے اور مزاجِ شریعت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

نبی ﷺ کی ذات سے بھی پردہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ امْرَأَةٌ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الترجل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنا ہاتھ بڑھایا اس کے ہاتھ میں حضور اکرم ﷺ کے نام خط تھا (وہ خط نبی ﷺ کو دینا چاہتی تھی) رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا (اس کے ہاتھ سے خط پکڑنے سے انکار کر دیا) اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ وہ کہنے لگی کہ عورت کا ہاتھ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مہندی کے ساتھ متغیر کر دیتی۔

تشریح: اس حدیث سے بڑھ کر پردے سے متعلق اور کیا حکم ہوگا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی ذات سے بھی پردہ کیا گیا جو عورت کے لئے اس کے حقیقی باپ سے زیادہ قابل احترام ذات ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ پردے کا حکم محض کسی فتنے کے خدشے کی بنا پر نہیں ہے بلکہ دیگر احکام کی طرح یہ بھی اللہ کا ایک حکم ہے، جس طرح دیگر احکام میں نبی ﷺ اور اُمت سبھی مخاطب ہوتے ہیں اسی طرح اس حکم میں بھی سب مخاطب ہیں۔ اس حدیث کے دوسرے جز میں عورتوں کو اپنے ہاتھوں پر مہندی لگا کر رکھنے کی ترغیب ہے۔

کسی کے گھر جھانکنا

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا

فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِينَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَيْهِ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب الاستیذان قبالة البیت)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اجازت ملنے سے پہلے پردہ اُٹھا کر کسی کے گھر میں نظر ڈالی گویا کہ اس نے گھر کی چھپی ہوئی چیز دیکھ لی اور اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لئے حلال نہیں تھا۔ پھر اگر اندر جھانکتے وقت سامنے سے کوئی اس کی آنکھیں پھوڑ دیتا تو میں اس پر کچھ نہ کہتا (یعنی بدلہ نہ دلاتا) اور اگر کوئی شخص کسی ایسے دروازے کے سامنے گزرا جس پر پردہ نہیں تھا اور وہ دروازہ بند بھی نہیں تھا پھر اس کی گھر والوں پر نظر پڑ گئی تو اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں بلکہ گھر والوں کی غلطی ہے۔

تشریح: جامع ترمذی میں اس حدیث سے بعد والی دو حدیثیں اسی موضوع سے متعلق ہیں۔ ① حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ میں تیر لے کر اس کی طرف لپکے وہ پیچھے ہٹ گیا۔ (ترمذی)

② حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حجرہ مبارک کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کنگی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کو کھجا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں یہ کنگھی تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت لینا اسی لئے شروع کیا گیا ہے کہ پردہ تو آنکھ ہی سے ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے دروازہ پر آتے تو دروازہ کی طرف منہ کر کے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دروازہ کے دائیں یا بائیں طرف کھڑے ہوتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور یہ اس لئے کیونکہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں لٹکائے جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

بے اختیار نظر پڑنے کا حکم

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ قَالَ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی. ابواب الاستیذان والادب)

حضرت ابن بریدہ اپنے والد سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! ایک مرتبہ نگاہ پڑنے کے بعد دوبارہ اس پر نگاہ مت ڈالو کیونکہ پہلی نظر اچانک پڑ جانے کی وجہ سے قابل معافی ہے جبکہ دوسری قابل مواخذہ ہے۔

تشریح: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کی نظر پہلی مرتبہ (بلا قصد وارادہ) کسی عورت کے حسن و جمال کی طرف اٹھ جائے اور پھر فوراً وہ اپنی نظر اُدھر سے ہٹالے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائیں گے جس کی وہ لذت محسوس کرے گا۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ)

قصداً کسی نامحرم عورت پر نظر ڈالنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعید بیان فرمائی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو شخص کسی نامحرم عورت کے حسن کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھے گا (اور بغیر توبہ کے مرگیا) تو قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (نصب الرایہ: تکملہ فتح القدیر)

آدمی کی ران ستر میں داخل ہے

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الحمام، باب النہی عن التعری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی ران کو مت کھولو۔ اور نہ ہی تم کسی زندہ یا مردہ کی ران کو دیکھو۔

ستر چھپانے کی تاکید

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الحمام، باب التعری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ ہی کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔

بلا وجہ تنہائی میں بھی ستر کھولنے سے اجتناب کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: برہنہ ہونے سے پرہیز کرو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں جو تم سے قضائے حاجت اور تمہارے اپنی بیویوں سے مباشرت کرنے کے اوقات کے علاوہ جدا نہیں ہوتے۔ لہذا ان سے حیاء کرو اور ان کی عزت کرو۔

مسلمان کی پردہ پوشی کرنا

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا،
قیامت کے دن اللہ اس کے عیب چھپائے گا۔

(صحیح مسلم)

تمہید

پردہ پوشی کا مطلب ہے کہ اگر کسی کا کوئی عیب معلوم ہو تو اسے چھپانے کی کوشش کرنا، خواہ مخواہ کسی کی غلطیوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے اُسے رسوا نہیں کرنا چاہئے، اس پر احادیث میں بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ اور بلاوجہ کسی کے عیب تلاش کرنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہئے، اگر کسی کی کوئی بات سامنے آجائے تو اُس سے چشم پوشی اختیار کرنی چاہئے البتہ اگر کسی خاص موقع پر کسی کا عیب ظاہر کرنے میں کوئی مصلحت پیش نظر ہو تو مضائقہ نہیں، اس کا ایک موقع تو یہ ہے کہ جس کے ساتھ کسی نے ازدواجی رشتہ قائم کرنا ہے اس کے متعلق اگر پوچھا جائے تو بتلانے والا اس کی حقیقت حال سے واقف ہو اور اس میں واقعتاً کوئی ایسا عیب موجود ہو جو ان کی مستقبل کی زندگی میں کسی بڑی پریشانی کا باعث بن سکتا ہو تو اس سے آگاہ کر دینا چاہیے تاکہ وہ مستقبل کی پریشانی سے بچ سکے۔ دوسری صورت عیب ظاہر کرنے کی یہ ہے کہ عدالت میں ظالم کے ظلم کو بیان کرنا، تاکہ مظلوم کو انصاف مل سکے۔ اس کے علاوہ اگر ایک شخص دوسرے کو مالی یا جانی نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس دوسرے آدمی کو پہلے شخص کے ارادے سے آگاہ کر دینا چاہئے تاکہ وہ اس کے شر سے بچ سکے۔ ایک حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مجالس کے علاوہ تمام مجالس امانت ہیں (1) وہ مجلس جس میں کسی کے ناحق قتل کی بات ہو (2) وہ مجلس جس میں زنا کاری کا مشورہ ہو (3) جس میں کسی کا مال لوٹنے کی بات ہو۔ (سنن ابوداود: کتاب الادب)

یعنی جس کے بارے میں ان تین اقسام میں سے کسی قسم کا غلط ارادہ معلوم ہو تو اُسے ازراہِ خیر خواہی بتا دیا جائے تاکہ وہ بچنے کی تدبیر کر سکے۔

تنبیہ: جس طرح دوسروں کے عیوب ظاہر کرنا برا ہے اسی طرح اپنے عیوب اور گناہوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا بھی برا ہے، جب اپنے سے کوئی گناہ ہو جائے تو اس کو بھی لوگوں سے چھپانا چاہئے اور اس پر نادم اور شرمندہ ہو کر فوراً توبہ کی فکر کرنی چاہئے، لوگوں کے سامنے اپنے گناہ ظاہر کرنا تو اس بات کا نتیجہ ہے کہ گناہ کو برا نہیں سمجھا بلکہ خوبی سمجھا ہے اس

بارے اِرشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میری ساری اُمت کو معاف کردیا جائے گا لیکن ان لوگوں کو معاف نہیں کیا جائے گا جو اپنے عیوب خود لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں (اپنے عیوب ظاہر کرنے کی صورت یہ ہے کہ) کوئی شخص رات کو گناہ کرے اور جب صبح ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ پر پردہ ڈالیں اور یہ (گناہ کرنے والا) کہے او فلانے! میں نے گزشتہ رات یہ گناہ کیا ہے، گویا اللہ نے اس پر پردہ ڈالا اور اس نے اللہ کے پردے کو پھاڑ دیا۔

(بخاری: کتاب الادب باب فی ستر المؤمن علی نفسہ)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسلمان کی آبرو کا تحفظ

إِسْمَعِيلُ بْنُ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَأَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب الرجل یذُبُّ عن عرض اخیہ)

حضرت اسماعیل بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطلحہ بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ دونوں سے سنا، کہہ رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی ایسا نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ایسی جگہ رُسوا کرے جہاں اس کی عزت وحرمت لوٹی جارہی ہو اور اس کی آبرو کم

کی جارہی ہو مگر یہ کہ اللہ اسے ایسے موقع پر رسوا فرمائیں گے جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا۔ اور کوئی آدمی ایسا نہیں جو کسی مسلمان کی مدد کرے ایسی جگہ جہاں اس کی عزت کم کی جارہی ہو اور اس کی آبرو لوٹی جارہی ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایسے مقام میں مدد فرمائیں گے جہاں وہ اللہ کی مدد چاہتا ہوگا۔

پردہ پوشی کی تاکید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم: الجلد: باب بشارۃ من ستر اللہ تعالیٰ علیہ فی الدنیا بان یستر علیہ فی الآخرۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا قیامت کے دن اللہ اس کے عیب چھپائے گا۔

پردہ پوشی کی فضیلت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی الستر علی المسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کا کوئی عیب دیکھا پھر اسے چھپایا تو وہ ایسا ہے کہ گویا کہ اس نے کسی زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو بچالیا۔

تشریح: کسی کے عیب کی پردہ پوشی کا عمل اس لئے باعث فضیلت ہے کیونکہ مسلمان کی

رسوائی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں گویا مسلمان کو رسوا کرنا اتنا ہی برا ہے جتنا کسی لڑکی کو زندہ دفن کرنا اور مسلمان کا عیب چھپانا اتنا اچھا ہے جتنا کسی لڑکی کو زندہ دفن ہونے سے بچالینا۔

راز کی حفاظت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی نقل الحدیث)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی کوئی بات تم سے کرے پھر وہ اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ بات اَمانت ہے۔ (یعنی اس کی بات کو امانت کی طرح محفوظ رکھو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو)

تشریح: آج ہم لوگ امانت و دیانت صرف اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص ہمارے پاس کچھ پیسے رکھوائے اور ہم اس کے وہ پیسے سنبھال کر رکھ لیں جب وہ مانگے تو وہ اُٹھا کر اسے واپس کر دیں۔ جبکہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ امانت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے پر اعتماد کرے اور اس اعتماد کی بنیاد پر اس کے پاس کوئی مال رکھے یا کوئی راز کی بات رکھے یا اسے اپنے حالات سے آگاہ کرے اس اطمینان کے ساتھ کہ اس کی طرف سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ پھر اگر وہ شخص اس کی توقع پر پورا اُترے تو یہ دیانت ہے اور اگر اس کی توقع کے خلاف کرے تو یہ خیانت ہے۔

اپنے اور دوسروں کے عیبوں میں فرق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُبْصِرُ اَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ اَخِيهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ فِي عَيْنِهِ

(رواہ ابن حبان: ۱۳/۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا بھی نظر آجاتا ہے اور لیکن اپنی آنکھ میں شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

تشریح: اس حدیث کے ذریعے ہمیں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ ہم دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنے کی بجائے ہمیشہ اپنے عیبوں پر نظر رکھیں۔

میت کے عیب چھپانے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتاً فَکَتَمَ عَلَیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اَرْبَعِیْنَ کَبِیْرَۃً

(طبرانی فی الکبیر: مجمع الزوائد: ۳/۱۱۴)

حضرت ابو رافع روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص کسی میت کو غسل دے اور اس کے ستر کو یا اس میں کوئی دیکھے تو اس کو لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گنا معاف فرماتے ہیں۔

تشریح: موت کسی کی حالت اور اعمال کا لحاظ کئے بغیر اچانک آجاتی ہے اور کبھی آدمی کو اپنی غلطی اور عیب کا ازالہ کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا، وہ جس حال میں بھی گیا ہے اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اس کی کسی قابل اعتراض حالت کا لوگوں میں چرچا کرنے کی بجائے اسے لوگوں سے چھپانا چاہئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میت کے عیب کو چھپانے والے کی اللہ تعالیٰ چالیس مرتبہ مغفرت فرماتے ہیں۔ (حاکم)

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کیا کرو، ان کی برائیاں بیان نہ کیا کرو۔ (ابوداؤد)

راستوں سے متعلق اِرشاداتِ نبوی ﷺ

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

راستہ کے درمیان پڑاؤ مت ڈالا کرو (بلکہ راستہ سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالنا چاہئے)۔ اور نہ ہی راستہ میں قضاء حاجت کیا کرو۔

(ابن ماجہ)

تمہید

دین اسلام نے دیگر معاملات کی طرح راستوں سے متعلق بھی ہماری رہنمائی کی ہے، اسلام نے راستوں سے متعلق حقوق اور قوانین اُس دور میں بیان کیے تھے جس دور میں ٹریفک کے اتنے مسائل نہیں ہوتے تھے جتنے اب ہیں، اسی سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب اسلام ہر دور کے تمام مسائل میں کس طرح ہماری پوری رہنمائی کرتا ہے۔
اِس دور میں ٹریفک کے بڑھتے ہوئے مسائل کے حل کیلئے ضروری ہے کہ ہم سب راستوں سے متعلق اسلامی تعلیمات کو مدنظر رکھیں اور جس ملک میں ٹریفک کے جو قوانین ہیں ان کا احترام کریں، کیونکہ ٹریفک سے متعلقہ اُمور کسی کا انفرادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اجتماعی مسئلہ ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی کی انفرادی غلطی کی وجہ سے ٹریفک بند ہو جائے اور بے ترتیب گاڑیاں پھنس جائیں تو اس میں سب لوگ پریشانی کا شکار ہوتے ہیں، اس میں کئی قسم کے لوگ متاثر ہوتے ہیں، بروقت کسی کام پر جانے والے، ائرپورٹ سے فضائی سفر کرنے والے، اور کئی مختلف بیماریوں کے مریض، بعض دفعہ تو اس بدنظمی کو ختم کرنے میں کئی کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں، اسی طرح ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کبھی کسی بڑے حادثے کا باعث بن جاتی ہے اور کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ٹریفک کے نظم کو بہتر بنانے کیلئے سڑکوں اور چوراہوں پر سگنل لگائے جاتے ہیں، ان کا لحاظ کرنا بھی ہمارا اخلاقی اور قومی فریضہ ہے، اس میں اگر کچھ دیر انتظار کرنا پڑے تو برداشت کر لینا چاہیے، جس وقت جس طرف کا سگنل کھلا ہو اُس وقت اسی طرف کے لوگوں کو گزرنے کا حق ہے کسی اور طرف سے اگر کوئی گزرے گا تو وہ دوسروں کا حق ضائع کرنے والا سمجھا جائے گا اور گنہگار بھی ہوگا، اور اگر اس کی غلطی سے ٹریفک بند ہوگئی تو سب لوگوں کو تکلیف پہنچانے کا گناہ بھی اس بدنظمی کرنے والے کو ہوگا۔ راستے چاہے بڑے روڈ کے ہوں یا گلی محلے کے، یا کھیتوں میں جانے والے راستے، ہر جگہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہمارے کسی عمل سے دوسروں کے لئے تنگی پیدا نہ ہو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

راستے میں پڑاؤ نہ ڈالو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ

(سنن ابن ماجه: باب النهي عن النزول على الطريق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستہ کے درمیان پڑاؤ مت ڈالا کرو (بلکہ راستہ سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالنا چاہیے)۔ اور نہ ہی راستہ میں قضاء حاجت کیا کرو۔

راستے کے حقوق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

(صحيح مسلم: الجلد الثاني: باب النهي عن الجلوس في الطرقات واعطاء الطريق حقه)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لئے تو بیٹھنے کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں، ہم وہاں بات چیت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تو پھر راستے کا حق ادا کرو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: راستے کا حق کیا

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نظریں نیچی رکھنا اور کسی کو تکلیف دینے سے باز رہنا اور سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا۔

تشریح: حضور ﷺ نے راستے کے پانچ حقوق بیان فرمائے ہیں:

① نظروں کی حفاظت کرنا۔

② دوسروں کو تکلیف سے بچانا۔

③ سلام کا جواب دینا۔

④ نیکی کا حکم کرنا۔

⑤ برائی سے روکنا۔

ان کا حاصل یہ ہے کہ کسی کو راستے میں تکلیف نہ دی جائے مثلاً چلنے میں اور گزرنے میں دوسروں کو تکلیف سے بچانا، راستے کے حقوق میں یہ بات بھی شامل ہے کہ بازاروں میں دوکاندار اپنی دوکانوں کے سامنے سامان اس انداز سے نہ رکھیں کہ اس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تنگی ہو، یا گاڑی کو ایسی جگہ کھڑا نہیں کرنا چاہئے جو عام لوگوں کی گذرگاہ ہو۔ آج کل شادی بیاہ کے موقعہ پر اور بعض جلسوں اور جلوسوں کے لئے راستے بند کردیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک رُک جاتی ہے اور سینکڑوں لوگ تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس قسم کی باتوں کا ہر مسلمان کو خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

راستے میں ایک طرف چلنا

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ

بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الأداب)

حضرت ابواسید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تھے اور راستہ میں مردوں اور عورتوں سے فرمایا: پرے ہٹو! راستہ کے درمیان میں چلنا تمہارا حق نہیں تمہارے لئے راستوں کے کناروں پر چلنا ضروری ہے چنانچہ عورت پھر دیوار سے لگ کر چلتی تھی اس کا کپڑا دیوار کے کھردرے پن کی وجہ سے دیوار میں اٹک جاتا تھا۔

راستے سے تکلیف دِہ چیز ہٹانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی چل رہا تھا کہ راستے میں اسے ایک خاردار شاخ ملی تو اس آدمی نے راستے میں سے اس شاخ کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے (اس کی اس نیکی کی) قدر کی اور اس کی مغفرت فرمادی۔

تشریح: ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کا سب سے بڑا درجہ شہادتین کی گواہی دینا ہے اور سب سے کم درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔

نفع بخش آسان عمل

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ اعْزِلُ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق)

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعے مجھے نفع حاصل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستے میں سے مسلمانوں کو تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دیا کرو۔

لعنت والے تین کام

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالظِّلِّ

(سنن ابوداؤد: الجلد الاول: باب المواضع التی نہی عن البول فیہا)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین لعنت والے کاموں سے بچو! پانی کے تالابوں میں پیشاب کرنے سے، راستے کے بیچ میں پیشاب کرنے سے، سایہ کی جگہ پر پیشاب کرنے سے (جہاں انسانوں یا جانوروں کے بیٹھنے کی جگہ ہو)۔

اچھی عادات کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(وفد عبدالقیس سے مخاطب ہو کر فرمایا)

تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں ایک بردباری (تحمل، قوت برداشت) اور دوسری متانت وسنجیدگی (یعنی ہر کام اطمینان سے کرنا)۔

(ابوداؤد)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چھینک اور جمائی کے آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعُطَاسُ مِنَ اللهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى فِيهِ وَإِذَا قَالَ آهْ آهْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْ جَوْفِهٖ وَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ آهْ آهْ إِذَا تَثَائَبَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ فِي جَوْفِهٖ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التثاؤب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھینک اللہ کی طرف سے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، اس لئے کہ جب جمائی لینے والا آہ، آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے منہ کے اندر ہنستا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ لہذا جب کوئی جمائی لیتے وقت آہ، آہ کہتا ہے تو شیطان اس کے منہ کے اندر سے ہنستا ہے۔

چھینکنے کا مسنون طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ أَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی خفض الصوت و تخمیر الوجه عند العطاس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب

چھینک آتی تو آپ ﷺ چہرہ مبارک کو ہاتھوں سے یا کسی کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز پست کرتے۔

چھینک کے جواب کا طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الادب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی **یَرْحَمُکَ اللّٰہُ** کہے اور جب اس نے **یَرْحَمُکَ اللّٰہُ** کہا (تو چھینکنے والا) **یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ** (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے دل کی اصلاح کرے) کہے۔

سونے کا مسنون طریقہ

عَنْ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب کیف یتوجہ الرجل عند النوم)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعض گھر والوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا بستر اس طرح بچھایا جاتا تھا جس طرح انسان قبر میں رکھا جاتا ہے آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف مسجد نبوی ہوتی۔

پیٹ کے بل نہ سونا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی کراھیة الاضطجاع علی البطن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں کرتا۔

سونے سے پہلے کے آداب

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْ قَالَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرْ اسْمَ اللهِ وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرْ اسْمَ اللهِ وَأَوْكِ سِقَائَكَ وَاذْكُرْ اسْمَ اللهِ وَخَمِّرْ إِنَائَكَ وَاذْكُرْ اسْمَ اللهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا (صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق: باب صفة ابلیس وجنوده)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات کو تاریکی چھانے لگے تو اپنے بچوں کو (گھروں) سے باہر نہ جانے دو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ گل کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کا برتن بند کرو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو عرضاً کوئی چیز (کوئی لکڑی وغیرہ) اس پر رکھ دو۔

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین برتن ڈھانپ کر رکھ دیا کرتی تھی۔ ایک برتن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے پانی والا، ایک برتن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک کے لئے اور ایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کے پانی والا برتن۔ (ابن ماجہ فی الطہارۃ)

ہر اچھا کام دائیں جانب سے کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ (صحیح بخاری: الجلد الاول: باب الوضو)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے اور طہارت کرنے (غرض) تمام اچھے کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا۔

تشریح: ہر اچھے کام کی ابتداء دائیں جانب سے کرنا سنت ہے، اس حدیث میں بطور مثال تین کاموں کا ذکر ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ ہر اچھے کام میں دائیں طرف سے ابتدا کرنے کی تھی۔ مثلاً کوئی چیز تقسیم کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا اور لباس پہننے میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا، سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹنا، دائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا، میت کو قبر میں دائیں پہلو پر لٹانا، راستے کے دائیں جانب چلنا، مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا۔

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا (صحیح مسلم: کتاب الاشربہ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) پینے سے سختی سے ڈانٹا ہے۔

تشریح: صحیح مسلم میں اسی مذکورہ حدیث سے آگے والی دو حدیثیں یہ ہیں:

① حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) پینے سے منع فرمایا ہے۔

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) نہ پیے اور جو آدمی بھول کر پی لے تو وہ اسے قے کر ڈالے۔

کھڑے ہو کر کھانے کی ممانعت

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ فَقَالَ ذَاكَ أَشَرُّ أَوْ أَخْبَثُ

(صحیح مسلم: کتاب الاشربہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کے بارے میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تو اور بھی زیادہ برا اور بدتر ہے۔

آب زم زم کھڑے ہو کر پینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ (صحیح مسلم: کتاب الاشربہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

کھانے کے تین آداب

عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا

(صحیح مسلم: کتاب الاشربہ)

حضرت ابن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور اپنے ہاتھ مبارک صاف کرنے سے پہلے چاٹ لیتے تھے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں کھانے سے متعلق تین سنتوں کا ذکر ہے۔

- کھانے میں تین انگلیاں استعمال کرنا۔
- کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا۔
- آخر میں ہاتھوں کو دھونا یا کسی چیز سے صاف کرنا۔

کم کھانے کی ترغیب

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی کراھیۃ کثرۃ الاکل)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: انسان نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا۔ چنانچہ ابن آدم کے لئے کمر سیدھی کرنے کے لئے چند لقمے کافی ہیں اگر اس سے زیادہ کھانا چاہے تو پیٹ کے تین حصے کرلے ایک کھانے کے لئے دوسرا پانی کے لئے اور تیسرا سانس لینے کے لئے۔

تشریح: ایک مرتبہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ڈکار لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اکثرھم شبعا فی الدنیا اکثرھم جوعا یوم القیمۃ

جو لوگ دنیا میں جس قدر پیٹ بھریں گے آخرت میں اسی قدر بھوکے رہیں گے

اس کے بعد انھوں نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اگر دن کو کھالیتے تو رات کو نہ کھاتے اور اگر رات کو کھالیتے تو دن کو نہ کھاتے۔ (اسد الغابہ)

برتن کے اندر سانس لینے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ (صحیح مسلم: کتاب الاشربہ)

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (پانی وغیرہ) پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے پیاس بھی زیادہ بجھتی ہے اور پانی زیادہ ہضم ہوتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی پینے میں تین مرتبہ سانس لیتا ہوں۔ (مسلم فی الاشربہ)

قناعت کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ: باب فی الکفاف والقناعۃ)

حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اسلام قبول کیا اور اسے حسبِ ضرورت رزق عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عطا کردہ مال پر قناعت عطا کر دی تو وہ شخص کامیاب ہو گیا۔

پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

(صحیح بخاری: جلد سوم: کتاب اللباس: باب قص الشارب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف بالوں کا مونڈنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھوں کا کتروانا۔

سفید لباس پہننے کی ترغیب

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: ابواب الجنائز: باب ما جاء ما یستحب من الاکفان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہترین ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو''۔

تین چیزوں سے انکار نہ کرو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ الدُّهْنُ يَعْنِي بِهِ الطِّيبَ

(جامع ترمذی: جلد دوم: ابواب الاستیذان والادب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں سے انکار نہیں کرنا چاہئے تکیہ، خوشبو اور دودھ۔

رات کو آگ بجھا کر سونا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَانَا فَأَمَرَنَا أَنْ نُطْفِئَ سِرَاجَنَا (سنن ابن ماجہ: کتاب الادب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بہت سے امور کا حکم فرمایا اور بہت سے امور سے منع فرمایا چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (سوتے وقت) چراغ بجھا دینے کا حکم بھی فرمایا۔

تشریح: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک گھر جل گیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ اس لئے سوتے وقت اسے بجھا دیا کرو۔ (بخاری)

تحمل اور سنجیدگی اللہ کو پسند ہے

أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بْنِ زَارِعٍ عَنْ جَدِّهَا زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ قَالَ وَانْتَظَرَ الْمُنْذِرُ الْأَشَجُّ حَتَّى أَتَى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَمِ اللهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا قَالَ بَلِ اللهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ وَرَسُولُهُ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی قبلة الجسد)

اُم ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں اور وہ وفد عبدالقیس میں شامل تھے وہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ آئے تو ہم لوگ اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور منذر الاشج انتظار کرتے رہے اور اپنی گٹھری کے پاس آئے اور کپڑے پہن لئے پھر رسول اللہ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (منذر) سے فرمایا: بیشک تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں بردباری (تحمل، قوت برداشت) اور متانت وسنجیدگی (یعنی ہر کام اطمینان سے کرنا)۔ منذر نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو عادتیں میں نے خود اختیار کی ہیں یا اللہ نے میری فطرت میں رکھی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ نے تمہاری فطرت میں رکھی ہیں۔ منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میری فطرت میں یہ دونوں عادتیں رکھ دی ہیں جنہیں اللہ اور اللہ کا رسول پسند کرتے ہیں۔

خندہ پیشانی سے پیش آنا

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی (خوش روی) سے ہی ملے۔

تشریح: اس قسم کی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپس میں پیار اور محبت سے رہنے کی ترغیب دی ہے اور مسلمان کی طرف خندہ پیشانی کے ساتھ متوجہ ہونے کو بھی نیکی فرمایا ہے اسی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب اس قدر معمولی عمل کو نیکی قرار دیا ہے تو مسلمان کے ساتھ جتنی بڑی بھلائی کی جائے گی اللہ کے ہاں وہ اتنی بڑی نیکی سمجھی جائے گی۔

اَخلاقِ رذیلہ
سے
اِجتناب

حصہ دوم

برے اَخلاق
اور
اُن سے بچنے کا حکم

فضائل کی تکمیل

کیلئے رذائل سے اجتناب ضروری ہے

اخلاق حمیدہ کی اس وقت تک تکمیل نہیں ہوسکتی جب تک اخلاق رذیلہ سے اجتناب نہ کیا جائے ، گویا کہ انسانی زندگی میں حسن پیدا کرنے کیلئے دونوں باتیں لازم وملزوم ہیں، ایک کا اہتمام اور دوسرے سے اجتناب ضروری ہے جیسے انسانی صحت کے اچھا ہونے کیلئے صرف بہترین خوراک ہی کافی نہیں بلکہ مضر صحت اشیاء سے پرہیز بھی لازمی ہے۔

متفرق رذائل

اسلامی تعلیمات دوسروں کے حق میں زیادہ حساس ہیں، اِسلام اپنے ماننے والوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی دوسروں کو آرام پہنچانا پڑے تو دریغ نہ کرو اور ہر وہ بات جس سے دوسروں کو تکلیف ہو یا کسی کی بلا وجہ تحقیر و تنقیص ہو اس سے اجتناب کرو، نیز اس بات پر بھی بہت زور دیا گیا ہے کہ جو حالت اور جو بات خود اپنے لئے پسند کرو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو اس کے لئے اسلام نے اُن باطنی عیوب سے بھی منع کیا ہے جو اپنے لئے نقصان کا باعث ہیں جیسے حسد، کینہ، تکبر، عداوت، اور اُن عیوب سے بھی منع کیا ہے جو دوسروں کے لئے تکلیف کا سبب بنتے ہیں جیسے جھوٹ، غیبت، تمسخر، ظلم، دھوکہ دہی، گالی گلوچ وغیرہ۔

حسد کا نقصان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: بابٌ فی الحسد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے یا فرمایا: خشک گھاس کو کھا جاتی ہے۔

تشریح: حسد کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا کی ہو تو اس کی نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا، مذکورہ حدیث میں اسی کی مذمت بیان کی گئی ہے (اگر کسی کی نعمت کو دیکھ کر دل میں اس کے زوال کی خواہش نہ ہو بلکہ صرف یہ خواہش ہو کہ ایسی نعمت مجھے بھی مل جائے تو یہ مذموم نہیں)

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کی بیماری تمہاری طرف لوٹ رہی ہے یعنی حسد اور بغض اور یہ بیماری دین کو مونڈ دینے والی ہے (ترمذی)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ کائنات میں سب سے پہلے جس گناہ کا صدور ہوا وہ حسد ہی تھا جب ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو یہ حضرت آدم علیہ السلام کے اعزاز واکرام پر حسد کا نتیجہ تھا، نیز حضرت زکریا علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حاسد میری نعمت کا دشمن ہے، میرے فیصلے پر ناراض ہے اور میری تقسیم سے ناخوش ہے۔ (احیاء العلوم)

حسد کا نقصان یہ ہے کہ اس سے اپنے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور جو خواہش ہوتی ہے وہ بھی پوری نہیں ہوتی۔

حسد کا ثمرہ ہمیشہ محرومی اور ذلت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام سے اور قابیل ہابیل سے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام

سے اور مدینہ کے یہود حضور ﷺ سے حسد کرکے ذلیل بھی ہوئے اور محروم بھی ہوئے۔

واقعہ: ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی شخص آئے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے اشتیاق سے آنے والے کا انتظار کرنے لگے، کچھ ہی لمحوں میں ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جن کے بائیں ہاتھ میں جوتا تھا اور ان کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، تین دن تک حضور ﷺ یہی بات فرماتے رہے اور تینوں دن یہی صحابی نمودار ہوتے رہے، آخرکار حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان جنتی صحابی سے اجازت چاہی کہ میں تین دن آپ کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں، مقصد یہ تھا کہ معلوم کروں کہ یہ کونسا ایسا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس بشارت کے مستحق ٹھہرے، چنانچہ تین راتیں ان کے ساتھ گزاریں دیکھا کہ عشاء پڑھ کر سو جاتے ہیں اور صبح نماز فجر کے لئے اُٹھتے ہیں، کوئی لمبی رکعات والے نوافل بھی نہیں پڑھتے البتہ سوئے سوئے جب کبھی آنکھ کھلتی تو اللہ کا ذکر کرنے لگتے، اس کے سوا کوئی خاص عمل دیکھنے میں نہیں آیا، آخری دن جاتے ہوئے جب ان سے اس ملنے والی بشارت کی وجہ پوچھی تو اُن انصاری صحابی نے فرمایا: میری عبادت تو بس یہی ہے جو تم نے دیکھی البتہ میری عادت یہ ہے کہ میں کسی بھی مسلمان کے متعلق اپنے دل میں کھوٹ نہیں رکھتا اور جو نعمت اللہ تعالیٰ نے کسی کو دی ہو اس پر حسد نہیں کرتا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس یہی سبب ہے آپ کے جنتی ہونے کا۔ (مجمع الزوائد)

احسان جتلانے کا گناہ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ

فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بال عطیة وتنفیق السلعة بالحلف)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک وصاف کرے گا (یعنی معاف نہیں کرے گا) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ فرمایا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے یہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔

بدگمانی سے بچو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب ماینہی عن التحاسد والتدابر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے

اور نہ کسی کے عیوب کو تلاش کرو اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

تشریح: یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی بیان فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط

(سورۃ الحجرات)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بدگمانی کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بہت سی بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں، جاسوسی نہ کرو، اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

آیت اور حدیث میں مذکور جن امراضِ روحانیہ سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ ہمارے ایمان اور معاشرت دونوں کیلئے بہت بڑا خطرہ ہیں، اِن کی وجہ سے ایمان کا نور ختم ہوجاتا ہے اور معاشرتی طور پر یہ روحانی بیماریاں باہمی عداوت کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے ان سے اجتناب کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

جنت اور جہنم والے لوگ

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الکبر)

حضرت حارثہ بن وہب، خزاعی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو جنت والے (لوگوں کے

بارے) نہ بتلادوں؟ وہ ضعیف اور مسکین ہے جو کسی بات پر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اللہ اس کو ضرور پورا کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والے نہ بتلادوں؟ وہ تمام سرکش اور اپنے کو بڑا سمجھنے والے لوگ ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں اہل جنت اور اہل جہنم کی جو علامات بیان کی گئی ہیں ان سے دراصل ان کے اعمال کی حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اپنے ضعف اور مسکنت، تواضع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ جنت کے وارث بنا دیے جاتے ہیں، جبکہ دوسرے کچھ لوگ اپنی سرکشی اور خود پسندی کی وجہ سے اللہ کی نظروں سے گر جاتے ہیں بالآخر یہی گناہ ان کے جہنم میں جانے کا ذریعہ بن جاتا ہے

آپس کے کینے کا وبال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا (صحیح مسلم: الجلد سوم: باب النھی الشحناء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اس آدمی کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں اور ان

دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔

تشریح: ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب قدر میں اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں لیکن دل میں کینہ رکھنے والا اس رات کی برکات سے محروم رہتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کینے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے متعلق اپنے دل میں نفرت اور غصہ پیدا ہوجائے اور آدمی اپنا غصہ نکالنے اور اِنتقام لینے سے عاجز آجائے اور غصہ کو پینا اس کی مجبوری بن جائے۔ یعنی جب کسی پر شدید غصہ آیا لیکن اسے نکالنے کی کوئی صورت نہ ہو خواہ دوسرے شخص کے اپنے سے زیادہ طاقتور ہونے کی وجہ سے یا سامنے موجود نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے، اس وقت آدمی کی جو کیفیت اور سوچ ہوتی ہے کہ کاش! مجھے کوئی موقعہ ملے اور میں اس پر اپنی گرمی (غصہ) نکالوں، اس کو کینہ کہتے ہیں۔

بعض علماء نے کینے کی چند علامات لکھی ہیں جن سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ دوسروں سے متعلق اپنے دل میں کینہ تو نہیں ہے مثلاً جس پر غصہ ہو:

1. اسے حقیر سمجھنا
2. اسے مصیبت میں دیکھ کر خوش ہونا۔
3. اس پر احسان کرنا طبیعت پر گراں ہو۔
4. اسے سلام کرنا بھی طبیعت پر گراں ہو۔
5. اس کے عیوب کی جستجو رہے۔
6. اس کی خوشی کو اچھا نہ سمجھنا۔

جب حیا نہ رہے تو جو چاہے کر

أَبُو مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب اذا لم تستحی فاصنع ما شئت)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی پہلی گفتگو جو لوگوں کے پاس پہنچی وہ یہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو پھر جو چاہے کر۔

تشریح: حیا انسان کی اس باطنی صفت کا نام ہے جس کی بنیاد پر انسان ہر نامناسب اور ناپسندیدہ کام سے اپنے کو بچائے اور اس کے اِرتکاب سے طبیعت پر اِنقباض اور شرمندگی کی کیفیت طاری ہو، یہ صفت انسان کے بہت سارے گناہوں اور برائیوں سے بچنے کا ذریعہ بنتی ہے پھر یہ صفت جس انسان میں جتنی کامل ہوگی وہ برائیوں سے اُتنا دور ہوگا اور جس میں یہ صفت جتنی کمزور ہوگی وہ اُتنا برائیوں میں مبتلا ہوگا۔ حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جب کسی میں حیا نہ رہے تو پھر اس کو کوئی برائی کرنے میں کسی قسم کا حجاب اور شرم نہیں رہتی۔

صفت حیا سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اِرشادات ہیں، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیا کو ایمان کا جز قرار دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ" (جامع ترمذی) کہ حیا ایمان میں سے ہے۔

دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا:

"اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ" (شعب الایمان)

کہ حیا اور ایمان دونوں ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک اُٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔

رشوت کی مذمت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ماجاء فی الرَّاشِیَ وَالْمُرْتَشِیَ فِی الْحُکْمِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

تشریح: رشوت سے مراد یہ ہے کہ جس کام کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو اس کا معاوضہ لینا، مثلاً جو کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہے اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو، اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسران، کلرک اور سرکاری ملازمین اپنے فرائض ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں، وہ اگر صاحب معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہے۔ (معارف القرآن)

رشوت کا مفہوم اس حدیث مبارکہ سے مزید واضح ہو رہا ہے: حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم جس شخص کو کسی کام پر مقرر کریں اور اسے تنخواہ بھی دیں، اور پھر اس کے علاوہ جو مال وہ حاصل کرے گا وہ خیانت ہے۔ (اسنادہ حسن، رواہ ابوداود۔ مشکوہ)

کسی بھی ملک وقوم میں قانون کے تحفظ کیلئے اور صاحب حق تک اس کا حق پہنچانے کیلئے رشوت کا سدِ باب انتہائی ضروری ہے۔اور صاحب اختیار لوگوں کو اس لعنت سے بچنے کیلئے دیانت وامانت کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔
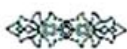
اچھا اور بُرا شخص

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ

قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ۔

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جآء فی طول العمر للمومن)

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ پھر سوال کیا کون سا شخص برا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کی عمر لمبی اور عمل برا ہو۔

تشریح: حدیث کا مطلب حدیث کے الفاظ سے ہی معلوم ہو رہا ہے کہ جس انسان کی زندگی کے اعمال اچھے ہوں اس کی عمر جتنی لمبی ہوگی اس میں اچھائی کا اُتنا ہی غلبہ ہوگا اور اس پر اجر بھی زیادہ ملے گا۔اور جس انسان کی زندگی میں برائی غالب ہوگی اس کی عمر جتنی بڑھتی جائے گی اس کی برائیاں بھی اسی قدر بڑھیں گی اس لئے اس کا نقصان اور عذاب بھی زیادہ ہوگا، لہذا یوں کہا جاسکتا ہے کہ نیکی کے ساتھ لمبی عمر خیر ہے اور گناہوں کے ساتھ لمبی عمر نقصان دِہ ہے۔ لہذا جب کسی کو لمبی عمر کی دعا دینی ہو تو پوری دعا یوں دی جائے: اللہ تجھے صحت اور نیکی کے ساتھ لمبی عمر دے۔

کسی کو اس کے گناہ کی وجہ سے عار نہ دلاؤ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَیَّرَ أَخَاہُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَہُ قَالَ أَحْمَدُ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْہُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیمہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو گناہ پر عار دلائی تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ خود اس گناہ کا ارتکاب نہ کرلے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گناہ ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو۔

تشریح: یعنی کسی کے گناہ پر اسے عار نہیں دلانی چاہئے، بالخصوص جب وہ اس گناہ سے توبہ بھی کر چکا ہو، کیونکہ عار دلانا بھی گناہ ہے اور اسی میں ایک گناہ یہ ہے کہ دوسرے کو حقیر اور اپنے کو اعلیٰ سمجھ لیا جاتا ہے، کس قدر سخت وعید ہے کہ دوسرے کو عار دلانے کے نتیجے میں انسان خود اسی گناہ میں مبتلاء ہو سکتا ہے۔

کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہوں

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیٰمہ)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا (یعنی اسے اس مصیبت سے نجات دیدیگا) اور تمہیں اس میں مبتلا کردے گا۔

تشریح: کسی کو مصیبت میں دیکھ کر اس پر خوش ہونے کو شماتت کہا جاتا ہے اور یہ اس قدر برا عمل ہے کہ کوئی بھی دردِ دل رکھنے والا اسے پسند نہیں کرتا، کسی مسلمان کو تو یہ بات بالکل زیب نہیں دیتی کیونکہ ہمیں ہمارے مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ کسی کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھو اور دوسروں کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنے کا حکم فرمایا جیسا برتاؤ دوسروں کی طرف سے اپنے لئے پسند ہو۔ لہذا کسی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خود کو اس مصیبت زدہ کی جگہ تصور کر کے سوچنا چاہئے کہ مجھے اپنی مصیبت پر لوگوں کا ہنسنا کیسا لگتا؟ اس بارے سب سے بڑی تنبیہ اسی حدیث میں موجود ہے کہ اگر تم نے ایسی غلط حرکت کی تو اللہ تعالیٰ اسے تو اس مصیبت سے نجات دیدیں گے اور تمہیں اس میں مبتلاء کردیں گے، کتنی بڑی خطرے کی بات ہے! یقیناً ہر قسم کے حالات کی چابی اللہ کے قبضے میں ہے وہ

جدھر چاہیں اسے موڑ دیں اس لئے ہر ایک کو ڈرنا چاہئے۔

لوگوں کو راضی رکھنے کیلئے اللہ کو ناراض کرنا

عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ الْوَرْدِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنْ اكْتُبِي إِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي عَلَيَّ فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی حفظ اللسان)

حضرت عبدالوہاب بن ورد مدینہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے ایک خط لکھے جس میں نصیحتیں ہوں لیکن زیادہ نہ ہوں، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا (سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کو لوگوں کے غصے میں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کی تکلیف دور کر دے گا اور جو شخص لوگوں کی رضامندی کو اللہ کے غصے میں تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے سپرد کر دے گا وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔

تشریح: یعنی اللہ کو راضی رکھنے میں لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے اور لوگوں کو راضی رکھنے میں اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی ناراض کر دیتے ہیں جن کو اللہ کو

ناراض کر کے خوش کیا تھا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے لوگوں کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی خوش کر دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ناراض کیا تھا یہاں تک کہ ان ناراض ہونے والے لوگوں کی نظر میں اس شخص کو اچھا فرما دیتے ہیں۔ اور اس شخص کے قول و فعل کو ان لوگوں کی نظروں میں مزین فرما دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد)

سود کی حرمت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آکِلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب الربا)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے، سود لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں (سب) پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

تشریح: گناہ تو سارے ہی برے اور قابل مذمت ہیں لیکن سود کی مذمت کو بیان کرنے کے لئے قرآن پاک میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں یا اس کی مذمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادات منقول ہیں وہ کسی دوسرے گناہ کے لئے استعمال نہیں ہوئے، سود سے متعلق اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو اور اُخروی وعیدات کو سن کر کوئی بھی ایمان والا اس کے قریب نہیں جا سکتا بلکہ اس کی مذمت والے الفاظ سن کر اس کا تصور کرنا بھی محال ہے، قرآن پاک میں اِرشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (البقرۃ:)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (روزِ قیامت) نہیں کھڑے ہوں گے مگر

ایسے جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو جن نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو۔

دوسری جگہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُوا فَأۡذَنُوا بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ

(البقرة:)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو حصہ بھی رہ گیا ہے اگر تمہارے اندر ایمان ہے تو اسے چھوڑ دو، اگر تم سود کو نہیں چھوڑو گے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ سن لو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سود سے متعلق بہت سخت وعیدات بیان فرمائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک درھم جو آدمی کھائے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ سود ہے تو وہ اللہ کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ برا ہے۔ (مشکوٰۃ: صفحہ ۲۴۶، مسند احمد)

ایک اور حدیث میں اِرشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ سود کے تہتر سے زیادہ مفاسد ہیں ان میں سے سب سے ادنیٰ فساد ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

(مستدرک حاکم علی شرط البخاری ومسلم)

ارشادات تو اور بھی بہت ہیں لیکن کسی سمجھدار انسان کے اس گناہ سے بچنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

ان احکام کی روشنی میں ہر مسلمان کو چاہئے کہ اگر پہلے سے کوئی سودی معاملہ کر رکھا ہو تو فوراً اس کو چھوڑ کر اس سے سچی توبہ کرے اور آئندہ کوئی بھی تجارتی، لین دین کا معاملہ کرنا ہو تو پہلے علماء دین کی راہنمائی سے اس معاملے کا شرعی حکم معلوم کرلیا جائے تاکہ اس کے وبال سے بچ سکیں۔

اللہ کی نظر میں سب سے برا آدمی

قَالَ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ وَدَعَہُ أَوْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب مداراۃ من تیقی فحشہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے برا آدمی وہ ہوگا کہ جس کی بد اخلاقی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں سب سے برا انسان

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ الْخَثْعَمِیَّۃُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَیَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِیَ الْکَبِیرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدَی وَنَسِیَ الْجَبَّارَ الْأَعْلَی بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَہَا وَلَہَا وَنَسِیَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَی بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَی وَنَسِیَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَہَی بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ یَخْتِلُ الدُّنْیَا بِالدِّینِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ یَخْتِلُ الدِّینَ بِالشُّبُہَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ یَقُودُہُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ ہَوًی یُضِلُّہُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ یُذِلُّہُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیامۃ)

اُسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کتنا برا ہے وہ بندہ جس نے اپنے آپ کو اچھا سمجھا اور تکبر کیا اور بلند وبالا ذات (اللہ تعالیٰ) کو بھول گیا، وہ بندہ بھی بہت برا ہے جو لہو ولعب میں مشغول ہو کر قبروں اور قبر میں گل سڑ جانے والی ہڈیوں کو بھول گیا، اور وہ بندہ بھی برا ہے جس نے سرکشی ونافرمانی کی اور اپنی ابتدائے خلقت اور انتہاء کو بھول گیا، اسی طرح وہ بندہ بھی برا ہے جس نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنایا، وہ بندہ بھی برا

ہے جس نے حرص کو رہنما بنالیا، اور وہ شخص بھی برا ہے جسے اس کی خواہشات گمراہ کردیتی ہیں، اور وہ بندہ جسے اس کی حرص ذلیل کردیتی ہے۔

نگاہِ نبوت میں اچھے، بُرے کا امتیاز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَى أُنَاسٍ جُلُوسٍ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ قَالَ فَسَكَتُوا فَقَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابوب الفتن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ چند بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا میں تمہیں اچھوں اور بروں کے متعلق بتاؤں؟ وہ لوگ خاموش رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی سوال تین مرتبہ دہرایا تو ایک شخص نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں برے بھلے کی خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی امید رکھیں اور اس کے شر سے بے خوف ہوں جبکہ بدترین شخص وہ ہے جس سے نیکی کی کوئی امید نہ ہو بلکہ اس کے شر سے بھی لوگ محفوظ نہ ہوں۔

کسی کی جگہ پر نہ بیٹھو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِمْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجآء فی کراھیۃ ان یقام الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں نہ بیٹھے۔

دو افراد کے بیچ میں گھس کر بیٹھنے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجآء فی کراھیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنھما)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے (یعنی جائز نہیں) کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے۔

مسلمان کو دھوکہ دینے کی مذمت

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُونٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابو اب البر و الصلة: باب ماجاء فی الخیانة والغش)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کو تکلیف دیتا ہے یا دھوکہ دیتا ہے وہ ملعون ہے۔

مال اور مرتبے کا حرص

كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهٖ (جامع ترمذی:الجلد الثانی:ابواب الزھد)

کعب انصاری اپنے والد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال اور مرتبے کا حرص انسان کے دین کو خراب کرتا ہے۔

بخل کی مذمت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ (صحیح مسلم:الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو! کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کرلیا۔

تشریح: بخل کا لفظ عموماً حقوق مالیہ میں کوتاہی کرنے پر بولا جاتا ہے وہ کوتاہی خواہ حقوق اللہ میں ہو جیسے زکوٰۃ، عشر، قربانی یا صدقہ فطر ادا نہ کرنا اور حج فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا۔ یا وہ کوتاہی حقوق العباد میں ہو جیسے اپنے اہل وعیال کی حوائج و ضروریات کو پورا نہ کرنا وغیرہ۔

بخل درحقیقت حرص ہی کا نتیجہ ہوتا ہے، حریص اور بخیل آدمی کے لئے اپنا مال خرچ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، ضرورت چاہے جتنی بھی سخت ہو وہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ ہماری

ضروریات اِدھر اُدھر سے پوری ہوجائیں ہمارا مال محفوظ ہی رہے، اس طرح اپنے پاس وسائل ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ وہ دوسروں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ کسی طرح دوسروں کے مال پر بھی قابض ہوجائیں اس کے لئے وہ حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر دوسروں پر ظلم وزیادتی کرنے اور خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ بخل کئی برائیوں کا مجموعہ ہے اور اس کا انجام ہلاکت ہے اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔

چہرے پر مارنے کی ممانعت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب النہی عن ضرب الوجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور ابن حاتم کی روایت میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اسے چاہیے کہ وہ چہرے پر مارنے سے بچے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر تخلیق کیا۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے پر مارنے کی ممانعت فرمائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چہرہ انسان کے اعضاء میں سے سب سے معزز و مکرم حصہ ہے اس کی تعظیم کے پیش نظر یہ ممانعت فرمائی ہے، دوسری وجہ حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر تخلیق فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صورت انسان جیسی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل اپنی پسند کے مطابق بنائی ہے اور تمام مخلوقات میں

سے سب سے اچھی صورت بنائی ہے اس لئے اس کی نسبت اپنی طرف کر دی۔

غیر اللہ کی قسم کی ممانعت

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الادب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سواریوں میں پایا اور وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر فرمایا کہ سن لو! اللہ تعالیٰ تمہیں باپ کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے، جس شخص کو قسم کھانی ہو تو اللہ کی قسم کھائے ورنہ چپ رہے۔

ایک کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا و قَالَ سُفْيَانُ فِي حَدِيثِهِ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ
(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء لا یتناجی اثنان دون الثالث)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں سفیان

نے اپنی روایت میں کہا کہ تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے وہ (تیسرا آدمی) غمگین ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے مؤمن کو تکلیف ہوتی ہے اور مؤمن کو تکلیف دینا اللہ کو پسند نہیں۔

تشریح: اس قسم کی تعلیمات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام ہمارے جذبات و اِحساسات کا کس قدر حامی ہے کہ کسی کی معمولی سی دل آزاری بھی گوارا نہیں کرتا۔ یہ حکم بظاہر تین افراد سے متعلق ہے، اگر چار یا زیادہ افراد ہوں ان میں سے اگر دو فرد علیحدہ ہو کر سرگوشی کریں تو منع نہیں لیکن ان کو بھی چاہیے کہ سرگوشی اس انداز سے نہ کریں جس سے دوسروں کو خواہ مخواہ تشویش ہو۔

چھپ کر کسی کی باتیں سننا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (جامع ترمزی: الجلد الاول: کتاب اللباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کی باتیں چھپ کر سنے اور وہ لوگ اسے پسند نہ کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس شخص کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

اچھے اور برے لوگ

زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْذُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الرقاق: باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیہا)

زہدم بن مضرب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین کو فرماتے ہوئے سنا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد آئیں گے، پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد آئیں گے، عمران نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ کے بعد فرمایا: کہ پھر ان کے بعد وہ لوگ ہوں گے، کہ وہ گواہی دیں گے حالانکہ اُنھیں گواہی دینے کے لئے نہیں کہا جائے گا اور وہ امانت میں خیانت کریں گے اور نذر مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا،

قوموں پر فخر کرنا چھوڑ دو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتِنَ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی التفاخر بالاحساب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے تم سے جاہلیت کے نخوت کو اور اس زمانہ کی آباء اجداد پر فخر

کرنے کی عادت کو دور کر دیا۔ (انسان دو طرح کے ہیں) یا تو ڈرنے والے مومن بندے۔ یا فاسق و فاجر بدبخت بندے۔ تم سب آدم علیہ السلام کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، لوگ اپنی قوموں پر فخر کرنا ضرور چھوڑ دیں! کیونکہ وہ جہنم کے کوئلوں میں سے ایک کوئلہ ہے ورنہ اللہ کے نزدیک گوبر کے اس کیڑے سے زیادہ ذلیل ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے بدبو اور گندگی کو دھکیلتا ہے۔

عصبیت کی مذمت

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی العصبیة)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت پر لڑائی کی وہ ہم میں سے نہیں جس کی موت عصبیت پر ہوئی وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصبیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عصبیت یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرو (یعنی تمہیں معلوم بھی ہو کہ میری قوم حق پر نہیں ہے پھر بھی محض رشتہ داری کی بنا پر ان کا مددگار بننا اور مظلوم کے خلاف چلنا)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنویں میں گر پڑا اب وہ اپنی دم سے کھینچ کر نکالا جائے۔ (ابوداؤد)

نسب بدلنے کی مذمت

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الانبیاء)

حضرت واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حقیقتاً سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور شخص کی طرف منسوب کرے یا اپنی آنکھ کی طرف کسی ایسی بات کے دیکھنے کو منسوب کرے جس کو اس نے دیکھا نہیں (یعنی جھوٹ بولے) یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ایسی بات منسوب کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمائی۔

تشریح: بعض لوگ کسی کا بچہ یا بچی لے کر اپنا بیٹا، بیٹی بنا لیتے ہیں اور اس کی ولدیت اپنے نام سے لکھواتے ہیں یہ بالکل غلط ہے اور صریح جھوٹ ہے مذکورہ حدیث میں اسی کو بڑا بہتان کہا گیا ہے اور قرآن پاک میں بھی اس کی ممانعت آئی ہے، ارشاد باری ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب)

تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ یہی طریقہ اللہ کے نزدیک پورے انصاف کا ہے۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جس کا نام سالم تھا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تو لوگ اسے سالم بن ابوحذیفہ کہتے تھے لیکن جب قرآن کا حکم اس کے خلاف نازل ہوا تو لوگ اسے مولیٰ ابوحذیفہ (ابوحذیفہ کا آزاد کردہ) کہنے لگے۔

(مسند ابی داؤد)

مسئلہ: اگر کسی کا بچہ لے کر پالنا ہو تو یہ جائز ہے لیکن اُس کی ولدیت اپنی طرف منسوب کر کے ظاہر کرنا یا لکھوانا جائز نہیں ہے بلکہ اُس کی اصل ولدیت ہی ظاہر کرنا ضروری ہے، کیونکہ پردہ، نکاح اور میراث کے احکام اصل نسب کے ساتھ وابستہ ہیں، ان احکام پر صحیح عمل تب ہو سکتا ہے جب صحیح نسب معلوم ہو۔ نسب کو تبدیل کر لینے کے باوجود یہ احکام تبدیل نہیں ہوتے بلکہ اصل نسب کے اعتبار سے جو جس کا محرم ہے وہ محرم ہی رہے گا اور جو نامحرم ہے وہ نامحرم ہی رہے گا۔ اور جب نسب غلط ظاہر کیا جائیگا تو مذکورہ احکام کا لحاظ ختم ہو جائے گا، اس لئے شریعت نے نسب کو محفوظ رکھنے پر زور دیا ہے۔

کسی کے دل میں دوسروں کی نفرت پیدا کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِءٍ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فیمن خبّب مملوکاً علی مولاہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی بیوی کو یا غلام کو اس کے شوہر یا آقا کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

خود پسندی کا وبال

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ صَفْوَانَ حِينَ رَأَوْهُ فَقَالَ اجْلِسَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجل)

حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان رضی اللہ عنہما انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے تصویروں (بت) کی طرح کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تشریح: یہ وعید اس صورت میں ہے جب آنے والا شخص خود یہ چاہے کہ میرے آنے پر لوگ میرے اعزاز میں کھڑے ہوجائیں، کیونکہ ایسا تصور تکبر کی علامت ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خود اپنے لئے اسے پسند نہ کرے اور لوگ محض عقیدت ومحبت اور احترام کے جذبے سے خود ہی کھڑے ہوجائیں تو وہ اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ بعض روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے پر صحابہ کرام کا کھڑا ہوجانا بھی ثابت ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہوجاتے ان کا ہاتھ پکڑتے انہیں بوسہ دیتے اور انہیں اپنی خاص نشست پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑی ہوتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑتیں اور اسے بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنوقریظہ کے لوگ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی مجلس میں بلوایا (حضرت سعد کے مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہونے پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنے سردار (حضرت سعد) کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ (ابوداؤد)

کسی کی منہ پر تعریف کرنا

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ أَبِي انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

قُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب)

حضرت مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سردار تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ ہم نے کہا کہ آپ ہم میں درجات کے اعتبار سے افضل ہیں اور بڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی بات کہو یا فرمایا: اپنی بات میں سے کچھ کہو اور شیطان تمہاری زبان کو وکیل نہ کرلے (گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے منہ سے اپنی تعریف کو پسند نہ فرمایا)۔

اپنے مُردوں کی برائیاں بیان نہ کرو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی النہی عن سبِّ الموتی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے فوت شدہ لوگوں کی اچھائیوں کا تذکرہ کیا کرو اور ان کی برائیوں سے رُک جاؤ۔

علم کی بات چھپانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللهُ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب العلم: باب کراهیة منع العلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے کسی علمی بات کے بارے میں پوچھا گیا اور اس نے علم کے باوجود اسے چھپایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالیں گے۔

کسی کو غلط مشورہ دینا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ زَادَ سُلَيْمَانُ الْمَهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب العلم: باب التوقی فی الفتیا)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بغیر علم کے فتویٰ دیا (مسئلہ بتایا) تو اس کا گناہ بھی فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔ سلیمان المہری نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کو کسی ایسے کام کا مشورہ دیا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ فائدہ اس کے غیر میں ہے تو اس نے خیانت کی۔

تین گناہ، تین سزائیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: تعبیر کا بیان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ: جس نے جھوٹا خواب بیان کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا حکم دے گا اور وہ گرہ نہیں لگا سکے گا اور جس نے کسی قوم کی بات کان لگا کر سنی اور وہ لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے کسی چیز کی تصویر بنائی تو اسے عذاب دیا جائے گا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ نہیں پھونک سکے گا۔

ایمان کے منافی گناہ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُولُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

(صحیح مسلم: الجلد اول: باب نقصان الایمان بالمعاصی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی حالت میں کوئی زنا کرنے والا زنا نہیں کرتا اور نہ ہی ایمان کی حالت میں کوئی چور چوری کرتا ہے اور نہ ہی ایمان کی حالت میں کوئی شراب خور شراب پیتا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن نے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے تھے پھر فرماتے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان باتوں میں یہ بھی شامل کرتے کہ ایمان کی حالت میں اعلانیہ کوئی لوگوں کے سامنے نہیں لوٹتا (یعنی اس وقت بھی اس میں ایمان نہیں ہوتا)۔

کبوتر بازی سے اجتناب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً (ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی اللعب بالحمام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ کبوتر کے پیچھے پیچھے دوڑا چلا جارہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان شیطانہ کے پیچھے چلا جارہا ہے۔

تشریح: کسی جانور اور پرندے وغیرہ کو گھر میں پالنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ اس کی خوراک اور رہن سہن کا خوب خیال رکھا جائے اور اس پر کسی قسم کی کوئی زیادتی بھی نہ ہو لیکن اس حدیث میں کبوتر کے پیچھے بھاگنے والے کو شیطان کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مستقل کبوتر بازی کا مشغلہ اختیار کر لیتے ہیں اور اپنے دین و دنیا دونوں قسم کے امور سے غافل ہو جاتے ہیں جیسا کہ اکثر ایسا دیکھا بھی گیا ہے کہ اس قسم کے لوگ اس کام میں زیادہ مگن نظر آتے ہیں، اس کے علاوہ اور کئی مفاسد ہیں مثلاً دوسروں کے کبوتر ناجائز طریقے سے پکڑنا اور کبوتر بازی میں جُوا کھیلنا وغیرہ، درحقیقت یہ شیطان کی چال ہے کہ وہ مسلمان کو اس قسم کے کاموں میں لگا کر اس کی دنیا آخرت کا نقصان کرتا ہے اس لئے اس کام کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

غیر فطری عمل پر وعید

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ (جامع ترمذی: جلد اول: کتاب الرضاع)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے جو کسی مرد یا عورت سے غیر فطری عمل کرے۔

غصہ، لڑائی اور صلح کا بیان

کسی بات پر یا کسی شخص پر غصہ آجانا یہ ایک امر طبعی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں یہ کیفیت رکھی ہے اور اس کے استعمال کا موقعہ محل بھی متعین کیا ہے، اگر غصہ اپنے صحیح محل پر کیا جائے تو اس سے کئی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں اور اگر اس کا استعمال بے محل کیا جائے تو بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسکے موقعہ محل کی تعیین غصہ کے دوران نہیں ہوسکتی جب کسی پر اچانک غصہ آجائے تو اس وقت حکم یہ ہے کہ اپنے غصے کو ختم کرنے کی تدبیر کرو، جن احادیث میں غصے کی ممانعت آئی ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ حالت غصہ میں کسی بات یا کام پر اقدام نہ کرو بلکہ اسے برداشت کرو کیونکہ حالت غصہ میں کیے ہوئے فیصلوں پر ہمیشہ بعد میں ندامت ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بعض باتوں پر سخت غصہ آیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غصے کا اِظہار تو فرمایا ہے غصے پر کبھی اقدام نہیں فرمایا۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غصے کو برداشت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الحذر من الغضب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاقتور (پہلوان) وہ نہیں کہ جو (کشتی میں کسی کو) پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

غصہ نہ کرنے کی تاکید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب الحذر من الغضب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو اس نے کئی بار عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کرو۔

غصہ پی جانے کی فضیلت

عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا

وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثاني: باب من كظم غيظاً)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ اسے نافذ کرنے پر (یعنی غصہ نکالنے پر) قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے اسے بلائیں گے اور اسے اختیار دیں گے کہ (حورعین میں سے) جو حور تو چاہے پسند کرلے۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب تھے حضرت عمر کی یہ عادت تھی کہ وہ مقرب اسی کو بناتے تھے جو عالم اور قاری ہوتا، غرض ایسے لوگ ہی ان کی مجلس میں شامل ہوتے تھے۔ بوڑھے، جوان کی کوئی پابندی نہ تھی، عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہاری تو حضرت عمر تک رسائی ہے ذرا میرے لئے بھی وہاں جانے کی اجازت طلب کرنا، حر بن قیس نے کہا: اچھا میں اجازت طلب کرتا ہوں، آخر حر نے عیینہ کیلئے اجازت حاصل کرلی، عیینہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہنے لگے: اے خطاب کے بیٹے! نہ تو تم ہمارے ساتھ کچھ سخاوت سے پیش آتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان انصاف کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ میں آگئے اور قریب تھا کہ اسے ماریں اس وقت حر نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا ہے کہ (خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ) (الأعراف، ۷: ۱۹۹) [ترجمہ: درگزر اختیار کرو اور نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔ اور بیشک یہ شخص بھی جاہلوں میں سے ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ: اللہ کی قسم یہ آیت سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی اقدام نہیں کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ پر بہت سختی سے عمل کرنے والے تھے۔ (صحیح بخاری: جلد دوم: فی تفسیر سورۃ الاعراف)

غصہ ختم کرنے کی تدبیر

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ فَأَحَدُهُمَا احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ فَقَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ وَهَلْ بِي جُنُونٌ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب فی بدء الخلق)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی باہم گالم گلوچ کرر ہے تھے، ان میں سے ایک کا منہ (غصہ کی وجہ سے) سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسی کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اس کلمہ کو کہدے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ** کہدے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔لوگوں نے اس سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرمار ہے ہیں کہ **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ** پڑھ لے تو اس نے جواب دیا کہ کیا مجھے جنون ہو گیا ہے؟ (کہ شیطان سے پناہ مانگوں)۔

جھگڑنے والے کو جواب نہ دینے کی فضیلت

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فَانْتَصَرَ مِنْهُ

أَبُو بَكْرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: بابٌ فی الانتصار)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبان درازی کی اور انہیں ایذاء دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، اس نے پھر دوسری بار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی تو پھر بھی وہ چپ رہے اس نے تیسری بار بھی تکلیف پہنچائی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب میں کچھ کہہ دیا۔ جونہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ مجھ پر ناراض ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا، وہ اس تکلیف پہنچانے والے کی تکذیب کرتا رہا جب تم نے اسے جواب دیا تو درمیان میں شیطان آپڑا لہٰذا جب شیطان آپڑے تو میں بیٹھنے والا نہیں ہوں۔

تشریح: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بات بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شدید ندامت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی تو انھوں نے انکار کیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے اور اپنا معاملہ سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: اللہ تمہیں معاف کرے اُدھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی وہ دوڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو ملاقات نہ ہوئی، پھر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

وہاں موجود پایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے جسے دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں حضرت عمر کے متعلق کوئی ناگوار بات پیش نہ آجائے اسلیئے احتراماً دوزانو بیٹھ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے بڑی زیادتی کی (مجھے معاف فرمادیں)۔ (بخاری)

جھگڑے کی نحوست

عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب ما یُنھی عن السباب واللعن)

حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر سے) باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں کو شبِ قدر کے متعلق بتلادیں، مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں یہ خبر دینے کے لئے آیا تھا تو فلاں فلاں شخص جھگڑنے لگے اور وہ علم اُٹھالیا گیا، ممکن ہے کہ تمہارے لئے بہتری اسی میں ہو، اس لئے تم اس رات کو اُنتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔

مسلمان سے جھگڑا نہ کیا کرو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ

وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی المراء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، مزاح نہ کرو اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو جسے تم پورا نہ کرسکو۔

شیطان لڑائی پر اُکساتا ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی التباغض)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ انہیں لڑنے پر اُکساتا ہے۔

صلح کرانے کی فضیلت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی إصلاح ذات البین)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ، نماز اور صدقہ کا اعلیٰ وافضل درجہ نہ بتلاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جھگڑے والوں میں صلح کرانا۔ اور (اس کے برخلاف) جھگڑے والوں میں (لگائی بجھائی کر کے مزید) فساد کرانا ان تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

حرام کام پر صلح کرنا

كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ما ذکر عن النبی ﷺ فی الصلح بین الناس)

حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے البتہ وہ صلح جس میں حرام کو حلال یا حلال کو حرام کیا گیا ہو وہ جائز نہیں۔ مسلمان اپنی شرائط پر پابند رہیں مگر کوئی ایسی شرط ہو جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے (یہ جائز نہیں)۔

زبان کے مفاسد اور بچنے کا حکم

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی بات کہتے ہیں جس میں ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے انہیں ستر سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتا ہے۔

(جامع ترمذی)

تمہید

انسانی اعضاء میں زبان جس قدر اہم اور ضروری عضو ہے اسی قدر ضرر رساں بھی ہے اس کا انحصار اس کے استعمال پر ہے جتنا اچھا استعمال ہوگا اتنے اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور جتنا غلط استعمال ہوگا اتنے برے اثرات مرتب ہوں گے، زبان انسان کی ذات، علم، اعمال، اخلاق کی ترجمان ہوتی ہے اس کا وجود تو چھوٹا سا ہے لیکن اس سے نکلنے والے الفاظ اپنے اندر بہت وسعت رکھتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے **اَللِّسانُ جِرمُهٗ صَغِيرٌ وجُرمُهٗ كَبِيرٌ** اس کا جسم تو چھوٹا ہے لیکن اسکے جرائم بہت بڑے ہیں۔ اللہ کے ہاں زبان سے نکلنے والے ہر ہر لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے **مَا يَلفِظُ مِن قَولٍ اِلَّا لَدَيهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ** کوئی لفظ ایسا نہیں نکلتا جس کو لکھنے والا نگہبان موجود نہ ہو۔ اس لئے ہمیں ہر بات سوچ کر اور تول کر کرنی چاہیے۔ اسلام نے نہ صرف یہ کہ غلط بولنے سے منع کیا ہے بلکہ فضول گوئی سے بھی منع کیا ہے کیوں کہ فضول گوئی بھی بعض مرتبہ کسی بڑے نقصان کا سبب بن جاتی ہے۔

جو لوگ زبان کے مفاسد سے باخبر ہوں وہ صحیح معنوں میں ان سے بچنے کا اہتمام بھی کرتے ہیں اس پر مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک استاذ محترم حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے ان استاد محترم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مجھ سے فرمانے لگے: مولوی شفیع صاحب دیکھو! آج ہم عربی میں بات کریں گے اُردو میں آج بات نہیں ہوگی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا آج کیا خاص بات ہے

کہ استاد محترم عربی میں بات کرنا چاہ رہے ہیں۔میں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: بس ویسے ہی خیال آ گیا۔لیکن جب بہت اصرار سے اس کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کی گئ تو آپ نے فرمایا: کہ اصل میں جب ہم دونوں مل کر بیٹھتے ہیں تو بہت سی باتیں چل پڑتی ہیں، ادھر اُدھر کی گفتگو شروع ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں ہم کبھی فضول باتوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں، آج سوچا کہ ہم عربی میں باتیں کرتے ہیں، اور عربی ہمیں روانی سے بولنی تو آتی نہیں، لہذا عربی میں کچھ تکلف سے بولنا پڑے گا تو اس کے نتیجے میں یہ زبان جو بے جا چل پڑتی ہے وہ قابو میں آجائے گی اس طرح ہم فضول گفتگو سے بچ جائیں گے اور صرف ضرورت ہی کی بات ہو گی۔ (اصلاحی خطبات: ج ۴)

اس واقعہ سے ہمیں خوب سبق سیکھنا چاہئے کہ جب اتنے بڑے اللہ والوں کا یہ حال ہے تو پھر ہمیں کس قدر فضول گوئی سے بچنے کی ضرورت ہے۔ دراصل جو بچنے کا ارادہ کر لیتا ہے اللہ اُسے بچنے کے طریقے بھی سکھا دیتا ہے۔

آیات مبارکہ

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ (النساء)

ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھلی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

عَلِيمًا ﴿١٤٨﴾ (النساء)

اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے مگر مظلوم کو اجازت ہے (وہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی شکایت کر سکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿٢٤﴾ .... وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ (ابراھیم)

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال بیان فرمائی ہے، جو ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔" .... "اور گندی بات کی مثال ایک گندے پودے کی طرح ہے، جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا ہو، اس کے لیے کچھ بھی قرار نہیں ہے۔"

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا ﴿٥٣﴾ (الاسراء)

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ (احزاب)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی نامحرم شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو، تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک جملے کا وبال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الزھد: باب حفظ اللسان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے کہ جس کا وہ نقصان نہیں سمجھتا جبکہ اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا کر گرتا ہے کہ جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

تشریح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی زبان کے متعلق اس قدر محتاط تھے کہ جب کبھی کوئی نامناسب جملہ زبان سے نکل جاتا تو اس پر سخت ندامت ہوتی تھی ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو کوئی سخت جملہ بول دیا تھوڑی دیر بعد اپنے اس جملے پر بہت ندامت ہوئی اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بھی مجھے ایسا جملہ بول دو تا کہ میری بات کا بدلہ ہو جائے، تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کے متعلق ایسا نہیں کہہ سکتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس قدر پشیماں تھے کہ فرمایا: تم وہی جملہ کہو ورنہ بارگاہِ رسالت میں شکایت کروں گا (یہ عجیب شکایت ہے کہ یہ مجھ سے بدلہ نہیں لیتا) آخر معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ربیعہ! تم نے بہت اچھا کیا، اب تم ابوبکر کے لئے دعا، استغفار کرو چنانچہ انھوں دعا کی، اللہ سے ان کے لئے معافی مانگی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اس غلطی پر روتے ہوئے واپس آئے۔ (مسند ابن حنبل)

بعض چھوٹی باتوں پر بڑی سزا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا يَهْوِي بِهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا فِي النَّارِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء من تکلم بالکلمة یضحك الناس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی بات کہتے ہیں جس میں ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے انہیں ستر سال کی مسافت تک دوزخ میں پھینک دیتا ہے۔

فضولیات سے اجتناب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الزهد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

تشریح: لغو اس بات یا کام کو کہتے ہیں جو فضول اور غیر مفید ہو یعنی جس کے ساتھ کوئی ضرورت یا کوئی مقصد وابستہ نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے کوئی ضرر بھی نہ ہو، مسلمان کی صفت یہ ہے کہ وہ ایسے کاموں میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ضائع نہیں کرتا بلکہ مؤمن اپنی محدود زندگی کے محدود اوقات تول تول کر اہم اہم اور مفید کاموں میں صرف کرتا ہے اور اس کی مثال بالکل اس طالب علم کی طرح ہے جو امتحان ہال میں بیٹھا اپنا پرچہ حل کر رہا ہو اور اسے یہ احساس بھی پیش نظر ہو کہ امتحان کے یہ چند گھنٹے اس کی مستقبل کی زندگی کے لئے

فیصلہ کن ہیں تو وہ اپنا ایک ایک سیکنڈ ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور اس دوران اس کو بس ایک ہی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤں، اسی طرح مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی محدودسی زندگی کو فضول اور بیکار مشاغل میں صرف کرنے کی بجائے آخرت میں کام آنے والے قیمتی کاموں میں مصروف رکھے، وقت پاس کرنے کے لئے پورا پورا دن یا رات بھر فضول باتوں میں اور لا یعنی مشاغل میں گزار دینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

حضرت ابو دجانہ بیمار تھے لوگ ان کی عیادت کیلئے ان کے پاس آئے تو کچھ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اور تو میرا ایسا کوئی عمل نہیں سوائے دو باتوں کے: ایک یہ کہ میں ایسا کوئی کلام نہیں کرتا جو میرے لئے مفید نہ ہو (یعنی لغویات سے بچتا ہوں)۔ دوسرے یہ کہ میرا دل مسلمانوں کو دوست رکھتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

ایک بات سے انسان کہاں پہنچ جاتا ہے

بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ. (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی قلة الکلام)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جو کوئی ایسی بات کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور وہ ایسے مرتبے پر پہنچتی ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا پس اللہ

تعالیٰ اس بات کے سبب اس شخص کے لئے اس دن تک رضامندی لکھ دیتا ہے جس دن وہ ان سے ملاقات کرے گا۔ جبکہ کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور اس بات کا وبال کتنا زیادہ ہوگا وہ سوچ بھی نہیں سکتا، لہذا اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

زبان کے میٹھے دل کے کڑوے لوگ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوبُهُمْ أَمَرُّ مِنَ الصَّبْرِ فَبِي حَلَفْتُ لَأُتِيحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا فَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُونَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الزھد: باب ماجآء فی ذھاب البصر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل مُصبّر سے زیادہ کڑوے ہیں، میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں ایسے فتنے میں مبتلا کروں گا کہ ان میں سے عقل مند شخص بھی حیران رہ جائے گا۔ کیا وہ لوگ میرے سامنے گھمنڈ کرتے ہیں یا میرے سامنے اتنی جرأت کرتے ہیں۔

زبان قابو میں رکھو

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجآء فی حفظ اللسان)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی زبان قابو میں رکھو، اپنے گھر میں رہو اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

بلا احتیاط بولنے والے ناپسندیدہ ہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَيْهِقُونَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجآء فی معالی الاخلاق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلاسوچے سمجھے اور بلا احتیاط بولنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! بہت باتونی اور زبان دراز کا تو ہمیں علم ہے (مُتَفَيْهِقُونَ) کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر کرنے والے۔

اعضاء کی زبان سے التجا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ

كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ اتَّقِ اللّٰهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی حفظ اللسان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے تمام اعضاء اس کی زبان سے التجاء کرتے ہیں کہ اللہ سے ڈر! ہم بھی تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی ہوگی تو ہم سب سیدھے ہوں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے

دو باتوں میں جنت کی ضمانت

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَكَفَّلْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَتَكَفَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی حفظ اللسان)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں

تشریح: اس حدیث میں دو اعضاء یعنی زبان اور شرمگاہ کا جو خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان سے انسان اپنے جذبات کی تسکین کرتا ہے اور اپنی شرمگاہ سے اپنی شہوات کی تسکین کرتا ہے اللہ کی منشاء یہ ہے کہ انسان کے ہر عضو پر میری مرضی چلے لہٰذا جس مقام پر اللہ نے ان کے استعمال کی اجازت دی ہے وہاں ان کا استعمال کیا جائے اور جہاں اجازت نہیں دی وہاں ان کے استعمال سے اجتناب کیا جائے، یہی ان اعضاء کا حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں زبان کی اہمیت

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی حفظ اللسان)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ایسی بات بتایئے کہ میں اس پر مضبوطی سے عمل کروں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے اور اسی پر قائم رہو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: اس سے۔

تشریح: اس فرمان کے بعد صحابہ کرام اتنے محتاط ہو گئے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زبان میرے گھر والوں پر بہت چلتی تھی یعنی میں ان کو بہت برا بھلا کہتا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ڈر ہے کہ میری زبان مجھ کو جہنم میں داخل نہ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر استغفار کہاں گیا؟ (یعنی اس کا حل کثرت استغفار ہے) میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

(مسند احمد: ۲۳۳۷۱)

بولو تو اچھا بولو ورنہ خاموش رہو

عَنْ مَالِكٍ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب اکرام الضیف وخدمته وایاه بنفسه)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر

ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

کثرتِ کلام کا نقصان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الشهادة عن رسول الله ﷺ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذکرِ الٰہی کے علاوہ کثرتِ کلام سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور رہتا ہے۔

کم گوئی ایمان کا حصہ

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ قَالَ وَالْعِيُّ قِلَّةُ الْكَلَامِ وَالْبَذَاءُ هُوَ الْفُحْشُ فِي الْكَلَامِ وَالْبَيَانُ هُوَ كَثْرَةُ الْكَلَامِ مِثْلُ هٰؤُلَاءِ الْخُطَبَاءِ الَّذِينَ يَخْطُبُونَ فَيُوَسِّعُونَ فِي الْكَلَامِ وَيَتَفَصَّحُونَ فِيهِ مِنْ مَدْحِ النَّاسِ فِيمَا لَا يُرْضِي اللهَ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب البر والصلة)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور کم گوئی (کم بولنا) ایمان کے دو شعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے دو شعبے ہیں۔ (الْعِيُّ) قلت کلام اور (الْبَذَاءُ) فحش گوئی اور (الْبَيَانُ) سے مراد کثرت کلام ہے۔ جس طرح ان خطباء کی عادت ہے کہ خطبہ دیتے

وقت بات کو بڑھا دیتے ہیں اور لوگوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔

کم گوئی کی فضیلت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي خَلَّادٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ (مشکوة المصابیح: کتاب الرقاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اس کو (دنیا سے) بے رغبتی اور (فضول اور لغو کلام سے اجتناب اور) کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس کی قربت وصحبت اختیار کرو کیونکہ اس کو حکمت و دانائی کی دولت دی گئی ہے"۔

زبان تلوار کا کام کرے گی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب ایک اندھا، بہرا، گونگا فتنہ رونما ہوگا، پس جو اس کی طرف توجہ کرے گا وہ اس فتنے کے قریب ہو جائے گا اور زبان کو اس کی طرف متوجہ کرنا ایسا ہے جیسے تلوار سے اس میں شریک ہونا (یعنی زبان کو فتنوں کے دور میں روک کر رکھنا چاہیے)

جب تک زبان نہ بولے معافی ہے

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهِ صُدُورُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ. (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب العتق)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک وہ انہیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔

تشریح: اس حدیث میں بتایا جا رہا ہے کہ ہمارے دل میں پیدا ہونے والے گناہوں کے خیالات اور وساوس پر مواخذہ نہیں ہے کیونکہ ان خیالات کا آنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے اور ان وساوس و خیالات کو اپنے عمل میں لانا یا اپنی زبان پر لانا قابل مواخذہ ہے کیونکہ یہ ہمارے اختیار میں ہے، جب یہ چیز ہمارے اختیار میں ہے تو پھر اس سے بچنا بھی ہمارے اختیار میں ہی ہے، اس لئے اللہ کے ہاں مواخذے سے بچنے کیلئے اس قسم کی باتوں کو زبان تک لانے سے اجتناب ضروری ہے۔

گالی گلوچ کی مذمت

تمہید

گالی کا معنی ہے کہ کسی کو ایسے ہتک آمیز الفاظ بولنا جس سے اسکی عزتِ نفس مجروح ہو اور مخاطب اس میں اپنی ذلت وحقارت محسوس کرے۔اور خود متکلم اپنے بارے ایسے الفاظ سننا گوارا نہ کرے۔

آپس میں ایک دوسرے کو گالی دینا اللہ کے نزدیک جس قدر سنگین جرم ہے ہمارے ہاں اس بارے اتنی زیادہ غفلت پائی جاتی ہے، بعض لوگوں نے تو گالی کو اپنا تکیہ کلام بنا رکھا ہے اور وہ بات بات پر گالی دیتے ہیں ،اور بعض لوگ تو اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنی مستورات اور بیٹیوں کے سامنے ایسی فحش گالیاں بکتے ہیں کہ سن کر دل لرز جاتا ہے۔

یاد رکھیئے! گالی دیکر انسان وقتی طور پر اپنے جذبات کی تسکین تو کر لیتا ہے لیکن دوسری طرف اپنے اس قبیح عمل کی وجہ سے اللہ کی نظروں سے گر کر انتہائی ذلت و رسوائی کی پستیوں میں چلا جاتا ہے، سوچنا چاہئے کہ جب ہمارا دین ہمیں جانوروں کو گالی دینے سے بھی منع کرتا ہے تو پھر کسی مسلمان کو گالی دینا کتنا بڑا جرم ہوگا۔

گالی دینے والا اپنے گمان میں تو دوسرے کو حقیر ظاہر کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی اندر کی غلاظت کا اظہار کر رہا ہوتا ہے، کیونکہ کسی برتن کے اندر جو کچھ ہوتا اس سے وہی کچھ نکلتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (بخاری) ۔اپنی زبان سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ اسے گالی نہ دی جائے ، برا بھلا نہ کہا جائے۔

آیت مبارکہ

گالی سے متعلق اِرشادِ باری تعالیٰ:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

(الانعام: ۱۰۸)

اور ان کے (معبودانِ باطلہ) کو گالی نہ دو جنھیں یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں، ورنہ یہ لوگ جہالت کی وجہ سے ضد میں آکر اللہ کو گالی دیں گے۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

گالی دینے کا گناہ کس پر ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب النہی عن السباب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)۔

تشریح: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری قوم کا ایک شخص مجھے گالیاں دیتا ہے جبکہ وہ مجھ سے کم درجے کا ہے، کیا میں اس سے بدلہ لوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو آدمی دو شیطان ہیں جو آپس میں فحش گوئی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہیں۔

(ابن حبان ۱۳/ ۳۴)

مسلمان کو گالی دینے پر وعید

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور (قتل کرنے کیلئے) اس سے لڑنا کفر ہے۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گالی گلوچ سے بہت زیادہ اجتناب کرنے والے تھے اس کی ایک مثال حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے ملتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے نصیحت کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم ہرگز کسی کو گالی مت دینا'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی، نہ کسی غلام کو، نہ کسی آزاد کو، نہ کسی اونٹ کو، نہ کسی بکری کو۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرام کو گالی دینے کی ممانعت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ. (سنن ابی داؤد: الجلد الثانی: کتاب السنۃ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر سونا خرچ کردے تو وہ ان (صحابہ کرام) کے ایک مد یا نصف مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔

اپنے ماں باپ کو گالی دلوانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب لا یسب الرجل والدہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کس طرح لعنت کرسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ (اس کے جواب میں) اس کے ماں اور باپ کو گالی دے گا۔

مُردوں کو گالی دینے کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ لوگ اس سے مل چکے ہیں جو انہوں نے پہلے بھیجا ہے۔

تشریح: ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے مُردوں کو گالی دیکر ہمارے زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (سنن نسائی)

مرغ کو گالی نہ دو

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی الدیك والبهائم)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مرغ کو گالی مت دو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

تشریح: ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مرغ کی اذان سن کر اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور جب گدھے کے ہینگنے کو سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔(مسلم)

شیطان کو گالی دینا

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَثَرَتْ دَابَّةٌ فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَقَالَ لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَالِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُولُ بِقُوَّتِي وَلَكِنْ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَالِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب الادب)

حضرت ابوملیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ آپ کی سواری لڑکھڑا گئی تو میں نے کہا کہ شیطان کا بیڑا غرق ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا مت کہو کہ شیطان کا بیڑا غرق ہو، کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو تو شیطان اس پر پھولے نہیں سماتا یہاں تک کہ پھول کر ایک گھر کے مثل ہو جاتا

ہے اور وہ کہتا ہے کہ میری قوت تسلیم کرلی گئی۔ بلکہ کہو بِسْمِ اللهِ کیونکہ جب تم بِسْمِ اللهِ کہتے ہو تو وہ اتنا ذلیل ہوجاتا ہے کہ مکھی کے برابر چھوٹا ہوجاتا ہے۔

زمانے کو گالی دینا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب التفسیر: وما یہلکنا الا الدھر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے، زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہی ہوں میرے ہی قبضہ قدرت میں تمام امور ہیں میں رات اور دن کو گردش دیتا ہوں۔

تشریح: بعض لوگ کہتے ہیں زمانہ بہت برا آگیا ہے، یا کسی مخصوص دن یا مہینہ کو برا کہنا یا منحوس سمجھنا، اس قسم کی باتوں سے حدیث میں ممانعت کی گئی ہے۔ ہمیں زمانے کی جو برائی نظر آتی ہے وہ زمانے کا قصور نہیں ہوتا درحقیقت لوگوں کے اپنے اعمال کا اثر ہوتا ہے، لوگ اچھائی پر چلنے والے ہوں تو حالات اچھے نظر آتے ہیں، اگر لوگ برائی پر چلنے والے ہوں تو حالات برے نظر آتے ہیں۔ اگر اچھائی برائی کا تعلق زمانے کے ساتھ ہوتا تو پھر ہر جگہ حالات ایک جیسے ہوتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر علاقے کے حالات دوسرے علاقے سے مختلف ہیں، جس علاقے کے لوگوں میں اچھائی کا غلبہ ہے وہاں کے حالات پرسکون ہیں اور جس علاقے کے لوگوں میں برائی کا غلبہ ہے وہاں کے لوگ اضطراب کا شکار ہیں۔ اس لئے زمانے کو ملامت کرنا کسی طرح درست نہیں، اپنے اعمال کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔

گالی دینے والے اللہ کی نظر سے گر جاتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا عَظَّمَتْ أُمَّتِي الدُّنْيَا نُزِعَتْ مِنْهَا هَيْبَةُ الْإِسْلَامِ وَإِذَا تَرَكَتِ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ حُرِمَتْ بَرَكَةَ الْوَحْيِ وَإِذَا تَسَابَتْ أُمَّتِي سَقَطَتْ مِنْ عَيْنِ اللهِ (کنز العمال: ج۳ ص۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت جب دنیا کو عظیم سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت (ان کے دلوں سے) نکال لی جائے گی اور جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم کر دی جائے گی اور جب میری اُمت آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔

لعنت سے اجتناب

تمہید

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اللہ کی رحمت سے محروم اور اللہ کے غضب کا مستحق قرار دینا، کون اللہ کی نظر میں کیسا ہے، یقیناً یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کا کسی کو بھی علم نہیں، ممکن ہے جس پر لعنت کی جارہی ہو وہ اللہ کا مقرب ہو ایسی صورت میں لعنت کرنے والا خود لعنت کا مستحق بن جاتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کرنے سے ممانعت فرمائی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔ (صحیح بخاری)

عموماً عورتیں اس بارے بہت کوتاہی کرتی ہیں کہ معمولی معمولی باتوں پر لعن طعن اور بددعائیں دینا شروع کردیتی ہیں۔اس پر توجہ کی ضرورت ہے۔

لعنت کا شرعی حکم یہ ہے کہ کسی اہل ایمان پر لعنت کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں اور نہ ہی کسی جانور پر لعنت کرنا جائز ہے، البتہ کفار پر بلاتعیین لعنت کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری ومسلم)

بعض گناہ جو لعنت کا سبب بنتے ہیں ان کی طرف لعنت کی نسبت کرنا بھی جائز ہے۔اور ان گناہوں کے مرتکب پر لعنت کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''چھ قسم کے لوگوں پر میں نے لعنت کی اور اللہ نے بھی ان پر لعنت کی، اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے، ○ اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے

والا ○ اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، ○ طاقت کے بل بوتے پر جبراً اقتدار حاصل کرنے والا تاکہ وہ کسی ایسے شخص کو معزز بنائے جسے اللہ نے ذلیل بنایا ہو، اور کسی ایسے شخص کو ذلیل بنادے جسے اللہ نے معزز بنایا ہو ○ اللہ کے حرم کی بے حرمتی کرنے والا۔ ○ میری اولاد کی بے حرمتی کرنے والا۔ ○ میری سنت کو چھوڑنے والا۔''

حسن، رواہ البیھقی فی المدخل ورواہ فی شعب الایمان (۴۰۱۰، ۴۰۱۱)۔ والترمذی (۲۱۵۴)۔ وابن حبان (۵۲) والحاکم (۱/۳۶) بحوالہ مشکوۃ۔

وہ مخصوص گناہ جن کے مرتکب پر حدیث میں لعنت آئی ہے ان میں سے چند گناہ یہ ہیں:

○ کفر پر مرنا۔ (سورۃ البقرۃ)

○ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا۔ (سورۃ البقرۃ)

○ سود کھانا، کھلانا، سودی معاملے کا گواہ بننا، سودی معاملہ لکھنا۔ (مسلم)

○ رشوت لینا اور دینا۔ (ترمذی)

○ کسی مسلمان کو دھوکہ دینا۔ (ترمذی)

○ مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا۔ (ترمذی)

○ عورتوں کا (حُسن کی خاطر) اپنے چہرے اور پلکوں کے بال اُکھیڑنا اور اپنے سر کے بالوں کے ساتھ اور بال لگا کر بڑے ظاہر کرنا (یعنی مصنوعی بال لگانا) اور اپنے بدن کو گدوانا۔ (بخاری)

○ شراب پینا، شراب پلانا، شراب نچوڑنا، شراب بیچنا، شراب خریدنا، شراب کا اُٹھا کر لانا، شراب کی قیمت کھانا۔ (ابن ماجہ)

○ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ (مسلم)

○ کسی بدعتی کو پناہ دینا۔ (مسلم)

- اپنے والدین پر لعنت کرنا۔ (مسلم)
- زمین کی حد بندی کا نشان بدلنا۔ (مسلم)
- تصویر بنانا۔ (بخاری)
- نوحہ کرنا یا نوحہ سننا۔ (ابوداؤد)
- پانی کے تالاب میں پیشاب کرنا۔ (ابوداؤد)
- سایہ دار جگہوں پر (جہاں لوگ بیٹھتے ہوں) پیشاب کرنا۔ (ابوداؤد)
- راستے کے درمیان پیشاب کرنا۔ (ابوداؤد)
- کسی مسلمان کو اسلحہ وغیرہ سے مارنے کا اشارہ کرنا۔ (مسلم)
- کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

لعنت کی ممانعت

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ وَلَا بِغَضَبِ اللهِ وَلَا بِالنَّارِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: بابُ اللّعن)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تم اللہ کی لعنت نہ دیا کرو اور نہ اللہ کے غضب اور جہنم کی بددعا دیا کرو“۔

لعنت کس پر پڑتی ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی اللعنة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”ہوا پر لعنت نہ بھیجو یہ تو (اللہ کے) حکم کی پابند ہے اور جو شخص کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے جو اس کی مستحق نہیں ہوتی تو وہ لعنت اسی (لعنت کرنے والے) پر واپس آتی ہے۔

تشریح: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب بندہ کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، تو اس کے پہنچنے سے پہلے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے، اس کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں جاتی ہے، جب وہ کوئی راستہ نہیں پاتی تو وہ اس شخص کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی، اگر وہ اس کا مستحق ہو تو اس پر پڑتی ہے ورنہ وہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔“ (ابوداؤد)

مؤمن کسی پر لعنت نہیں کرتا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی اللعن والطعن)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

لعنت کرنے والوں کیلئے وعید

عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلة، باب النھی عن لعن الدواب)

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہی دینے والے نہیں ہوں گے اور نہ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

جانوروں پر لعنت کی ممانعت

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً فَقَالَ مَا هٰذِهِ قَالُوا هٰذِهِ فُلَانَةُ لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعُوا عَنْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ فَوَضَعُوا عَنْهَا قَالَ عِمْرَانُ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَاقَةٌ وَرْقَاءُ.

(سنن ابوداؤد: الجلد الاول: کتاب الجهاد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی آواز سنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں عورت نے اپنی سواری (اونٹ) پر لعنت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس اونٹ پر سے پالان اتارلو کیونکہ وہ ملعون ہے (یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور تنبیہ فرمائی، مطلب یہ تھا کہ جب تو اس پر لعنت کررہی ہے تو اس پر سواری کیوں کرتی ہے اس لئے اس سے اتر جا) پس اس پر سے پالان اتار لی گئی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا کہ میں اب بھی اس اونٹ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کا رنگ سیاہی مائل تھا۔

چغل خوری اور غیبت

تمہید

چغلی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کے سامنے دوسروں کی ایسی بات بیان کرنا جس سے اسے غصہ آئے مثلاً کسی شخص کو دوسروں پر غصہ دلانے کیلئے اس کے پاس جا کر کہنا کہ فلاں شخص تمہارے متعلق یوں غلط باتیں کرتا ہے، یا فلاں شخص تمہاری غیبت کر رہا تھا۔

چغلخوری اس قدر سنگین گناہ ہے کہ اس کا مرتکب بیک وقت کئی گناہوں میں مبتلاء ہو جاتا ہے مثلاً چغلی کرنے والا غیبت، خیانت، فریب، نفاق، حسد اور مسلمانوں کے درمیان عداوت جیسے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے سامنے کسی کی چغلی کی جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ درج ذیل باتوں پر عمل کرے:

① چغلی کرنے والے کی بات پر اعتماد نہ کرے۔
② اسے چغلی سے روکے۔
③ اسے اس عمل کی وجہ سے دل میں برا سمجھے۔
③ وہ جس کی چغلی کرنے آیا ہے اس کے متعلق اپنے دل میں بدگماں نہ ہو۔
⑤ جس کی چغلی کر رہا ہے اس کے متعلق مزید معلومات حاصل نہ کرے۔
⑥ خود بھی اس گناہ سے بچے یعنی اس چغلی کرنے والے کی خود کسی اور کے سامنے چغلی نہ کرے۔

چغلی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے آپس کی محبتیں عداوتوں میں بدل جاتی ہیں۔ اس پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ درج کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنا ایک غلام بیچا اور خریدار کو بتایا کہ اس غلام میں چغلخوری کا عیب ہے، اس کے علاوہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ خریدار نے اسے معمولی سمجھ کر قبول کر لیا اور اسے خرید کر اپنے گھر لے آیا، ابھی چند

دن ہی گزرے تھے کہ وہ غلام اپنے آقا کی بیوی کے پاس گیا اور اسے کہنے لگا کہ تمہارے شوہر کے دل میں تمہاری محبت نہیں ہے، شاید وہ تجھے طلاق دیدے اور دوسری شادی کر لے۔ اگر تو اسے اپنی محبت میں گرفتار کرنا چاہتی ہے تو ایک اُسترا لے کر جب وہ سو رہا ہو تو اس کی گردن سے چند بال کاٹ کر مجھے لا کر دو، میں اُس پر ایک دم پڑھوں گا جس سے وہ تمہاری محبت میں دیوانہ ہو جائے گا، بیوی اس کام پر آمادہ ہو گئی۔ اُدھر اس کے شوہر سے جا کر کہنے لگا کہ تمہاری بیوی نے ایک دوست بنا لیا ہے اور وہ اب تجھے قتل کرنا چاہتی ہے، اگر میری بات پر یقین نہ آئے تو آج رات جب بستر پر لیٹو تو سونا مت بلکہ بیوی کی نقل و حرکت پر دھیان رکھنا، چنانچہ شوہر سونے کی صورت بنا کر لیٹ گیا، بیوی اُسے سویا ہوا دیکھ کر اپنا تیز کیا ہوا اُسترا لے کر آگے بڑھی جیسے ہی گردن پر ہاتھ رکھا تو شوہر نے پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا، پھر بیوی کے رشتے دار آئے تو اُنھوں نے انتقام کے طور پر شوہر کو قتل کر دیا۔ دونوں خاندانوں کے درمیان مستقل جنگ چل پڑی۔ یہ سب اسی غلام کی چغلی کا نتیجہ تھا۔ (احیاء العلوم)

اِرشاداتِ نبوی ﷺ

چغلخور جنت میں نہیں جائیگا

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب ما یکرہ من النمیمة)

حضرت ہمام کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ ان میں سے کسی نے کہا کہ ایک آدمی عثمان تک سلسلہ حدیث پہنچاتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں چغلخور داخل نہ ہوگا۔

سخت بری چیز چغلی کرنا ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ وَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ يَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيقًا وَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم النمیمة)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سخت قبیح چیز کیا ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی پھیلاتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی سچ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سچا لکھا جاتا ہے اور وہ جھوٹ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

چغل خوری پر عذابِ قبر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا (صحیح مسلم: الجلد الاول: باب الوضو)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی دشوار اور مشکل بات پر نہیں بلکہ اس بات پر کہ ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا

تھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ شاخ منگوائی اور اس کو درمیان سے چیر کر دو حصے کر دیئے اور پھر ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر لگا دیا اور فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں گی تب تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

سب سے برا انسان چاپلوسی کرنے والا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب ماقیل فی ذی الوجھین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے برا اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جو دو چہروں والا ہو، اس طرف آئے تو ایک چہرہ کے ساتھ اور اُس طرف جائے تو دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی جس کے پاس جائے اسی جیسی بات کرے)

دو چہروں والے کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی ذی الوجھین)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں جس کے دو چہرے ہوں گے، تو قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

غیبت کی مذمت

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی الغیبة)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ان لوگوں کی جماعت! جو صرف زبان سے ایمان لائے ہو اور ان کے قلوب میں ایمان داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ان کی عزت وآبرو کے درپے رہو، اس لئے کہ جو دوسروں کی عزت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے درپے ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے درپے ہوجائیں تو اس کو اپنے گھر بیٹھے رسوا کردیتے ہیں۔

تشریح: حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں کسی کی غیبت گوارا نہیں فرماتے تھے اگر کوئی کسی کی غیبت شروع کرتا تو فوراً اسے تنبیہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حجاج بن یوسف کا تذکرہ چھیڑ دیا، حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ٹوکا اور فرمایا: بس بس حجاج تو دنیا سے رخصت ہوگیا وہ اپنے کیے کا بدلہ وہاں پائے گا اور تم کو اپنے کیے کا جواب دینا ہوگا وہاں جاکر تمہیں اپنے جرائم حجاج کے ظلم سے زیادہ بھاری نظر آئیں گے، اس لئے تم اپنی فکر کرو اور یہ بھی یاد رکھو! کہ اللہ تعالیٰ حجاج کے ظلم کا بدلہ اس کو دیں گے اور جو لوگ حجاج پر ظلم کر رہے ہیں ان کو بھی اس کا بدلہ ملے گا۔ خبردار! آئندہ کسی کی برائی کا تذکرہ نہ کرنا۔ (سیرت التابعین)

غیبت کی حقیقت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا

الْغِيبَةُ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الغیبۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرنا کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب میرے بھائی میں ہو جو میں کہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ عیب اس میں ہے جو تم کہتے ہو تبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہ ہو پھر تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔

غیبت کا اثر

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَكَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي حَكَيْتُ رَجُلًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةٌ وَقَالَتْ بِيَدِهَا هَكَذَا كَأَنَّهَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ مَزَجْتِ بِكَلِمَةٍ لَوْ مَزَجْتِ بِهَا مَاءَ الْبَحْرِ لَمُزِجَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الزھد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کا تذکرہ کروں اگرچہ مجھے اس کے بدلے میں یہ یہ فائدہ حاصل ہو (یعنی دنیا کا مال) اُم المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفیہ ایک ایسی عورت ہے جو پستہ قد ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنی باتوں میں ایسی بات ملائی کہ اگر یہ سمندر کے پانی کے ساتھ ملا دی جائے تو وہ بھی متغیر ہو جائے۔

سب سے بڑا سود مسلمان کی غیبت کرنا ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی الغیبة)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی عزت وآبرو پر ناحق زبانِ طعن کو دراز کیا جائے (یعنی غیبت کر کے مسلمان کی تحقیر وتذلیل کرنا یہ بہت بڑا سود ہے جس طرح سود حرام ہے اسی طرح غیبت کرنا بھی حرام ہے)۔

تشریح: اس حدیث میں مسلمان کی غیبت کرنے کو سود کے برابر ہی نہیں بلکہ سود سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سود میں کسی کا ناحق مال لے کر اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے اور غیبت کے ذریعے کسی کی آبرو کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، چونکہ مسلمان کی آبرو اس کے مال سے زیادہ محترم ہے اس لئے اس کا نقصان بھی بڑا ہے۔

غیبت کی سزا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی الغیبة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب مجھے معراج عطا کی گئی تو اس رات میں ایک قوم پر گذرا اُن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کھرچ رہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں اے جبرائیل! انہوں نے بتایا: کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزت و آبرو کے درپے رہتے ہیں۔ (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں)

تشریح: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کسی کی غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے یعنی جس قدر کسی کا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا قبیح امر ہے، کسی کی غیبت کرنا بھی ایسے ہی قبیح ہے۔

غیبت کی قباحت کو بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا" کہ غیبت کرنا زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی زنا کرتا ہے تو (وہ اس کی برائی کو سمجھتے ہوئے) اس سے توبہ کر لیتا ہے، لیکن غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کر دے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتے (شعب الایمان)

نیز غیبت کرنے والا اس عمل کو برا بھی نہیں سمجھتا جس کی وجہ سے اسے توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

جھوٹا الزام لگانے کی سزا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ أُرَاهُ قَالَ بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب یذب عن عرض اخیہ)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن کو منافق کے شر سے بچایا اس کی حمایت کی تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان پر تہمت لگائی جس سے اس کا مقصد اس مسلمان کی برائی کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دیں گے یہاں تک کہ وہ اس تہمت کے گناہ سے (سزا پا کر) پاک ہو کر نکل جائے۔

تشریح: ایک مسلمان کی اللہ کے ہاں اس قدر اہمیت ہے کہ اس کی حمایت اور تعاون پر اتنے بڑے اَجر کا وعدہ فرمایا کہ قیامت کے دن اس کا تعاون کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیج دیں گے جو اسے جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ اور مسلمان کی توہین اور تکلیف پہنچانے پر سخت وعید بھی سنادی کہ مسلمان کو ذلیل اور رُسوا کرنے والے کو اس گناہ کی پاداش میں پل صراط پر ہی روک لیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو مسلمان پر الزام لگایا تھا اسے ثابت کرو۔ (طبرانی)

ظاہر ہے اس مقام پر کون ثبوت پیش کرے گا اور کہاں سے ثبوت لائے گا۔

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کو بدنام کرنے کے لئے اس میں ایسا عیب بیان کرے جو اس میں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں قید رکھیں گے یہاں تک کہ وہ اس عیب کو اس میں ثابت کر دے۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۳۶۴)

اس لئے آج ہی اس گناہ سے بچنے کا اہتمام کرنا ہوگا، خوب یاد رکھنا چاہئے کہ غیبت کی سزا بہت سخت ہے لیکن جھوٹے الزام کی سزا اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔

جھوٹ کی مذمت

تمہید

جھوٹ کا معنی ہے خلاف حقیقت بات کرنا یعنی اصل بات چھپا کر اس کے خلاف ظاہر کرنا۔

انسانی معاشرہ جن برائیوں سے زیادہ مضطرب اور بے چین ہوتا ہے ان میں سے ایک بڑی برائی جھوٹ ہے، جس سے بے اعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے، جبکہ انسانی زندگی کے بہت سارے اُمور باہمی اعتماد کی بنیاد پر انجام دیے جاتے ہیں اور اعتماد کو جتنی تقویت سچ سے ملتی ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں ملتی، اسی طرح اعتماد کو جتنا نقصان جھوٹ سے پہنچتا ہے اتنا کسی اور چیز سے نہیں پہنچتا۔

لہٰذا کسی بھی شخص کیلئے اپنا اعتماد بحال رکھنے کے لئے سچ سے وابستہ رہنا اور جھوٹ سے بچنا انتہائی اہم ہے۔

جھوٹ بولنے والا شخص اہل دنیا کی نظروں میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور اللہ کے ہاں بھی سخت مجرم ہوتا ہے۔ جھوٹ کو احادیث میں منافق کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

جھوٹ سے انسان وقتی طور پر اپنا کام چلا لیتا ہے اور معمولی سا نفع حاصل کر لیتا ہے لیکن آئندہ ہمیشہ کے لئے اعتماد اور عزتِ نفس مجروح ہو جاتے ہیں، اس کے بعد بہت سارے نفع بخش معاملات میں اپنے عدم اعتماد کی وجہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

آیات مبارکہ

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾ (البقرۃ)

اور انہیں دردناک عذاب ہوگا کیونکہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١٩﴾ (المآئدۃ)

(قیامت کے دن) اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔ ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ ان سے ہمیشہ راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ (النحل)

جھوٹ تو وہی لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ (الحج)

پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾ (عنکبوت)

اور ہم ان سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں۔ اللہ ضرور دیکھے گا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ (الزمر)

اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتے جو حد سے گزرنے والا اور جھوٹا ہو۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ (الزمر)

قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا، ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب عقوق الوالدین من الکبائر)

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، پھر (سیدھے ہو کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: سن لو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، سن لو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح (بار بار) فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ (شاید) آپ خاموش نہ ہوں گے۔

تشریح: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جنتی عمل کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچ بولنا۔ جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو ایمان لاتا ہے اور جب ایمان لے آیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول! جہنمی عمل کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ بولنا۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو کفر کرتا ہے اور جب کفر کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ (مسند احمد)

سچ اور جھوٹ کا انجام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلۃ: باب قبح الکذب وحسن الصدق)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

تشریح: غزوہ تبوک کے موقع پر جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے اور اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس آکر ان لوگوں کو بلایا اور ان سے باز پرس فرمائی تو منافقین نے جھوٹے بہانے لگا کر معذرت کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول بھی فرما لیا، لیکن حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے سچ سچ بول دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر میں کسی دنیا دار شخص کے

پاس ہوتا تو اپنی چرب زبانی سے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا، اور اس موقع پر اگر میں کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی سے بچ بھی جاتا تو ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے ناراض کر دیتا (یعنی وحی بھیج کر اصل حقیقت کی خبر آجاتی جیسا کہ منافقین کے متعلق ایسا ہی ہوا) اور اگر میں سچ بولوں گا تو فی الوقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ناراض تو ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر کی توقع رہے گی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سچی بات کہہ دی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ کی قسم! میں بالکل معذور نہ تھا اور ان ایام میں جتنا مالدار تھا اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا، یعنی مال کی کمی کا بھی کوئی عذر نہیں تھا، بس غفلت ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سخت ناراضگی فرمائی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم جاری فرما دیا کہ ان کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کیا جائے، ان سے نہ کوئی کلام کرے اور نہ ہی کوئی معاملہ کرے اور پچاس دن تک یہ سلسلہ جاری رہا، جب چالیس دن گزرے تو مزید حکم یہ جاری ہوا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدگی اختیار کر لیں، بالآخر پچاس دن کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی تو ان کو خود اپنی اس صداقت پر ناز ہوا، خود فرماتے ہیں: اسلام لانے کے بعد اللہ نے مجھ پر کوئی ایسا احسان نہیں کیا جس کی عزت میرے دل میں اس سچائی سے زیادہ ہو جس کا اظہار میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ (منافقین) لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے جھوٹ بول کر اپنے کو بچا لیا تھا۔

(بخاری فی المغازی)

کسی کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولنا

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب التشدید فی الکذب)

حضرت بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو گفتگو میں قوم کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کی بربادی ہے، اس کی بربادی ہے۔

سنی سنائی بات بیان کرنا بھی جھوٹ ہے

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع)

حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔

جھوٹ کا اثر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ

(جامع ترمذی: جلد اول: باب البر والصلۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس (جھوٹ) کی بو کی وجہ سے اس آدمی سے ایک میل تک دور ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی مذمت

عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز: باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت)

حضرت مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: وہ جھوٹ جو مجھ پر لگایا جائے وہ اس طرح کا نہیں ہے جو کسی دوسرے کے اوپر لگایا جائے۔ مجھ پر جو شخص جھوٹ لگائے یا میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تشریح: حدیث میں جو وعید بیان ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بات نہیں فرمائی اس کے متعلق کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اس طرح غلط بات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرنا گویا ایک جھوٹ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کردی جائے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ایسا شخص اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے، صحابہ کرام اس معاملے میں بہت زیادہ محتاط رہتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات کے سمجھنے میں شک بھی ہوجاتا تو جب تک خود اس کی تحقیق نہ کرلیتے اسے آگے بیان نہ کرتے۔ اگر آگے بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی تو اس میں اپنا شک بھی ذکر کرتے کہ ہمیں شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا، یا یوں فرمایا۔

جھوٹی قسم کھا کر اپنا حق ثابت کرنا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ

لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرة بالنار)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارا تو اللہ اس کے لئے دوزخ کو لازم کر دے گا اور اس پر جنت کو حرام کر دے گا ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ معمولی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

جھوٹ بولنے کی ایک صورت

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب فی المعاریض)

حضرت سفیان بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہت بڑی خیانت ہے یہ بات کہ تم اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرو کہ وہ تمہاری اس گفتگو کو سچ سمجھے اور تم فی الواقع اس گفتگو کے ذریعہ جھوٹ بول رہے ہو۔

اتنی سی بات بھی جھوٹ لکھا جاتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الادب: باب التشدید فی الکذب)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میری والدہ نے مجھے بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے کہا کہ ارے ادھر آؤ میں تجھے چیز دوں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو نے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

کسی کو دھوکہ دینے کیلئے جھوٹ بولنا

عَنْ أَسْمَاءَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَتَشَبَّعَ مِنْ مَالِ زَوْجِي بِمَا لَمْ يُعْطِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب اللباس والزینۃ)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا: میری ایک سوکن ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ اگر میں اس پر یہ ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے فلاں مال دیا ہے حالانکہ میرے خاوند نے مجھے کوئی مال نہیں دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسی چیز کو ظاہر کرنے والا کہ جو چیز اسے نہ دی گئی ہو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔

صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنا

عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهٖ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکْذِبْ مَنْ نَمٰی بَیْنَ اثْنَیْنِ لِیُصْلِحَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُسَدَّدٌ لَیْسَ بِالْکَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَیْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَیْرًا أَوْ نَمٰی خَیْرًا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب الادب)

حضرت حمید بن عبدالرحمن اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو افراد کے درمیان صلح کرانے کے لئے اپنی طرف سے کوئی بات کردے (جو دوسرے نے نہیں کی) تو اس نے جھوٹ نہیں بولا۔ احمد و مسدد نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور اچھی بات از خود کہے وہ جھوٹا نہیں۔

خرید و فروخت میں جھوٹ بولنے کا نقصان

حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا وَإِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِهِمَا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب البیوع: باب اذا لم یوقت الخیار)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں، اگر دونوں سچ بولیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان دونوں کی بیع کی برکت ختم کردی جائے گی۔

تشریح: باہمی لین دین اور خرید و فروخت میں جھوٹ بولنے کے نقصانات اور وعیدیں بھی بہت ہیں اور سچ بولنے کے فضائل اور فوائد بھی بہت ہیں، اس لئے مسلمان کو کسی

معاملے میں بھی سچ کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچ بولنے والے اور امانتدار تاجر (قیامت کے روز) انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہونگے۔ (ترمذی)

جھوٹ اور ایمان جمع نہیں ہوسکتے

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ لَا ۔

(موطا امام مالک: الجلد الاول: حدیث نمبر 1713 : الباب المختلفة)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مؤمن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

جھوٹا خواب بیان کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب التعبیر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدترین افتراء پردازی (جھوٹ بولنا) یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھنا بیان کرے جو اس نے دیکھا نہ ہو۔

تشریح : ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے قیامت کے دن (بطور سزا) جَو کے دو دانے دیے جائیں گے کہ ان میں گرہ لگاؤ۔ اور وہ ان میں ہرگز گرہ نہیں لگا سکے گا (اس لیے جھوٹے خواب کی سزا پائے گا)

عہد شکنی کی مذمت

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر عہد شکنی کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا بلند کیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

(بخاری)
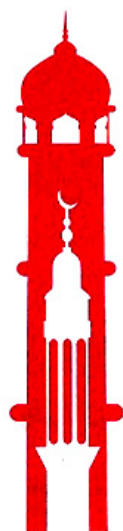
تمہید

دوسروں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدات اور وعدوں سے متعلق قرآن پاک میں بہت تاکید آئی ہے اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدۃ)

”اے ایمان والو! اپنے کیے ہوئے عہد و پیماں کو پورا کیا کرو“

دوسری جگہ اِرشاد ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل)

اور تم اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ اس کے بارے (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔

کسی دوسرے کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کے پورا نہ کرنے کو یا اس کے خلاف کرنے کو عہد شکنی کہتے ہیں، عہد شکنی پر بھی اللہ تعالیٰ نے سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ .... اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ (البقرۃ)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے پختہ عہد کو توڑ دیتے ہیں .... یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

فَبِمَا نَقْضِھِمْ مِّیْثَاقَھُمْ لَعَنّٰھُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَھُمْ قٰسِیَۃً (المائدۃ:۱۳)

ان کے اپنا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔

ایک حدیث میں وعدہ خلافی کرنے کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے ہمیشہ کسی سے وعدہ کرتے وقت پہلے خود اپنا جائزہ لے لیا جائے کہ میں اس کو پورا کر سکتا ہوں یا نہیں اگر اس کے پورا کرنے کا کامل یقین ہو تو پھر وعدہ کرنا

چاہیے اس کے باوجود اگر غیر اختیاری طور پر کوئی عذر پیش آجائے تو دوسرے کو اس کی وجہ بتا کر مطمئن کیا جائے۔ وعدہ کر کے اس کے پورا نہ کرنے پر وعدہ خلافی کا گناہ بھی ہوتا ہے اور دوسرے کو اس کی وجہ سے پریشان کرنے کا گناہ بھی۔

عہد شکنی کا وبال

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: باب یدعی الناس بآبائهم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر عہد شکنی کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

دشمن سے معاہدہ کی پاسداری

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْقِيَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنْ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ

(سنن ابو داؤد: کتاب الجهاد)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) قریش نے مجھے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو (اللہ نے) میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم! اب میں ان کی (قریش کی) طرف لوٹ کر کبھی نہ جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہ تو میں عہد شکنی کرتا ہوں اور نہ قاصد کو قید کرتا ہوں لہذا اب تو تم واپس لوٹ جاؤ اور اگر پھر بھی تمہارے دل میں وہ بات (اسلام کی محبت) رہتی ہے جو اب ہے تو پھر دوبارہ آجانا ابورافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں واپس چلا آیا پھر دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

تشریح: باہمی معاہدات کو نبھانے سے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے شمار واقعات ہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ جب دونوں باپ بیٹا مسلمان ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے مکہ سے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے جب مکہ سے روانہ ہو رہے تھے تو راستے میں ابوجہل سے اس وقت ملاقات ہوئی جب ابوجہل بدر کے معرکہ کیلئے اپنا لشکر لے کر روانہ ہو رہا تھا اس نے ان دونوں باپ بیٹا کو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے جا رہے ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ پھر ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اس لیے کہ تم وہاں جا کر ہمارے ہی خلاف لڑائی کرو گے، اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے وعدہ کیا کہ تم ہمیں جانے دو ہم تمہارے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوں گے بلکہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں گے۔ چنانچہ ابوجہل نے اِنھیں چھوڑ دیا۔ جب یہ دونوں حضرات مدینہ طیبہ داخل ہوئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے صحابہ کے ہمراہ غزوہ بدر کے لیے روانہ ہو چکے تھے راستے میں ملاقات ہوئی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر کی کارگزاری سنائی اور یہ بھی بتایا کہ ہم ابوجہل سے اس کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہونے کا وعدہ بھی کر چکے ہیں اور

اسی وعدے پر ہمیں چھوڑا گیا ہے، اور اب اس جنگ میں شرکت کی خواہش بھی ظاہر کی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ کہہ کر جہاد میں شریک ہونے سے روک دیا اور واپس بھیج دیا کہ تم ابوجہل سے جو وعدہ کر چکے ہو اس پر قائم رہنا ضروری ہے، اس کی مخالفت جائز نہیں۔ لہذا یہ دونوں صحابی اپنے اس وعدے کی بنا پر غزوہ بدر جیسے عظیم الشان معرکے میں شریک ہونے سے محروم رہ گئے۔ (اصابہ)

اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اسلامی اصولوں پر کاربند رہنے کا کس حد تک پابند بناتا ہے خواہ اس میں اپنے ذاتی مفاد بھی چھوڑنے پڑیں۔ یہی وہ بنیاد ہے جس کو اختیار کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کا قرب بھی حاصل کیا اور نصرت خداوندی کے مستحق بھی بنے۔

دشمن سے عہد نبھانا

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ يَقُولُ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ فِي بِلَادِهِمْ حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَجُلٌ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ (جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب الجهاد : باب فی الغدر)

حضرت سلیم بن عامر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل روم کے درمیان معاہدہ صلح تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے علاقے کی طرف اس ارادے سے پیش قدمی کرنے لگے کہ جیسے ہی صلح کی مدت پوری ہو، ان پر حملہ کر دیں۔ اسی اثناء میں ایک سوار یا گھڑسوار (راوی کو شک ہے) یہ کہتا ہوا

آیا کہ اَللّٰہُ اَکْبَر تم لوگوں کو وفاء عہد کرنا ضروری ہے عہد شکنی نہیں۔ دیکھا گیا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہ تھے۔ حضرت معاویہ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ معاہدے کو نہ توڑے جب تک اس کی مدت ختم نہ ہو جائے اور نہ اس میں تبدیلی کرے یا پھر اس عہد کو ان کی طرف پھینک دے (یعنی معاہدہ ختم کرنا ہو تو اس کی ان کو اطلاع کی جائے) تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ہمارے اور ان کے درمیان صلح نہیں رہی۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان) سن کر حضرت معاویہ لشکر لے کر واپس ہو گئے۔

ایسا وعدہ نہ کرو جسے پورا نہ کر سکو

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: کتاب البر والصلہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، مزاح نہ کرو اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو۔ جسے تم پورا نہ کر سکو۔

امانت میں خیانت کرنا

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے"۔

(بخاری)

تمہید

امانت کا مفہوم

امانت کا معنی ہے کسی پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی چیز اس کے حوالے کر دینا، پھر دوسرا شخص اس کے اعتماد پر پورا اُترتے ہوئے اگر اس چیز کی حفاظت کرے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے تو یہ امانت میں دیانت ہے۔ اور اگر وہ اس میں لاپرواہی برتے اور اس کی لاپرواہی کے نتیجے میں وہ چیز ضائع ہو جائے یا وہ خود ضائع کر دے تو یہ خیانت ہے۔

اس معنی کی روشنی میں سمجھ لینا چاہئے کہ امانت کا تعلق صرف مال اور پیسے کے ساتھ نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم بہت وسیع ہے، کسی کے پاس اپنا مال اور پیسہ رکھنا بھی امانت ہے اس کے علاوہ حکمران کے ہاتھ میں ملک اس کی قوم کی امانت ہے، ہر عہدہ والے کے پاس اسکا عہدہ امانت ہے، ہر ملازم کے لئے اس کی ملازمت کے اوقات امانت ہیں، استاد کے پاس اس کے شاگرد امانت ہیں، کسی نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی راز کی بات بتائی تو وہ بھی امانت ہے۔ مزید یہ کہ ہماری زندگی اور ہمارا وجود اور اِس وجود کا ہر ہر عضو اللہ کی امانت ہے۔

اس قسم کے تمام معاملات میں ایک مسلمان پر وہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو کسی کے پاس اپنا پیسہ رکھوانے کی صورت میں عائد ہوتی ہے کہ اس میں کسی ایسے تصرف کی اجازت نہیں جس سے اس امانت کو کوئی نقصان پہنچے۔

امانت کو ایمان کے ساتھ خاص تعلق حاصل ہے حدیث مبارکہ میں ہے:

"لا ایمان لمن لا امانة له" اس شخص کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں۔ اور صحیح مسلم کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں " ولا یغل احد کم حین یغل وھو مؤمن" تم میں سے کوئی خیانت کرنے والا ایسا نہیں کہ وہ خیانت بھی کر رہا ہو اور

وہ مؤمن بھی ہو۔ اور ایک حدیث میں امانت میں خیانت کرنے کو منافقت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ تین گناہوں سے یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہو اتو وہ جنت میں جائے گا۔

آیات مبارکہ

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ
(البقرۃ)

اگر آپس میں ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو جسے امانت دی گئی ہے وہ اسے ادا کردے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ (النسآء)

اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ (النسآء)

اللہ کسی بھی خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ (الانفال)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرنا، اور اپنی امانتوں میں بھی جان بوجھ کر خیانت کے مرتکب نہ ہونا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ (مؤمنون)

اور (کامیاب لوگوں میں سے) وہ لوگ (بھی ہیں) جو اپنی امانتوں اور عہد و پیماں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

خیانت کرنے والے سے خیانت نہ کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (سنن ابوداؤد : الجلد الثانی: کتاب البیوع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تمہارے پاس امانت رکھوائے اس کی امانت ادا کرو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

امانتوں کو ضائع کرنے کا زمانہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب العلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (نے کوئی جواب

نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سن تو لی لیکن اس کی بات آپ ﷺ کو ناگوار معلوم ہوئی، اسلئے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا کہ کہاں ہے (میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہ لفظ تھے) قیامت کا پوچھنے والا؟ سائل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں موجود ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا، اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کام نا اہل (لوگوں) کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کرنا۔

تشریح: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی نیند سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی اور اس کا ایک دھندلا سا نشان رہ جائے گا۔ پھر سوئے گا تو باقی امانت بھی اس کے دل سے نکال لی جائے گی۔ تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا۔ حالت یہ ہوگی کہ لوگ آپس میں خرید وفروخت کریں گے لیکن کوئی امانت کو ادا کرنے والا نہیں ہوگا یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی ہے اور کسی کے متعلق کہا جائے گا کہ کس قدر عقلمند ہے، کس قدر سمجھدار ہے اور کس قدر بہادر ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان نہ ہوگا۔ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) ہم پر ایک زمانہ ایسا گزر چکا ہے کہ کسی کے ہاتھ خرید وفروخت کرنے میں کچھ پرواہ نہ ہوتی تھی (یعنی سب لوگ امانتدار ہوتے تھے) اگر مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام اور نصرانی ہوتا تو اس کے مددگار خیانت سے باز رکھتے، لیکن آجکل فلاں فلاں (یعنی خاص) لوگوں سے ہی خرید وفروخت کرتا ہوں۔ (بخاری: فی الرقاق)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ عمران رضی اللہ عنہ (راوی) کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لیے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا۔ اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے اور ان پر موٹاپا عام ہو جائے گا۔ (بخاری)

خیانت کرنے والا منافق ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب علامۃ المنافق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے"۔

تشریح: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ ایک اور حدیث میں چوتھی نشانی بھی بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالی دے (بخاری)۔ ایک تیسری حدیث میں ہے کہ ایسا شخص منافق ہے اگرچہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھے۔ (مسلم)

منافق اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی دنیاوی مصلحت یا منفعت کے پیش نظر زبان سے مسلمان ہونے کا اِظہار کریں اور ظاہراً مسلمانوں جیسے کام بھی کریں لیکن دل سے کفر پر راضی ہوں اور اسی پر قائم ہوں، قرآن پاک میں ایسے لوگوں کی بہت سخت مذمت بیان

کی گئی ہے اوران کو عام کفار سے بھی زیادہ برا سمجھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی سزا بھی عام کافروں سے زیادہ سخت ہے۔ اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ”اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ“ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے (جس میں سب سے زیادہ سخت عذاب ہے)، اسلام میں جب منافقین کو اسقدر ناپسند سمجھا گیا ہے تو ہمیں اُن جیسے اعمال بالخصوص وہ اعمال جو اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں ان سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ مسلمان ہو کر منافقوں جیسے کام کرنا مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

ایک سوئی کی خیانت پر عتاب

عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَمِیرَۃَ الْکِنْدِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ مِنْکُمْ عَلٰی عَمَلٍ فَکَتَمَنَا مِخْیَطًا فَمَا فَوْقَہٗ کَانَ غُلُولًا یَأْتِیْ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَقَامَ إِلَیْہِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الْأَنْصَارِ کَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اقْبَلْ عَنِّیْ عَمَلَکَ قَالَ وَمَا لَکَ قَالَ سَمِعْتُکَ تَقُولُ کَذَا وَکَذَا قَالَ وَأَنَا أَقُولُہُ الْآنَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاہُ مِنْکُمْ عَلٰی عَمَلٍ فَلْیَجِئْ بِقَلِیْلِہٖ وَکَثِیْرِہٖ فَمَا أُوتِیَ مِنْہُ أَخَذَ وَمَا نُہِیَ عَنْہُ انْتَہٰی

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الامارۃ: باب غلظ تحریم الغلول)

حضرت عدی بن عمیر کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس آدمی کو ہم کسی پر عامل مقرر کریں اور اس نے ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کسی کم چیز کو چھپالیا تو یہ خیانت ہوگی اور وہ قیامت کے دن اسے لے کر حاضر ہوگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی انصار میں سے کھڑا ہوا گویا میں اسے ابھی دیکھ رہا ہوں، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھ سے اپنا کام

واپس لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیا ہوا اس نے عرض کیا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کو ہم کسی کا عامل مقرر کریں تو اسے چاہیے کہ وہ ہر کم اور زیادہ چیز لے کر آئے، پھر اس کے بعد اسے جو دیا جائے وہ لے لے اور جس چیز سے اسے منع کیا جائے اس سے رک جائے۔

خیانت کرنے سے اللہ کی ناراضگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ: »وَجَاءَ الشَّيْطَانُ«

(اسنادہ حسن، رواہ ابوداؤد ورزین بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”جب دو شراکت داروں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی سے خیانت نہیں کرتا تو میں ان کا تیسرا ہوتا ہوں، جب وہ اس سے خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں میں سے نکل جاتا ہوں۔“ ابوداود نے اسے درج کیا ہے۔ اور رزین نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: ”اور شیطان آجاتا ہے۔“

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حکمرانوں کے لیے تباہی ہے، ان کے ماتحت افسروں اور کارندوں کے لیے ہلاکت ہے، دنیا میں جن لوگوں کو امین سمجھ کر امانتیں ان کے سپرد کی گئیں، ان کے لیے بھی ہلاکت ہے، یہ (تینوں قسم کے) لوگ قیامت کے دن تمنا کریں گے: کہ کاش! ان کے سر کے بال ثریا ستارے کے ساتھ باندھ دیے جاتے اور یہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتے رہتے اور یہ ذمہ داری قبول نہ کرتے۔ (مسند احمد)

تکبر کی مذمت کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث قدسی

کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا اِزار ہے جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھینے گا تو میں اسے جہنم میں ڈال دونگا اور میں اس کی بالکل پرواہ نہیں کروں گا۔

(مسلم)

تکبر کا مفہوم

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

ایک حدیث میں تکبر کا معنی بیان کیا گیا ہے:

''الکبر بطر الحق وغمط الناس'' (مسلم: تحریم الکبر)

حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اس کے بالمقابل لفظ تواضع ہے جس کا معنی ہے لوگوں کو اپنے سے اعلیٰ اور خود کو لوگوں سے ادنیٰ سمجھنا، تکبر اللہ کی نظر میں جس قدر مذموم ہے تواضع اسی قدر محمود ہے۔ اور دونوں کا اثر اپنی حقیقت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے، تکبر کرنے والے کو پستی اور ذلت نصیب ہوتی ہے اور تواضع کرنے والے کو بڑائی اور عزت حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے ضرور بلندیاں عطا کرتا ہے۔ (مسلم)

تکبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ اور مذموم عمل ہے اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ'' ''یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

تکبر کا دنیا میں ایک نقصان یہ ہے کہ متکبر آدمی سے اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے کی توفیق سلب کر لیتے ہیں اور نیکی کا شوق اور جذبہ اس کے دل سے ختم کر دیتے ہیں چنانچہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ (اعراف: ۱۴۶)

میں ایسے لوگوں کو جو زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں اپنے احکام سے دور کر دوں گا (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اگر وہ ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے اور

گمراہی کا راستہ دیکھیں گے تو اسے اپنا طریقہ بنالیں گے۔

ایک دوسری جگہ اِرشاد ہے:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (مؤمن:۳۵)

ترجمہ: اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

ان آیات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو متکبر آدمی ہمیشہ اپنی برائی پر مطمئن ہوتا ہے اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھتا ہے درحقیقت یہی اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تکبر کی مذمت

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جآء فی الکبر)

حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے نفس کو اس کے مرتبے سے اونچا لے جاتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو وہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اسے بھی اسی عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جس میں وہ مبتلا ہوتے ہیں۔

تشریح: ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند فرماتا ہے (یعنی یہ بات مذموم نہیں ہے)۔ تکبر، حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' (صحیح مسلم)

یہی بات ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی تو اس پر حضرت عبداللہ بن قیس

انصاری رضی اللہ عنہ رونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو تم جنتی ہو۔ (اسد الغابہ)
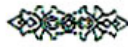
تکبر کی سزا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَخْتَالُ فِيهَا فَأَمَرَ اللهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا أَوْ قَالَ يَتَلَجْلَجُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القیمة)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی اپنے لباس میں تکبر کرتے ہوئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا۔ پس وہ اب زمین میں قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

تکبر کرنے کا انجام

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا فَقَالَ وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى

النَّارِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب فی النهی عن البغی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی ایک دوسرے کے برابر کے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک تو گناہ گار تھا اور دوسرا عبادت میں کوشش کرنے والا تھا۔ عبادت کی جدوجہد میں لگے رہنے والا ہمیشہ دوسرے کو گناہ کرتا ہی دیکھتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ ان گناہوں سے رک جا۔ ایک روز اس نے اسے کوئی گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ اس گناہ سے رک جا ! تو گناہ گار نے کہا کہ مجھے میرے رب کے ساتھ چھوڑ دے۔ کیا تو مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہیں کریں گے، یا کہا کہ اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا، پھر ان دونوں کی روحیں قبض کر لی گئیں تو دونوں کی روحیں رب العالمین کے سامنے جمع ہوئیں تو اللہ نے عابد سے فرمایا: کیا تو اس چیز پر جو میرے قبضہ قدرت میں ہے قادر ہے؟ اور گناہ گار سے فرمایا کہ جا میری رحمت کی بدولت جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے (عابد) کے لئے فرمایا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس عابد نے ایسا کلمہ کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ کر دیں۔

متکبرین کا آخرت میں حشر

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ یُحْشَرُ الْمُتَکَبِّرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِی صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ فَیُسَاقُوْنَ إِلَی سِجْنٍ فِی جَهَنَّمَ یُسَمَّی بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْیَارِ یُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِینَةَ الْخَبَالِ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفۃ القیٰمۃ)

حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے، ہر طرف سے ذلت اُن پر چھا جائے گی، پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف دھکیلے جائیں گے، جس کا نام بُولَس ہے ان پر آگ چھا جائے گی اور انہیں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی جو سڑا ہوا بد بودار کیچڑ ہے۔

تشریح: کبریائی اللہ کی صفت ہے اور عجز و انکساری بندے کی صفت ہے بندے کا حسن وکمال اس میں ہے کہ وہ عاجز بن کر رہے اور کبر و بڑائی اللہ کے لئے تسلیم کرے جو بندہ اس بات کو تسلیم نہ کرے تو اس کے لئے ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سخت وعید بیان فرماتے ہیں:

الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منهما القیتہ فی جهنم ولا اُبالی (مسلم، ابوداؤد)

ترجمہ: کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا اِزار ہے جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھینے گا تو میں اسے جہنم میں ڈال دونگا اور میں اس کی بالکل پرواہ نہیں کروں گا۔

مذکورہ حدیث میں متکبرین کی یہ سزا بیان کی ہے کہ اُنھیں عام جہنمیوں کی طرح جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اُن کے لئے جہنم کا خاص حصہ ہے جس کا نام بولس ہے اُس میں ڈالا جائے گا جہاں آگ اور پیپ اور بد بودار کیچڑ ہوگا۔ (اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ)

جن دو گناہوں کی سزا دنیا میں مل جاتی ہے

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ تَعَالَىٰ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی النهی عن البغی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ اس لائق نہیں ہے کہ اللہ اس کے کرنے والے کو دنیا میں سزا جلدی دے دیں۔ اس کی آخرت کی سزا کے ساتھ مثل تکبر اور قطع رحمی کے (یعنی تکبر اور قطع رحمی، ان دو گناہوں کی سزا اللہ دنیا میں بھی دیتے ہیں اور آخرت میں تو الگ عذاب ہے ہی)۔

تواضع اور تکبر کا نتیجہ

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ، فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ، وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللهُ، فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہیں۔ (جس کی وجہ سے) وہ اپنے خیال میں اور اپنی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نگاہ میں وہ اونچا ہوتا ہے اور جو شخص تکبر کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتے ہیں (جس کی وجہ سے) وہ لوگوں کی نگاہوں میں چھوٹا ہوتا ہے اور اپنی نظر میں بڑا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

متکبرانہ لباس

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثِيَابَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب اللباس والزینة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنا کپڑا تکبر سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائیں گے۔

تواضع اور تکبر کا اثر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ بِيَدِ الْمَلَكِ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيلَ لِلْمَلَكِ: ارْفَعْ حِكْمَتَهُ، وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهُ. (السلسلة الصحيحة: حدیث نمبر: ۲۱۳۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے سر (دماغ) میں حکمت (عقل) ہوتی ہے جس پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ: اس کی حکمت کو بڑھا دو اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ: اس کی حکمت و دانائی میں کمی کر دو۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متکبر آدمی حکمت و دانائی سے خالی ہوتا ہے اور متواضع شخص حکمت و دانائی کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے، اگر یہی بات ہم اپنے معاشرے میں دیکھیں تو اس کی کئی مثالیں دیکھنے کو ملیں گی۔ اسی بات کا اثر ہوتا ہے کہ متکبر آدمی لوگوں کی نظروں میں قابل نفرت ہوتا ہے اور متواضع آدمی قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے۔

ریاکاری کی مذمت

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھلانے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، اور جس نے دکھلانے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔

(مسند احمد)

ریا کا مفہوم

ریا کا معنی ہے اچھے کاموں اور اچھی عادتوں کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنی قدر و منزلت کا طلبگار ہونا ، یعنی جن کاموں کے ذریعے اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اُن کاموں کے ذریعے لوگوں کی نظر میں اچھا بننے کی خواہش رکھنا ، یہ چیز اللہ کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ اور قابل مواخذہ جرم ہے، احادیث میں اسے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے ، اس پر قرآن پاک میں اور احادیث مبارکہ میں سخت ترین وعیدیں بیان کی گئی ہیں ، اس کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان دنیا میں اعمال کی مشقت اور بعض کاموں میں بھاری بھاری اخراجات برداشت کرتا ہے اور اس کے باوجود آخرت میں عذاب میں مبتلاء کر دیا جاتا ہے۔ ہر عمل کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ وہ محض اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے ، لوگوں کی خوشنودی اور ان سے تعریف کرانا مطلوب نہ ہو لیکن اس نیت کے باوجود اگر کوئی تعریف کر دے تو یہ مذموم نہیں ۔ حضور ﷺ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ ایک شخص نیک عمل کرتا ہے اور اس کی نیت صرف اللہ کی رضا ہو اور اس پر لوگ اس کی تعریف کریں تو کیا یہ ریا کاری میں داخل ہوگا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ تو اسے جلدی ملنے والی بشارت ہے۔ (مسلم)

آیات مبارکہ

ریاکاری سے متعلق ارشادات باری تعالیٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ (البقرۃ: ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱۸۸ (اٰل عمران)

کبھی گمان بھی نہ کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے کیے ہوئے کاموں پر خوش ہوتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ جو اچھے کام نہیں کیے ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے تم ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ وہ عذاب سے بچے رہیں گے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝۳۸ (النساء: ۳۸)

اور جو لوگ اپنے اموال کو لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس کا شیطان ساتھی ہو جائے وہ بدترین ساتھی ہے

وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰىۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۱۴۲ۙ (النساء: ۱۴۲)

اور جب وہ (منافق لوگ) نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی غفلت کے ساتھ (سست بن کر) کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کو دکھلانے کے لیے اور اللہ

تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾ (الانفال:۴۷)

اوران لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جواپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اورلوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے نکلے اوراللہ کے راستے سے روکتے تھے اوروہ جوکچھ کررہے تھے اللہ اس کوگھیرنے والا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ﴿٤﴾ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ﴿٦﴾ (الماعون)

ایسے نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔ جونماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔ جواپنے کاموں میں دکھلاوا کرتے ہیں۔

ریاکاری شرک ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ قَالَ قُلْنَا بَلَى فَقَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ

(سنن ابن ماجه: كتاب الزهد: باب الرياء والسمعه)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے توہم دجال کا ذکر کررہے تھے۔ آپ نے فرمایا: میں تم کووہ بات

نہ بتلاؤں جو میرے نزدیک دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہم نے عرض کیا ضرور بتلایئے آپ ﷺ نے فرمایا: پوشیدہ شرک اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو اور وہ اپنی نماز کو اس لئے سنوارے کہ کوئی دوسرا شخص اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہو۔

تشریح: بعض دوسری احادیث میں بھی اس قسم کے مضامین بکثرت آئے ہیں، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے دکھلانے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، اور جس نے دکھلانے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کرے گی لیکن وہ سورج اور چاند کی عبادت تو نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی پتھر اور بت کی پوجا کریں گے، البتہ اپنے اعمال میں ریاکاری کی صورت میں شرک کریں گے۔

(مسند احمد)

ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو قبر اطہر کے پاس بیٹھ کر روتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ تم کس بات سے رو رہے ہو؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے حضور ﷺ کا ایک فرمان یاد آ گیا جس پر میں رو رہا ہوں، وہ فرمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا سا دکھلاوا بھی شرک ہے، اور جس نے اللہ کے دوست سے دشمنی کی اس نے اللہ کو جنگ کی دعوت دی، اور اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو نیک اور متقی ہوں اور لوگوں کے ہاں نظر انداز کیے گئے ہوں، جب وہ موجود نہ ہوں تو کوئی انھیں تلاش نہ کرے، اور جب موجود ہوں تو نہ کوئی اُنھیں بلائے اور نہ ان کا کوئی تعارف کرے، (جبکہ) اُن کے دل ہدایت کے چراغ ہیں اور وہ تاریک فتنوں سے (اپنے دین کو بچاتے ہوئے باآسانی) نکل جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

قیامت کے دن ریاکاری کا انجام

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا جَمَعَ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر: من تفسیر سورۃ کہف)

حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا (یعنی کسی کو دکھانے کیلئے عمل کیا)۔ وہ اپنا ثواب اسی غیر اللہ ہی سے لے (جسے اس نے شریک کیا تھا) کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے اور تمام شرکاء سے زیادہ غنی ہے۔

تشریح : ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اعمال میں سے صرف وہ اعمال قبول فرماتے ہیں جو خالص اللہ ہی کیلئے کیے ہوں اور ان میں صرف اللہ ہی کی رضا مقصود ہو۔ (سنن نسائی)

ریاکاری والے اعمال کا انجام

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصُحُفٍ مُخَتَّمَةٍ فَتُنْصَبُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: اَلْقُوْا هٰذِهٖ وَاَقْبَلُوْا هٰذِهٖ. فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ مَا رَاَيْنَا اِلَّا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ هٰذَا كَانَ

لِغَيْرِ وَجْهِيْ وَاِنِّيْ لَا اَقْبَلَ الْيَوْمَ اِلَّا مَا ابْتَغِيْ بِهٖ وَجْهِيْ

(مجمع الزوائد والطبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن مُہر شدہ اعمال نامے لائے جائیں گے اور وہ اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے نامہ اعمال کے متعلق فرمائیں گے کہ ان کو قبول کرلو اور بعض کے متعلق فرمائیں گے کہ ان کو پھینک دو، فرشتے عرض کریں گے: آپ کی عزت وجلال کی قسم! ہم نے ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: وہ اعمال میرے لئے نہیں کیے گئے تھے اور آج میں صرف وہ اعمال قبول کروں گا جو محض میری رضا حاصل کرنے کے لئے کیے گئے تھے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے عمل کے ذریعے لوگوں میں شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے حوالے کردیتا ہے اور اسے ذلیل ورسوا کردیتا ہے، یہ کہہ کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے۔ (مسند احمد)

ریاکاری سے بچنے کی دعا

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا هَذَا الشِّرْكَ فَإِنَّهُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ فَقَالَ لَهُ مَنْ شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَكَيْفَ نَتَّقِيهِ وَهُوَ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمْلِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ

(مسند احمد: مرویات عامر بن عبداللہ ابو موسیٰ اشعری)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! اس شرک (ریاکاری) سے بچو کیونکہ اس کی آہٹ چیونٹی کے چلنے کی آہٹ سے بھی ہلکی ہوتی ہے ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب اس کی آہٹ چیونٹی کی آہٹ سے بھی ہلکی ہوتی ہے تو پھر ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں دعا کیا کرو کرو: ''اللّٰھُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ'' اے اللہ! ہم اس بات سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں کہ کسی چیز کو جان بوجھ کر آپ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں اور اس چیز سے معافی مانگتے ہیں جسے ہم جانتے نہیں۔

ریاکاری سے کیا ہوا عمل

عَنْ جُنْدُبٍ الْعَلَقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللهُ بِهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الزھد: باب تحریم الریاء)

حضرت جندب علقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت لوگوں کو دکھا دیتے ہیں اور جو شخص لوگوں کو سنانے کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عبادت لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔

تشریح: ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں میں اپنے نیک اعمال کی شہرت چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ خواہش تو پوری کردیتے ہیں کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جاتی ہے، لیکن اس شہرت سے اس کا مقصد لوگوں کی نظروں

میں اچھا بننا اور اپنی نیک نامی ہوتا ہے، یہ چیز اسے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُسے لوگوں کی نظروں میں اور زیادہ چھوٹا اور حقیر کر دیتے ہیں۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی نیک کام میں دکھلاوے اور شہرت کی نیت سے لگے گا تو وہ جب تک اس نیت کو چھوڑ نہ دے اس وقت تک وہ اللہ کی سخت ناراضگی میں ہوتا ہے۔ (ابن کثیر)

ریاکاری کا انجام

أَنَّ شُفَيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالُوا أَبُو هُرَيْرَةَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثَ قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ عَلَيَّ طَوِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ إِلَى

الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ فَأَوَّلُ مَنْ يَدْعُو بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ وَرَجُلٌ يَقْتَتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لِلْقَارِءِ أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي قَالَ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عُلِّمْتَ قَالَ كُنْتُ أَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ فُلَانًا قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ قَالَ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا آتَيْتُكَ قَالَ كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقُولُ اللهُ لَهُ فِي مَاذَا قُتِلْتَ فَيَقُولُ أُمِرْتُ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى لَهُ كَذَبْتَ وَتَقُولُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُولُ اللهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ذَاكَ ثُمَّ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُكْبَتِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولَئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ الْوَلِيدُ أَبُو عُثْمَانَ فَأَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ شُفَيًّا هُوَ الَّذِي دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا قَالَ أَبُو عُثْمَانَ وَحَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ كَانَ سَيَّافًا لِمُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ بِهَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ فُعِلَ بِهَؤُلَاءِ هَذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ بَكَى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هَذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی الریاء والسمعه)

حضرت شُفیا اصبحی کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا گیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں بھی ان کے قریب ہوگیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا، وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا ضرور بیان کروں گا پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس وقت میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا، اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے، تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا، پھر انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے نزول فرمائیں گے، اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل گری پڑی ہوگی، پس جنہیں سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ تین شخص ہوں گے: ایک حافظ قرآن، دوسرا شہید اور تیسرا دولت مند شخص۔ اللہ تعالیٰ قاری سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں یا اللہ۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں اسے دن اور رات پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم جھوٹ بولتے ہو، اسی طرح فرشتے بھی اسے جھوٹا کہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اس لئے ایسا کرتے تھے

کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے، چنانچہ وہ تو کہہ دیا گیا۔ پھر مالدار آدمی کو پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں مال میں اتنی وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟ وہ عرض کرے گا: ہاں یا اللہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو چاہتا تھا کہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے چنانچہ ایسا کہا جا چکا۔ پھر شہید کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا؟ وہ کہے گا اے اللہ تو نے مجھے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا، پس میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس یہ بات کہی جا چکی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: پھر نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے انہی تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔ ولید ابو عثمان مدائنی کہتے ہیں مجھے عقبہ نے بتایا کہ یہی شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جلاد تھے کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ کے پاس ایک آدمی آیا اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بتائی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تینوں کا یہ حشر ہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا! پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ وہ اب فوت ہو جائیں گے اور ہم نے کہا یہ آدمی ہمارے پاس شر لے کر آیا ہے، پھر جب حضرت امیر معاویہ کو ہوش آیا تو آپ نے چہرہ پونچھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا، پھر یہ آیت پڑھی

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا

يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۱۔ ھود: ۱۵)

ترجمہ: جو شخص دنیاوی زندگی اور اس کی رونق چاہتا ہے ہم ایسے لوگوں کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دیدیتے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں رکھتے، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں، پس جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ ضائع ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہو گئے۔

ریاکاری سے قرآن پڑھنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحَزَنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحَزَنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِأَعْمَالِهِمْ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الریاء والسمعه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غم کے کنویں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو! صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس میں کون داخل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ریاکاری سے قرآن پڑھنے والے“

تشریح: ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے علم اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے حاصل کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (ترمذی)

ریاکاری کرنے والا اجر سے محروم ہے

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهُ. فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا شَيْءَ لَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ.

(سنن نسائی: حدیث نمبر ۳۱۴۲)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا: آپ ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو جہاد کرتا ہے، اور جہاد کی اجرت ومزدوری چاہتا ہے، اور شہرت وناموری کا خواہشمند ہے، اسے کیا ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کے لیے کچھ نہیں ہے" اس نے اپنی بات تین مرتبہ دہرائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے یہی فرماتے رہے کہ اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لیے ہو، اور اس سے اللہ کی رضا مقصود ومطلوب ہو"۔

گانا، موسیقی اور آلاتِ موسیقی

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجے اور طنبور اور صلیب اور جاہلیت والے کاموں کو مٹا دوں۔

(مسند احمد)

تمہید

اگر ہم اپنے معاشرتی مسائل پر نظر ڈالیں تو سب سے زیادہ اضطراب پیدا کرنے والی چیز آپس میں اعتماد کا نہ ہونا ہے اور اعتماد کو سب سے زیادہ خراب کرنے والی چیز جھوٹ بولنا، کسی سے وعدہ کر کے اس پر پورا نہ اُترنا، اور امانتوں میں خیانت کرنا ہے، ان تینوں باتوں کو حدیث مبارکہ میں منافقت کی علامت قرار دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: منافقت گانا سننے سے پیدا ہوتی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ

گانا دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے

(شعب الایمان للبیہقی)

حضرت عثمان لیثی فرماتے ہیں کہ گانے سے بچو کیونکہ یہ شرم وحیا کو ختم کرتا ہے، شہوت نفسانیہ کو بڑھاتا ہے اور اخلاق ومروّت کو ختم کرتا ہے اور نشے میں شراب کا نائب ہے اور زنا کا محرک ہے۔ (روح المعانی)

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ گانا زنا کا منتر ہے۔

ان باتوں کے پیش نظر اگر آدمی گانے سے اجتناب کرلے تو بہت سارے مفاسد سے بچ سکتا ہے۔

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گانا اور موسیقی سننے کی مذمت

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب کراهیة الغناء والزمر)

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک بار کہیں موسیقی کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیں اور اس راستہ سے دور ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ اے نافع! کیا تجھے کچھ سنائی دیتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ نافع کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹا لیں اور کہا کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی آواز سنی تو آپ نے یہی عمل کیا تھا۔

تشریح: ساز باجے تو بہت بڑی چیز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گھنٹی کی آواز سننا بھی گوارا نہ تھا، جب کبھی دورانِ سفر سامنے سے گھنٹی کی آواز سنائی دیتی تو اپنے ساربان سے فرماتیں کہ رُک جاؤ تاکہ یہ آواز سننے میں نہ آئے۔ اور جب کبھی پیچھے سے گھنٹی کی آواز سنائی دیتی تو فرماتیں کہ جلدی چلو تاکہ میں اس آواز کو نہ سن سکوں۔ (مسند احمد)

گانا سننے پر عذاب

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَتٰى ذَاكَ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی اشراط الساعه)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں خسف (زمین میں دھنسائے جانے)، مسخ (شکلیں بگڑنے) اور قذف (پتھروں کی برسات) کے عذاب آئیں گے، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب گانے والیوں اور باجوں کو رواج ہو جائے گا اور شرابیں پی جانے لگیں گی۔

گانے کی آواز پر بھی لعنت

عَنْ اَنَسٍ وَعَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْاُخْرٰی مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ (کنز العمال، بزار)

حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی گئی ہے، ایک خوشی کے موقعہ پر باجے تاشے کی آواز، دوسرا مصیبت کے موقعہ پر آہ و بکا اور نوحہ کرنے کی آواز۔

تشریح: اس مقام پر علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قلب انسانی پر دو حالتیں طاری ہوتی ہیں، ایک غم کی حالت اور دوسری خوشی کی حالت، غم کی حالت بالعموم اس وقت طاری ہوتی ہے جب انسان کی کوئی متاع عزیز گم ہو جائے اس کے برعکس خوشی کی حالت اس وقت طاری ہوتی ہے جب انسان کو کوئی اچھی چیز مل جائے۔ ان دونوں حالتوں کی مناسبت سے دو عبادتیں رکھی گئی ہیں، غم کی حالت میں صبر کرنا اور اللہ کی مشیت پر راضی رہنا عبادت ہے اور خوشی کی حالت میں اللہ کی عطا اور انعام پر شکر ادا کرنا عبادت ہے اور صبر و شکر در حقیقت بڑی عظیم عبادتیں ہیں جن کے فضائل و فوائد قرآن کریم اور احادیث میں بکثرت آئے ہیں، شیطان نے کمال عیاری سے کام لے کر ان دونوں موقعوں پر عبادتِ الٰہی سے ہٹانے اور ثواب کمانے سے محروم کرنے کے لئے انسان کو دو ایسے کاموں میں لگا دیا جو معصیت الٰہی اور بڑے گناہ ہیں یعنی غم کے موقع پر رونے دھونے، جزع فزع اور نوحہ میں لگا دیا اور خوشی کے موقع پر گانے بجانے اور رقص و سرور میں منہمک کر دیا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن"

(اقتباس از اسلام اور موسیقی)

گانے سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ۔

(کنز العمال، شعب الایمان للبیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گانا دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اُگاتا ہے۔

تشریح: آج جب کسی گانوں کے شیدائی کے سامنے گانے کی مذمت بیان کی جاتی ہے تو وہ اس کا منکر ہو جاتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اس میں تو کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ ایک قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی جس برائی کو بیان فرما رہے ہیں وہ اسی طرح غیر محسوس طریقے سے پیدا ہوتی ہے جیسے پانی کے اثر سے کھیتی غیر محسوس طریقے سے پیدا ہوتی ہے۔یعنی گانا گانے سے یا سننے سے دل میں منافقانہ خصلتیں جنم لیتی ہیں۔ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن اور ذِکر دل میں ایمان پیدا کرتے ہیں جیسے پانی سبزہ اُگاتا ہے (جامع صغیر)۔

معلوم ہوا کہ غیر محسوس طریقے سے اثرات مرتب ہوتے ہیں ورنہ مذکورہ چیزوں (آلات موسیقی) کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری اور نفرت کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

آلات موسیقی ختم کرنے کا حکم

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِیْ ھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَرَنِیْ لِمَحْقِ الْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْتَارِ وَالصَّلِیْبِ وَاَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ (مسند احمد، کنز العمال)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں باجے اور طنبور اور صلیب اور جاہلیت والے کاموں کو مٹا دوں۔

تشریح: اس حدیث سے موسیقی کے آلات کا مطلقاً رد معلوم ہو رہا ہے اور اگر اس کے ساتھ گانا بھی شامل ہو تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا، اسی لئے علماء کرام نے آلات موسیقی کے ساتھ اور گانے کے انداز میں قرآن پڑھنے کو اور نعت خوانی کو بھی ممنوع اور ناجائز قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی گھر میں کوئی تقریب تھی تو ایک شخص گردن ہلا ہلا کر گا رہا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اُف یہ تو شیطان ہے اس کو نکالو، اس کو نکالو! ۔ (ادب المفرد)

قربِ قیامت کے فتنے اور گانا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّتْ بِهَا الْبَلَاءُ وَفِيْهِ وَاتُّخِذَ الْقِيَانَ وَالْمَعَازِفَ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: کتاب الفتن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری اُمت پندرہ چیزوں کی عادی ہو جائے اس پر مصائب نازل ہوں گے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پندرہ چیزوں میں ایک یہ بھی بتائی کہ جب گانے والی عورتیں اور ساز باجے رواج پکڑ لیں۔

شراب کی حرمت

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شراب میں دس جہت سے لعنت ہے۔ ایک تو خود شراب پر لعنت ہے اور شراب نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، اٹھانے والے اور جس کی خاطر اٹھائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والے اور پینے والے، پلانے والے سب پر لعنت ہے۔

(ابن ماجہ)

تمہید

بڑے بڑے حرام کاموں میں سے ایک کام شراب پینا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے اس کی حرمت کو بیان کیا ہے، ایک آیت میں اسے شیطانی عمل قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾

(مائدۃ: ٩٠)

اے ایمان والو! یقیناً شراب اور جوا اور بت اور جوے کے تیر گندے شیطانی کام ہیں تم ان سے بالکل علیحدہ ہو جاؤ تاکہ فلاح پاؤ۔

دوسری آیت میں فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

(مائدۃ: ٩١)

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، سو کیا تم (ان چیزوں سے) باز آتے ہو؟

شراب کی حرمت کی آیات جب نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر عمل کی عجیب عجیب مثالیں قائم کیں، حرمت کی آواز سنتے ہی سب صحابہ کرام نے ہمیشہ کے لئے اس سے توبہ کر لی اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اور شراب سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مشکیزے اور جام توڑ دیے اور کسی نے اپنے دنیاوی نقصان کی پرواہ نہ کی۔

شراب پینے والے شخص کی اس مجرمانہ حرکت پر شرعاً 80 کوڑے سزا متعین ہے۔ کہ جب اس کا مرتکب خود اپنی غلطی کا اقرار کر لے یا دو معتبر آدمی اس کے خلاف گواہی دیدیں تو حاکم وقت کے ذمہ ہے کہ وہ اسے 80 کوڑے لگائے۔ (فتاوی دار العلوم)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شراب کی حرمت کا حکم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ يَوْمَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي بَيْتِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُهُمْ إِلَّا الْفَضِيخُ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي فَقَالَ اخْرُجْ فَانْظُرْ فَخَرَجْتُ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَاهْرِقْهَا فَهَرَقْتُهَا فَقَالُوا أَوْ قَالَ بَعْضُهُمْ قُتِلَ فُلَانٌ قُتِلَ فُلَانٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ " لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ "

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربۃ: باب تحریم الخمر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس دن شراب حرام کی گئی اس دن میں حضرت ابوطلحہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا، وہ شراب خشک کشمش اور چھواروں کی بنی ہوئی تھی، اسی دوران میں نے ایک آواز سنی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ باہر نکل کر دیکھو! میں باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک منادی آواز لگا رہا ہے: آگاہ رہو! کہ شراب حرام

کردی گئی ہے راوی کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی تمام گلیوں میں شراب بہہ رہی تھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ باہر نکل کر اس شراب کو بہا دو تو میں نے باہر جا کر اس شراب کو بہا دیا، لوگوں میں سے کسی نے کہا فلاں فلاں شہید کر دیئے گئے اور ان کے پیٹوں میں تو شراب تھی (یعنی جو لوگ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے وفات پا گئے یا شہید ہو گئے ان کا کیا بنے گا) راوی کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا حصہ ہے یا نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے (جواباً) یہ آیت نازل فرمائی:

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو پہلے کھا چکے جبکہ آئندہ پرہیزگار ہو گئے اور ایمان لائے اور نیک اعمال کئے

حرمت شراب کے بعد صحابہ کرام کی ثابت قدمی

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هَذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوا أَهْرِقْ هَذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ (صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب التفسیر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میرے گھر میں سوائے کھجور کی شراب کے اور کوئی شراب نہیں تھی، میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم کو معلوم نہیں، پوچھا کیا؟ تو انھوں نے خبر دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے، تو

لوگوں نے کہا اے انس! ان مٹکوں کو بہادو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی اور نہ اس آدمی کی (حرمتِ شراب کی) خبر دینے کے بعد کسی نے اس کے خلاف کوئی کام کیا۔
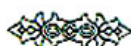
شراب پینے پر وعید

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قِيلَ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب ما جاء فی السکر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر نشہ آور چیز (جس سے حواس معطل ہو جائیں) شراب ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے اور جس شخص نے شراب پی لی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں ضائع ہو جائیں گی اور پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیں گے، پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ پیئے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ اللہ اس کو طینۃ الخبال پلائیں، پوچھا گیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اہل جہنم کی پیپ۔ اور فرمایا: جس نے کسی نابالغ لڑکے کو جسے حلال وحرام کی تمیز وشعور نہ ہو یہ شراب پلائی تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ اسے طینۃ الخبال پلائیں۔

دنیا میں شراب پینے والا جنت کی شراب سے محروم رہے گا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربۃ: باب عقوبۃ من شرب الخمر اذا لم یتب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے دنیا میں شراب پی تو وہ آخرت میں (جنت کی پاکیزہ شراب) نہیں پی سکے گا، سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لے۔

ہر نشہ آور چیز حرام ہے

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَابًا يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ مِنَ الشَّعِيرِ وَشَرَابٌ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ مِنَ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربۃ: باب بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقہ کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے علاقے میں ایک شراب جَو سے بنائی جاتی ہے جسے مِزر کہا جاتا ہے اور ایک شراب شہد کی بنائی جاتی ہے جسے بتع کہا جاتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔

شراب سے علاج کی ممانعت

عَنْ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربۃ: باب تحریم التداوی بالخمر)

حضرت وائل حضرمی سے روایت ہے کہ حضرت طارق بن سوید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بنانے سے منع فرمایا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا کہ شراب کا کچھ بنایا جائے، حضرت طارق نے عرض کیا کہ میں شراب کو دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

تشریح: حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں کوئی ناسور نکلا، بہت علاج کے باوجود وہ ٹھیک نہ ہوا بالآخر حکیموں نے پاؤں کاٹنے کو ضروری سمجھا اور عمل جراحی کیلئے حکیموں نے حضرت عروۃ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کو تھوڑی سی نشہ آور شراب پلائی جائے گی تاکہ زیادہ تکلیف نہ ہو، اس پر حضرت عروہ نے فرمایا: معاذ اللہ صحت کی خاطر میں حرام چیز استعمال کروں، ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور فرمایا کہ میں ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہوں اور تم اپنا کام کرو چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔ (سیرت التابعین)

شراب ہر برائی کی جڑ ہے

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ (ابن ماجہ: کتاب الاشربۃ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ: شراب نوشی مت کرنا کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

شراب کی وجہ سے دس لعنتیں

ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُعِنَتْ الْخَمْرُ عَلَى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ بِعَيْنِهَا وَعَاصِرِهَا وَمُعْتَصِرِهَا وَبَائِعِهَا وَمُبْتَاعِهَا وَحَامِلِهَا وَالْمَحْمُولَةِ إِلَيْهِ وَآكِلِ ثَمَنِهَا وَشَارِبِهَا وَسَاقِيهَا

(ابن ماجه: كتاب الاشربة)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شراب میں دس جہت سے لعنت ہے۔ ایک تو خود شراب پر لعنت ہے اور شراب نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، اٹھانے والے اور جس کی خاطر اٹھائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والے اور پینے والے، پلانے والے سب پر لعنت ہے۔

شراب پینے والے سے سلوک

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللهُ قَالَ لَا تَقُولُوا هٰكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الحدود)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جو شراب پئے ہوئے تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کو مارو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم میں سے بعض اس کو ہاتھ سے اور بعض اس کو جوتوں سے اور کوئی اپنے کپڑوں سے مار رہا تھا، جب مار چکے تو کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح نہ کہو اور شیطان کی اس پر مدد نہ کرو۔

تصاویر کی حرمت کا بیان

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس گھر میں فرشتے نہیں جاتے جس گھر میں کوئی تصویر ہو یا کتا ہو یا جنبی ہو۔

(سنن ابوداؤد)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهَا تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب اللباس: باب ما وطی من التصاویر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے، میں نے صحن میں ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا، جس پر تصویریں تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان کو ہوگا جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی نقل اتارتے ہیں (یعنی جانداروں کی تصویریں بناتے ہیں)۔

تشریح: ایک حدیث قدسی میں یہ مضمون اس طرح آیا ہے: اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اُن سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری مخلوق کی طرح کی چیزیں بناتے ہیں (یعنی تصویریں بناتے ہیں) تو ان کو چاہیے کہ ایک چیونٹی ہی پیدا کر کے دکھائیں یا ایک دانہ گندم یا ایک دانہ جو ہی پیدا کر دیں۔ (صحیح مسلم فی اللباس)

تصویر بنانے والے پر لعنت

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ

وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب الطلاق: باب مهر البغی والنکاح الفاسد)

حضرت جحیفہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گودنے والی اور گدوانے والی پر اور سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کی ہے اور کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی ہے۔

کتا، تصویر، جنبی والے گھرانے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ

(سنن ابو داؤد: الجلد الاول: کتاب الطهارة: باب فی الجنب یؤخر الغسل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس گھر میں فرشتے نہیں جاتے جس گھر میں کوئی تصویر ہو یا کتا ہو یا جنبی ہو۔

گھر میں کتے کی نحوست

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب اللباس: باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة)

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے آنے میں دیر کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام

سے ملاقات کی اور اپنی انتظار کی تکلیف کا تذکرہ فرمایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور نہ ہی اس گھر میں جس میں کتا ہو۔

تشریح: ایک اور حدیث حضرت سائب بن یزید حضرت سفیان بن زہیر شنوی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص کتا پالے نہ اس سے زراعت کو فائدہ ہو، نہ مویشیوں کو (کہ ان کی حفاظت کرے) تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے حضرت سائب نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے کہا اس کعبہ کے رب کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔ (بخاری: فی بدء الخلق)

اس حدیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت ہے۔ بعض دیگر روایات سے شکار کے لئے بھی کتا رکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے اس کے علاوہ شوقیہ طور پر یا کتوں کو آپس میں لڑانے کے لئے رکھنا سخت وعید کا باعث ہے۔

زیر استعمال اشیاء پر تصویر کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب البیوع: باب التجارۃ فیما یکرہ لبسۃ للرجال والنساء)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اندر تشریف نہیں لے گئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے اثرات پائے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں اللہ اور اس کے رسول کی خدمت میں توبہ کرتی ہوں میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو خریدا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والے قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

عبادت گاہوں پر تصویر کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَأُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الصلوٰۃ: هل ينبش قبور مشركی الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد لقول النبی ﷺ لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبياءهم مساجد)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ اُم حبیبہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما نے حبشہ میں ایک گرجا گھر دیکھا، اس میں تصویریں تھیں، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی ہوتا

اور وہ مر جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

بے جان چیزوں کی تصاویر کی اجازت

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهَذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب البیوع: باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح)

سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں ایسا ہوں کہ میرا ذریعہ معاش میرے ہاتھ کی صنعت ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا میں تجھ سے وہی چیز بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: کہ جس نے کسی چیز کی تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس میں جان ڈال دے، اس شخص نے بہت ٹھنڈی سانس لی اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیرا برا ہو، اگر تو تصویریں ہی بنانا چاہتا ہے تو تو ان درختوں کی تصویریں بنا لیا کر جن میں جان نہیں ہوتی۔

مانگنے سے اجتناب کرنا

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا۔ جو مانگنے سے بچے گا، اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچائے گا۔ جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا اور کسی کو صبر سے بہتر اور کشادہ چیز نہیں دی گئی

(جامع ترمذی)

تمہید

علماء لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس ایک دن کے بقدر بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر کپڑا ہو تو اسے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت و حاجت مانگنا حرام ہے، ہاں جس شخص کے پاس ایک دن کی بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر بھی کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے دست سوال دراز کرنا حلال ہے۔ جو محتاج وفقیر ایک دن کی غذا کا مالک ہو اور وہ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے زکوۃ لینا تو حلال ہے مگر لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے، جس مسکین ومحتاج کو ایک دن کی غذا بھی میسر نہ ہو اور وہ کمانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر ضرورت واحتیاج لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے، البتہ جو شخص کمانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں۔ چنانچہ زیادہ صحیح قول تو یہ ہے کہ ایسے شخص کو جو کما کر اپنا گزارہ کرسکتا ہو اس کو لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے، لیکن بعض حضرات مکروہ کہتے ہیں وہ بھی تین شرطوں کے ساتھ۔ اول یہ کہ دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ ہونے دے، دوم الحاح یعنی مانگنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، سوم یہ کہ جس شخص کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے اسے تکلیف وایذاء نہ پہنچائے۔ اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہو تو پھر سوال کرنا بالاتفاق حرام ہوگا۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو سائل "لوجہ اللہ" (اللہ کے نام کا) کہہ کر سوال کرے تو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اسے کچھ دیا جائے، کیونکہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کمتر وحقیر ہیں، جب اس نے دنیا کی کسی چیز کے لئے لوجہ اللہ کہہ کر سوال کیا تو گویا اس نے اس چیز (یعنی دنیا) کی تعظیم وتوقیر کی، جسے اللہ تعالیٰ نے کمتر وحقیر قرار دیا ہے لہٰذا ایسے شخص کو ازراہ زجر وتنبیہ کچھ نہ دیا جائے اور اگر کوئی شخص یہ کہہ کر سوال کرے کہ بحق اللہ یا بحق محمد دو، تو اسے کچھ دینا واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی کوئی غلط اور جھوٹی حاجت و

ضرورت ظاہر کر کے کسی سے کوئی چیز لے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوتا (گویا وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے) اسی طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں سیّد ہوں اور مجھے فلاں چیز کی یا اتنے روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ شخص سائل کو سیّد سمجھ کر اس کا سوال پورا کر دے مگر حقیقت میں وہ سیّد نہ ہو تو وہ بھی اس مانگی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی سائل کو نیک بخت صالح سمجھ کر کوئی چیز دیدے حالانکہ وہ سائل باطنی طور پر ایسا گنہگار ہے کہ اگر دینے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جاتا تو اسے وہ چیز نہ دیتا تو اس صورت میں سائل اس چیز کا مالک نہیں ہوتا، وہ چیز اس کے لئے حرام ہے اور اس چیز کو اس کے مالک کو واپس کر دینا اس پر واجب ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کو اس کی بدزبانی یا اس کی چغل خوری کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے کوئی چیز دے تو وہ چیز اس۔ لینے والے کے حق میں حرام ہوگی۔ اگر کوئی فقیر کسی شخص کے پاس مانگنے کے لئے آئے اور وہ اس کے ہاتھ پیر چومے تاکہ وہ اس کی وجہ سے اس کا سوال پورا کر دے تو یہ مکروہ ہے، بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ وہ فقیر کو ہاتھ پیر نہ چومنے دے۔ ان سائل اور فقیروں کو کچھ بھی نہ دینا چاہئے جو نقارہ، ڈھول یا ہارمونیم وغیرہ بجاتے ہوئے دروازوں پر مانگتے پھرتے ہیں اور مطرب یعنی ڈوم تو سب سے بدتر ہے۔

(مظاہر حق ج ۲ ص ۲۱۷)

اصحاب صفہ اپنی ناداری اور مفلسی کی بنا پر اگرچہ دوسروں کے دست نگر تھے لیکن اسلام کا مزاج سمجھتے تھے کہ ہمارا مذہب کسی سے کچھ مانگنے کو پسند نہیں کرتا اسلئے وہ کئی کئی دن کا فاقہ تو برداشت کر لیتے تھے لیکن کسی کے سامنے دست سوال پھیلانا گوارا نہیں کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان میں ایک خوبی ایسی تھی جس کو اللہ نے قرآن پاک میں بھی ذکر فرمایا ہے وہ یہ کہ اپنی حالت سے بھی اپنی مفلسی کا اظہار نہ کرتے تھے جس وجہ سے لوگوں کو بھی ان کی تنگدستی کا علم نہ ہوتا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (سورۃ بقرۃ: ۲۷۳)

ناواقف شخص ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ان کو غنی سمجھتا ہے۔ تو ان کے چہرے سے پہچان سکتا ہے کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے پھرتے۔

ایک روایت میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ مسکین ومحتاج (یعنی مدد کا مستحق) وہ نہیں جو ایک ایک لقمہ لوگوں سے مانگتا پھرے بلکہ اصل مسکین ومحتاج وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود لوگوں سے مانگنے میں شرم محسوس کرتا ہے اور لوگوں کے پیچھے پڑ کر نہیں مانگتا۔ (ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان پر خرچ کرنا افضل ہے)۔ (بخاری فی الزکوۃ)

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ مانگنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ مَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ شَيْئًا هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب البر والصلہ: باب ما جاء فی الصبر)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا۔ جو مانگنے سے بچے گا، اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچائے گا۔ جو صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا اور کسی کو صبر سے بہتر اور کشادہ چیز نہیں دی گئی۔

مانگنے کی مذمت

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَةُ بِأَحَدِكُمْ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوۃ: باب کراھیۃ المسئالۃ بالناس)

حضرت حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے مانگنے والا ہمیشہ مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں کسی سے کچھ مانگنا بہت بڑا عیب تھا، حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کسی سے سوال کرنے کو اس قدر موجبِ عار محسوس کرتے تھے کہ ایک مرتبہ تین دن تک بھوکے رہے اور کسی سے کچھ مانگنا گوارا نہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو فرمایا: کہ جس نے عفیف المسئلہ (سوال سے بچنے کا اہتمام کرنے والا) دیکھنا ہو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کی تعریف فرمائی۔ (اسد الغابہ)

مال بڑھانے کے لئے مانگنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوۃ: باب کراھیۃ المسئالۃ بالناس)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے صرف اپنا مال بڑھانے کی غرض سے مانگتا ہے تو یہ انگاروں کو مانگتا ہے خواہ کم لے یا زیادہ جمع کر لے۔

تشریح: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

کچھ مانگا۔ تو آپ نے عنایت فرما دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے دے دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے حکیم! یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوتِ نفس کے ساتھ لے تو اس کو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے، تو اس میں برکت نہیں رہتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ قبول نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو (وظیفہ) دینے کے لئے بلاتے، تو وہ قبول کرنے سے انکار کردیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو (وظیفہ) دینے کے لئے بلایا تو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال میں سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کر چکا ہوں، لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ اپنے وعدے کے مطابق حضرت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے کچھ بھی قبول نہ کیا یہاں تک کہ وفات پاگئے۔ (بخاری: فی الزکوٰۃ)

سوال نہ کرنے پر جنت کی ضمانت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَقَبَّلُ لِي بِوَاحِدَةٍ وَأَتَقَبَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ قُلْتُ أَنَا قَالَ لَا تَسْأَلِ النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَكَانَ ثَوْبَانُ يَقَعُ سَوْطُهُ وَهُوَ رَاكِبٌ فَلَا يَقُولُ لِأَحَدٍ نَاوِلْنِيهِ حَتّٰى يَنْزِلَ فَيَأْخُذَهُ

(سنن ابن ماجہ: جلد اول: باب فی بیان الزکوٰۃ)

عبدالرحمن بن یزید، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میری ایک بات قبول کرے،

میں اس کے لئے جنت کا ذمہ لیتا ہوں ؟ میں نے عرض کیا: میں (قبول کرتا ہوں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کچھ نہ مانگنا۔ راوی کہتے ہیں (اس کے بعد) اگر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سوار ہوتے اور چھڑی گر جاتی تو ہم میں سے کسی سے یہ نہ کہتے کہ یہ مجھے پکڑا دو بلکہ خود اُتر کر اُٹھاتے۔

تشریح: یہی حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی تھا کہ جب آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے اور ہاتھ سے لگام گر جاتی تو اونٹنی کو بٹھا کر خود اپنے ہاتھ سے اسے اُٹھاتے تھے، لوگ کہتے کہ آپ ہمیں کہہ دیا کریں ہم آپ کو پکڑا دیا کریں، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی سے کچھ نہیں مانگنا۔ (مسند ابن حنبل)

"اِطاعت ہو تو ایسی ہو"

مزدوری کرنا مانگنے سے بہتر ہے

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةِ الْحَطَبِ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا فَيَكُفَّ اللهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الزکوة: باب الاستعفاف عن المسئلة)

حضرت زبیر بن عوام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص رسی لے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اس کو بیچے اور اللہ تعالیٰ اس کام کے ذریعے اس کی عزت کو محفوظ رکھے، تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے اور وہ اسے دیں یا نہ دیں۔

تشریح: اسی حکم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو عملی سبق اس طرح دیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوا اور اپنی حاجت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک پھٹا پرانا ٹاٹ ہے جو اپنے اوڑھنے اور بچھونے میں استعمال کرتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جو ہمارے کھانے پینے میں استعمال ہوتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، اس شخص نے دونوں چیزیں خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر حاضرین سے پوچھا کہ ان دونوں چیزوں کو کون خریدے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ایک درہم کے بدلے دونوں چیزیں لیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ پھر آواز لگائی کہ اس سے زائد کون دے گا؟ چنانچہ ایک اور شخص نے عرض کیا کہ میں دو درہم کے بدلے دونوں چیزیں خریدتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دو درہم لے کر سائل کو دیدیے اور اس سے فرمایا کہ ایک درہم کا کھانا لے کر اپنے گھر پہنچاؤ اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ، اس نے ایسا ہی کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کلہاڑے میں لکڑی کا دستہ ڈالا اور اسے دے کر فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن تک (اسی کام میں مصروف رہنا اور) میرے پاس نہ آنا، چنانچہ وہ صحابی چلے گئے اور اتنے عرصے میں انھوں نے دس درہم کما لئے جس میں سے کچھ اپنے کھانے پر خرچ کئے اور کچھ اپنے کپڑوں پر۔ اور (اور بڑی خوشحالی کے ساتھ) دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تیرے لئے بہتر نہیں ہے اس سے کہ (دنیا میں مانگنے کی وجہ سے) قیامت کے دن تو اس حال میں آئے کہ تیرے چہرے پر گداگری کا سیاہ داغ لگا ہوا ہو جو دوزخ کی آگ کے سوا کسی چیز سے صاف ہی نہ ہو سکے؟ (سنن ابی داؤد: فی المصافحہ)

کسی سے مانگ کر کھانے کی بجائے خود اپنے ہاتھ سے کمائی کر کے کھانے والے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر محبوب تھے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارے ہاتھوں میں یہ نشانات کیسے ہیں؟ تو وہ صحابی بولے

کہ پتھر پر پھاوڑہ چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل وعیال کیلئے روزی کماتا ہوں۔ اس کی اس محنت ومشقت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ چوم لئے۔ (اسد الغابہ)

سوال سے بچنے کیلئے دنیا کمانا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى أَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِيًا لَقِيَ اللهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ
(مشکوۃ المصابیح: ۴۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حلال طریقے سے دنیا کمائے، کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے بچنے کیلئے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کیلئے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی خاطر، تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند (روشن ومنور) ہوگا۔ اور جو شخص حلال طریقے سے دنیا کمائے مال ودولت میں اضافہ کرنے کیلئے اور (دوسروں پر) فخر کرنے کیلئے اور ریاکاری کیلئے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔

تنگدستی آزمائش ہے

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ

فَأَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی هم الدنیا وحبها)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو فاقے میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اپنی حالت لوگوں سے بیان کرنی شروع کر دی اور چاہا کہ لوگ اس کی حاجت پوری کر دیں، تو ایسے شخص کا فاقہ دور نہیں کیا جائے گا، اور جس شخص نے اپنی آزمائش (فاقہ) پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے رزق عطا فرمائے گا۔

تشریح: قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں سے سوال کر رہا ہے، آپ نے اس سے فرمایا: جس نے کسی انسان سے سوال کیا اس نے اپنے آپ کو غلامی کے لئے پیش کر دیا، کیونکہ اگر اس نے تمہاری حاجت پوری کر دی تو تمہیں اپنا غلام بنالیا اور اگر انکار کر دیا تو تم ذلیل ہو گئے۔ اس لئے جب کوئی حاجت درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کیا کرو۔

(سیرت التابعین)

بغیر مانگے جو ملے اسے لینا

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ وَمَا جَائَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ: باب جواز الاخذ بغیر سوالٍ ولا تطلع)

سالم بن عبداللہ بن عمر، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مجھے کچھ عطا فرماتے۔ تو میں عرض کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ

سے زیادہ کسی ضرورت مند کو عطا فرمادیں۔ حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کیا: جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو اُسے عطا فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے لے لو اور تمہارے پاس اگر بغیر لالچ کے اور بغیر مانگنے کے کچھ مال آجائے تو اس کو حاصل کرلیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کا دل میں خیال نہ کرو۔

تشریح: اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ آپ کسی ایسے شخص کو عنایت فرمادیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ تم لے لو، پھر تمہیں اختیار ہے چاہے خود رکھ لینا یا کسی پر صدقہ کردینا اور فرمایا کہ انسان کو بغیر سوال کے جو ملے وہ لے لینا چاہیے۔

(ابوداؤد: فی الزکوٰۃ)

تین لوگوں کے لئے سوال جائز ہے

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ أَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتَّى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللّٰهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسْأَلَةُ لِفُلَانٍ فَيَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَمَا سِوَى ذٰلِكَ سُحْتٌ (سنن نسائی: جلد دوم: باب فی متعلقات الزکوٰۃ)

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک تو وہ آدمی کہ جس کے مال و دولت پر کوئی

آفت یا مصیبت پڑ گئی ہو اور وہ اس قدر سوال کرے کہ اس کا گزارہ ہو جائے۔ اور وہ شخص (اس کے بعد) پھر سوال کرنا چھوڑ دے۔ دوسرا وہ شخص کہ جس نے کسی دوسرے کے قرض کی ضمانت لے لی ہو اور اس کو ادا کرنے کے واسطے وہ سوال کرے اور جس وقت قرض ادا ہو جائے تو وہ شخص سوال کرنا چھوڑ دے۔ تیسرا وہ (تنگدست) آدمی کہ جس کے بارے میں اس کی قوم کے تین عقل مند لوگ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کی شہادت دیں کہ اس شخص کے واسطے مانگنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ اس کا گزارہ ہو جائے اور پھر وہ شخص بھی مانگنا چھوڑ دے۔ ان کے علاوہ کسی کے لئے مانگنا حرام ہے۔

اہل جنت کی پہچان

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ

(صحیح مسلم: کتاب الجنة: باب الصفات التی یعرف بہا اہل الجنة)

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی لوگ تین قسم کے ہیں (۱) ایسا حکومت کرنے والا شخص جو انصاف قائم کرنے والا، صدقہ کرنے والا اور اچھے کاموں کی توفیق دیا گیا ہو (۲) وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے نرم دل ہو (۳) وہ آدمی کہ جو پاکدامن پاکیزہ خلق والا ہو اور عیالدار ہونے کے باوجود کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔

قرض لے کر واپس نہ کرنا

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کی روح اپنے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔

(جامع ترمذی)

آیات مبارکہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۬ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۸۲ (البقرۃ)

اے ایمان والو جب تم کسی معین میعاد کے لیے قرض کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور تم میں سے جو شخص لکھنا جانتا ہو انصاف کے ساتھ تحریر لکھے، اور جو شخص لکھنا جانتا ہو لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جب اللہ نے اسے یہ علم دیا ہے تو اسے لکھنا چاہیے۔ اور تحریر وہ شخص لکھوائے جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہو، اور اسے چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور اس (حق) میں کوئی کمی نہ کرے۔ ہاں اگر وہ شخص جس کے ذمے حق واجب ہو رہا ہے ناسمجھ یا کمزور ہو یا (کسی اور وجہ سے) تحریر نہ لکھوا سکتا ہو تو اس کا سرپرست انصاف کے ساتھ لکھوائے۔ اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو، ہاں اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہو جائیں جنہیں تم پسند

کرتے ہو، تا کہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ اور جب گواہوں کو (گواہی دینے کے لیے) بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں، اور جو معاملہ اپنی میعاد سے وابستہ ہو، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اسے لکھنے سے اکتاؤ نہیں۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف اور گواہی کو درست رکھنے کا بہتر ذریعہ ہے، اور اس بات کی قریبی ضمانت ہے کہ تم آئندہ شک میں نہیں پڑو گے۔ ہاں اگر تمہارے درمیان کوئی نقد لین دین کا سودا ہو تو اس کو نہ لکھنے میں تمہارے لیے کچھ حرج نہیں ہے۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لیا کرو۔ اور نہ لکھنے والے کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے، نہ گواہ کو۔ اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی، اور اللہ کا خوف دل میں رکھو، اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقروض کی نماز جنازہ سے انکار

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوا نَعَمْ قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ (صحیح بخاری: الجلد الاول: باب بیان الکفالہ)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک

جنازہ لایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر نماز پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا اس پر کوئی قرض ہے؟ لوگوں نے کہا، ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے (خود نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور) فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو! ابو قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اس کے قرض کا ذمہ دار ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

مقروض کی روح قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: باب ما جاء ان نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح اپنے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے جب تک کہ اس کی طرف سے اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔

تشریح: مسلمان کے قرض کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد اس کے مال میں تصرف کرنے کا شرعی حکم یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے مال میں سے اس کی تجہیز و تکفین کے اخراجات لئے جائیں گے اس کے بعد اس کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے گا، اگر قرض کی ادائیگی سے مال بچ جائے تو پھر اس کی کوئی جائز وصیت ہو تو بقیہ مال کے تہائی حصے میں وہ پوری کی جائے گی، ان تین قسم کے تصرفات کے بعد جو مال بچے گا وہ ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

یہ بات یاد رہے! کہ اگر کسی مرنے والے کے ذمہ قرض ہی اتنا ہو کہ اس کا چھوڑا ہوا سارا مال اس کے قرض کی ادائیگی میں صرف ہو رہا ہو تو اس صورت میں قرض کی اہمیت کے پیش نظر اس کے قرض کو ہی مقدم کیا جائے گا چاہے ورثاء محروم ہی ہو جائیں۔

(ردالمحتار ۶/۷۶۱)

حضرت سعید بن اطول رضی اللہ عنہ کے بھائی کا انتقال ہو گیا اور ان کے ورثاء میں چھوٹے بچے بھی تھے اور ان کے ذمہ قرض بھی تھا، مرحوم کی وراثت میں تین سو دینار تھے انھوں نے وہ رقم اپنے بھائی کے بچوں پر خرچ کرنا چاہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق وہ دینار اپنے مرحوم بھائی کے قرض کی ادائیگی میں صرف کر دیے۔ (مسند ابن حنبل)

واقعہ: اندلس کے ایک مشہور محدث حضرت یحیٰ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں اُن کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے اپنے طلبہ کو طویل چھٹیاں کیں اور سفر پر جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا، سفر کا سبب پوچھا تو بتایا کہ افریقہ کے آخری کنارے ایک شہر ہے قیروان وہاں ایک دوکاندار کا میرے ذمہ ایک درہم قرض ہے، وہ ادا کرنا ہے، شاگردوں نے کہا کہ اتنا لمبا سفر اور خطرناک جنگلات اور درندوں والا راستہ ہے اور ایک درہم ہی تو ہے، آپ ایک درہم کی خاطر اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ مجھے ایک حدیث پہنچی ہے پھر اپنی پوری سند کے ساتھ وہ حدیث پڑھی کہ چھ لاکھ کے نفلی صدقہ کرنے کا اتنا ثواب نہیں جتنا ایک درہم حق والے کو (قرض) ادا کرنے کا ہے۔

(اسلام میں امانتداری کی حیثیت ص ۳۰)

شہید کا قرض معاف نہیں ہوتا

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْإِيمَانَ بِاللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ

اللہِ تُکَفَّرُ عَنِّی خَطَایَایَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِی سَبِیْلِ اللہِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ قُلْتَ قَالَ أَرَأَیْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِی سَبِیْلِ اللہِ أَتُکَفَّرُ عَنِّی خَطَایَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّیْنَ فَإِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِی ذٰلِکَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ پر ایمان لانا افضل الاعمال ہیں۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں تو میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے اور تو صبر کرنے والا (ثابت قدم رہنے والا)، ثواب کی نیت رکھنے والا اور پیٹھ پھیرے بغیر دشمن کی طرف متوجہ رہنے والا ہو (کچھ دیر کے بعد) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا: میں نے کہا تھا کہ اگر میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دور ہو جائیں گے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس صورت میں کہ تو صبر کرنے والا ثواب کی نیت رکھنے والا اور پیٹھ پھیرے بغیر دشمن کی طرف متوجہ رہنے والا ہو سوائے قرض کے (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا باقی سب گناہ معاف ہو جائیں گے) کیونکہ جبرائیل نے مجھے یہی کہا ہے۔

تشریح: یہی حکم ایک اور روایت میں مزید تاکید کے ساتھ آیا ہے حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ مسجد سے باہر ایک میدان

میں جہاں جنازے لاکر رکھے جاتے تھے بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور کچھ دیکھنے لگے پھر نگاہ نیچے کرلی اور (بہت پریشانی کے عالم میں) اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھ کر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ کس قدر سخت اور سنگین وعید نازل ہوئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن اور اس رات ہم سب پر خاموشی طاری رہی (اور خوف زدہ تھے کہ نامعلوم کونسا سخت حکم نازل ہوگیا ہے) وہ دن تو خیریت سے گزر گیا لیکن اگلے دن صبح کے وقت میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کل وہ سخت حکم کونسا نازل ہوا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ سخت وعید قرضے کے بارے میں نازل ہوئی تھی (وعید یہ تھی کہ) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوجائے اور پھر وہ زندہ ہوجائے اور پھر شہید ہوجائے اور پھر زندہ ہوجائے اور پھر (تیسری بار) اللہ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرے اور پھر زندہ ہوجائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو وہ جنت میں اس وقت تک نہیں جاسکے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ ہوجائے۔ (مسند احمد: حدیث محمد بن عبد اللہ)

اسی لئے صحابہ کرام جہاد میں شریک ہونے سے پہلے اپنے قرض کا انتظام فرمالیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب معرکہ جمل میں شریک ہوئے تو اس سے پہلے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ میں شہید ہوجاؤں گا، مجھے سب سے زیادہ اپنے قرض کی فکر ہے، تم میری جائیداد فروخت کرکے سب سے پہلے میرا قرض ادا کرنا۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب اپنے والد کا قرض ادا کرچکے تو ان کے بھائیوں نے مطالبہ کیا کہ اب ہماری میراث ہمیں دو، تو انھوں نے کہا: میں اس وقت تک میراث تقسیم نہ کروں گا جب تک ایام حج میں چار سال تک یہ اعلان نہ کردوں کہ جس کسی کا ہمارے والد کے ذمہ قرض ہے وہ ہم سے آکر لے لے، چنانچہ چار سال یہ اعلان کرتے رہے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو ان کے ذمہ کل قرض بائیس لاکھ دینار تھا کیوں کہ لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوانے آتے تھے تو یہ ان سے طے کر لیتے تھے کہ تمہارے یہ مال میں بطور قرض رکھتا ہوں اور پھر ان مالوں کو اپنی تجارت میں لگا لیتے تھے اس طرح لوگوں کے قرض ان پر کافی زیادہ ہو گئے۔

فائدہ: امانتوں کو قرض میں تبدیل کرنے میں ایک فرق یہ ہے کہ امانتوں کو بعینہ محفوظ رکھنا ضروری ہے اور اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں، جبکہ قرض کو بعینہ محفوظ رکھنا ضروری نہیں اور اپنے استعمال میں لانا بھی جائز ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ امانت غیر اختیاری طور پر ضائع ہو جائے تو اس کی واپسی ضروری نہیں (نقصان امانت رکھوانے والے کا ہوتا ہے) اور قرض اگر مقروض کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو پھر بھی اس کے ذمہ واپس کرنا ضروری ہے۔ اس طرح امانت کو قرض میں تبدیل کرنے میں دونوں فریقوں کا فائدہ ہے، مال رکھوانے والے کو اپنے مال کی واپسی یقینی ہوتی ہے اور دوسرے فریق کو یہ فائدہ ہے کہ وہ اس مال کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔

قرض واپس نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَقُولُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللهُ عَنْهَا أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب البیوع: باب فی التشدید فی الدین)

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق گناہ کبیرہ کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے اس گناہ کے ساتھ ملاقات کرے کہ جس سے اس نے اپنے بندہ کو منع فرمایا ہے، یعنی کوئی شخص اس حال میں مرے کہ اس کے ذمہ قرض

ہو اور اس کی ادائیگی کے لئے اس نے انتظام نہ کیا ہو۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب زخم لگا اور زندگی سے مایوسی ہوئی تو اپنے قرض کی ادائیگی کا اس طرح انتظام کیا کہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے قرض کی تفصیل سے انھیں آگاہ کیا اور اس کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اس وقت آپ رضی اللہ عنہ پر قرض کی رقم چھیاسی ہزار تھی آپ نے بیٹے سے فرمایا: اس کی ادائیگی آلِ عمر کے مال سے ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بنو عدی سے اعانت کی درخواست کرنا، اگر پھر بھی ادائیگی مکمل نہ ہو تو قریش سے اعانت طلب کرنا۔ (بخاری: فی المناقب)
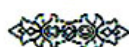
دخولِ جنت کے لئے قرض کی اہمیت

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

(جامع ترمذی: جلد اول: باب ماجاء فی غلول)

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ تکبر، قرض اور غلول (یعنی خیانت) سے بری ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
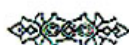
قرض کی ادائیگی سے ٹال مٹول کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب فی الاستقراض: باب مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

تشریح: ایک شخص ناداری اور تنگدستی کی بنا پر قرض ادا نہ کر سکے تو اس کی بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ وہ معذور ہے، لیکن کوئی شخص اپنی مالداری اور وسعت کے باوجود ٹال مٹول کرے، قرض واپس کرنے کے اسباب ہوتے ہوئے بھی خواہ مخواہ دوسرے کو پریشان کرنے کیلئے قرض ادا نہ کرنا یہ اس کی طرف سے ظلم اور زیادتی ہے۔

صحابہ کرام کو اگر اپنی ضرورت کی اشیاء فروخت کر کے بھی قرض اُتارنا پڑتا تو وہ اس سے دریغ نہیں کرتے تھے اور اُنھیں بیچ کر قرض کے بوجھ کو جلد سے جلد اپنے سر سے اُتارنے کی کوشش کرتے تھے، چنانچہ حضرت حدرہ رضی اللہ عنہ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا، ادائیگی کا کوئی انتظام نہ تھا، اس یہودی نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ان کو کہا کہ اس یہودی کا حق ادا کرو لیکن صحابی نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر وہ صحابی خود ہی اُٹھے اور بازار جا کر اپنے سر والے عمامہ کا تہبند بنا لیا اور اپنا تہبند چار درہم میں فروخت کر کے اپنا قرض ادا کر دیا۔ (اصابہ: تذکرہ عبداللہ بن ابی حدرہ)

قرض سے پناہ مانگنا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ يَا رَسُولَ اللهِ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب فی الاستقراض: باب من استعاذ من الدین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں دعا مانگتے تو فرماتے، اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں، کسی کہنے والے

نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ کیا بات ہے، کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی جب مقروض ہوتا ہے تو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ کہ جب انسان مقروض ہوتا ہے، اس حال میں ایک تو قرض خود باعث پریشانی ہوتا ہے اور پھر جب انسان اپنے طے شدہ وعدے پر پورا نہ اُترے تو شرمندگی سے بچنے کے لئے قرض خواہ سے منہ چھپاتا پھرتا ہے، جب کبھی اس سے سامنا ہو جائے تو پھر عموماً لوگ جھوٹ بول کر اپنے کو مجبور ظاہر کرتے ہیں۔ حضور ﷺ اسی لئے اللہ سے دعا فرمایا کرتے تھے، تاکہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے محفوظ فرمائے کہ بندے کو قرض لے کر گزر بسر کرنا پڑے۔

فوت شدہ کے قرض کا ضامن بننا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِي حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا (صحیح بخاری: الجلد الاول: باب الکفالہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تجھ کو (اس طرح اس طرح لپ بھر کر بتایا) دوں گا، لیکن بحرین کا مال (آپ ﷺ کی زندگی میں) نہیں آیا، یہاں تک کہ نبی ﷺ کی

وفات ہوگئی جب بحرین کا مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ جس شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو، یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی کا کوئی قرض ہو، تو میرے پاس آئے چنانچہ میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اتنا اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا پھر مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک لپ بھر کر دیا، میں نے اسے شمار کیا، تو اس میں پانچ سو تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا دوگنا اور لے لو۔

ظلم کی حرمت کا بیان

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ظالم آدمی کو مہلت دیتا رہتا ہے پھر جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اُسے نہیں چھوڑتا۔

(صحیح مسلم)

آیات مبارکہ

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۵۹ (البقرۃ)

پس ظالموں نے اس بات کو بدل دیا جو ان سے کہی گئی تھی۔ پھر ہم نے ظالموں پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱ (المائدۃ)

بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۸ (ھود)

سب لوگ سن لیں کہ اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝۴۴

(ابراھیم)

جن لوگوں نے ظلم کیے، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں کچھ وقت کے لیے مہلت دیدے، ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور رسولوں کی پیروی کریں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کیا تم وہی نہیں ہو جو پہلے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ تم پر کوئی زوال نہیں آئے گا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝۲۲۷ (الشعراء)

ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ (طٰہٰ)

اور جو کوئی ظلم کا بوجھ لاد کر لایا ہوگا وہ نامراد ہوگا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

(المؤمن)

اس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ ان پر لعنت پڑے گی اور ان کا بدترین ٹھکانہ ہوگا۔

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

(شوریٰ)

اور تم دیکھو گے ظالموں کو کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے: کیا واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ (الشوریٰ)

آپ ان ظالموں کو دیکھو گے کہ انھوں نے جو نافرمانیاں کیں ہوں گی ان کے عذاب سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا۔

اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِىْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (الشوریٰ)

یاد رکھو! کہ ظالم لوگ ایسے عذاب میں ہوں گے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور ان کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوں گے جو اللہ کے مقابلے میں ان کی مدد کر سکیں۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظلم کے متعلق فرمانِ الٰہی

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ قَالَ سَعِيدٌ كَانَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ جَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے

تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے، تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے کہ جسے میں ہدایت دوں، تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں کھلاؤں، تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں، تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشنے والا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو! میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین اور جن و اِنس اس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے اور اگر سب اولین اور آخرین اور جن و اِنس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو پھر بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں کر سکتے ،اے میرے بندو اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہو گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے۔ اے میرے بندو یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں ، پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا ، جو آدمی بہتر بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے، حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے۔

جس نے اپنا ظلم دنیا میں ہی معاف کرالیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ حَمَّلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ.

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجآء فی شان الحساب والقصاص)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کریں جس نے (دنیا میں) اپنے کسی بھائی کی عزت یا مال میں کوئی ظلم کیا ہو۔ پس (اس کو چاہئے کہ) وہ آخرت کے حساب و کتاب سے پہلے پہلے اس کے پاس آ کر اپنے ظلم کو معاف کرالے، کیونکہ اُس دن نہ تو درہم ہوگا اور نہ دینار، اگر ظالم کے پاس نیکیاں ہوں گی تو اس سے لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس ظلم کے بدلے میں مظلوموں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

جس نے اپنا ظلم دنیا میں معاف نہ کرایا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَيَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ

ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی شان الحساب والقصاص)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے (اصل) مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال غصب کیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا لہٰذا ان برائیوں کے بدلے میں اس کی نیکیاں مظلوموں میں تقسیم کر دی جائیں گی، یہاں تک کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی، لیکن اس کا ظلم ابھی باقی ہوگا، چنانچہ مظلوموں کے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا جائے گا اور پھر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں جن چیزوں کی ممانعت آئی ہے ان میں سے ایک نجش ہے۔ نجش کا معنی ہے کسی چیز کی قیمت زیادہ لگانا، یعنی ایک چیز فروخت ہو رہی ہو لوگ اس کی قیمت لگا رہے ہوں اس دوران کوئی شخص آ کر لوگوں کی قیمت سے بڑھا کر قیمت لگائے اور اس سے اس کا مقصد وہ چیز خریدنا نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اس چیز میں زیادہ رغبت کریں اور زیادہ قیمت لگائیں، گویا کہ دوسرے لوگوں کو قیمت کی زیادتی پر اُبھارنے کے لئے زیادہ قیمت لگائی جائے، اس کام کے لئے بعض تاجروں نے باقاعدہ اپنے لوگ چھوڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کی قیمتوں پر آ کر اپنی مصنوعی قیمتیں لگاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے اصل خریدار کو دھوکہ دیا جاتا ہے، اسی لئے فقہاء کرام نے بھی نجش کے عمل کو حرام فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے اس طرح حاصل کیے ہوئے اضافی نفع کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

روز قیامت جانوروں سے بھی ظلم کا بدلہ لیا جائے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم لوگوں سے حقداروں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے، یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا۔

ظالموں کے متعلق اللہ کا طریقہ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْلِي لِلظَّالِمِ فَإِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ظالم آدمی کو مہلت دیتا رہتا ہے، پھر جب اسے پکڑتا ہے تو پھر وہ اسے نہیں چھوڑتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: (وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيمٌ شَدِيدٌ) (هود: ۱۰۲)

(ترجمہ) اور اس طرح تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ ظالم لوگوں کی بستیوں کو پکڑتا ہے، بے شک اس کی پکڑ بڑی سخت دردناک ہے۔

ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کا حکم

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ

أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا إِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فَإِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: باب تحریم الظلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکو یہی اس کی مدد ہے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو (یعنی اسے ظالم سے بچاؤ)۔

تشریح: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ کسی ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (ابوداؤد: فی الجدل)

مظلوم کی بددعا سے بچنے کا حکم

عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم)

حضرت ابومعبد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجنے لگے تو ان سے فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو! اس لئے کہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔

ظلم کا انجام ظلمت ہوگا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا

الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب البر والصلة: باب تحریم الظلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو! کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو! کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کیا۔

آخرت میں ظلم کا بدلا کیسے لیا جائے گا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّونَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نُقُّوا وَهُذِّبُوا أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَأَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهِ فِي الْجَنَّةِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب اللقطة)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل ایمان دوزخ سے نجات پا جائیں گے، تو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں گے اور ان ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا، جو ان لوگوں نے دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ کئے تھے، یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف ہو جائیں گے، تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ہر شخص کو جنت میں اپنا مکان دنیا کے مکان سے بہتر معلوم ہوگا۔

ظلم پر چشم پوشی کرنا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ أُمَّتِي تَهَابُ الظَّالِمَ أَنْ تَقُولَ لَهُ إِنَّكَ أَنْتَ ظَالِمٌ فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ (مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر ۲۰۱۹)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میری اُمت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو ظالم کہنے سے ڈر رہی ہے تو اُن سے رخصت ہو گئی (ضمیر کی زندگی یا دعاؤں کی قبولیت)

ظالموں کو کیسے جہنم میں ڈالا جائے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللهِ إِلَهًا آخر وبالمصوِّرين. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب فی بیان جهنم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی، دو کان سننے والے ہوں گے اور ایک زبان بولتی ہو گی، وہ کہے گی: مجھے تین قسم کے لوگوں، ہر ظالم و متکبر شخص، اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنانے والے اور تصویر بنانے والوں، پر مامور کیا گیا ہے (کہ میں انہیں جہنم میں داخل کروں)۔

انسانی جان کا تحفظ

- مسلمان کا جانی تحفظ
- ذمی کا جانی تحفظ
- خودکشی کرنا
- مارنے کا اشارہ کرنا

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا اور پھر اس کے قتل پر خوش ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی کسی نفل وفرض عبادت کو قبول نہیں فرمائیں گے۔

(ابوداؤد)

تمہید

انسان کے مال، جان، عزت، آبرو کو جتنا تحفظ اسلام میں حاصل ہے اتنا کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ایک جان کے ناحق قتل کرنے کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا ہے، اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے برابر قرار دیا ہے۔ (سورۃ مائدہ:۳۲)

ایک مسلمان کی عزت وحرمت کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سے ہوتا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر بیت اللہ کو خطاب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ”لا الٰہ الا اللہ (اے بیت اللہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے تیری خوشبو کس قدر عمدہ ہے اور تو کتنا قابل اِحترام ہے (لیکن) مؤمن کی عزت و اِحترام تجھ سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے قابل اِحترام بنایا اور مؤمن کے مال، جان اور عزت کو بھی قابل اِحترام بنایا ہے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے کہ ہم کسی مسلمان کے بارے میں ذرہ برابر بھی بدگمانی کریں“۔ (مجمع الزوائد)

آیات مبارکہ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؁ (البقرۃ)

اے ایمان والو! جو لوگ (جان بوجھ کر ناحق) قتل کردیے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص (کا حکم) فرض کردیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے)، پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے، تو معروف طریقے کے مطابق (خوں بہا کا) مطالبہ کرنا (وارث کا) حق ہے۔ اور اسے خوش اسلوبی سے ادا کرنا (قاتل کا) فرض ہے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک آسانی پیدا کی گئی ہے اور ایک رحمت ہے، اس کے بعد بھی کوئی زیادتی کرے تو وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِــيْمًا ؁ (النساء)

کسی مسلمان کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرے، الا یہ کہ غلطی سے ایسا ہوجائے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور دیت (یعنی خون بہا) مقتول کے وارثوں

کو پہنچائے، الا یہ کہ وہ معاف کردی۔ اور اگر مقتول کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہو جو تمہاری دشمن ہے، مگر وہ خود مسلمان ہو تو بس ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا فرض ہے، (خون بہا دینا واجب نہیں)۔ اور اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جو (مسلمان نہیں، مگر) ان کے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو بھی یہ فرض ہے کہ خوں بہا اس کے وارثوں تک پہنچایا جائے، اور ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے۔ ہاں اگر کسی کے پاس غلام نہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ دو مہینے تک مسلسل روزے رکھے۔ یہ توبہ کا طریقہ ہے جو اللہ نے مقرر کیا ہے، اور اللہ علیم و حکیم ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ (النساء)

اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ (المائدۃ: ۳۲)

جو کوئی کسی کو قتل کرے، جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لیے ہو (یعنی قصاص کے طور پر نہ ہو) اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو، تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔

مسلمان کا خون حلال نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ

(صحیح بخاری: جلد الثانی: باب قول اللہ ان النفس بالنفس الآیۃ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون حلال نہیں، مگر ان تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں (جائز ہے) جان کے بدلے جان اور شادی شدہ زانی اور دین سے نکلنے والا، (یعنی مرتد) جماعت کو چھوڑنے والا۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو تین وجوہ میں سے کسی کے بغیر قتل کرنا حرام ہے اس کی مثال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی ملتی ہے، حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں اہل فتنہ کے ڈر سے گھر میں محبوس تھے کہ ایک دن چھت پر چڑھے اور اپنے مخالفین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون تین جرموں کے علاوہ بہانا حرام ہے اول یہ کہ شادی شدہ زنا کرے دوسرا یہ کہ کوئی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے اور تیسرا یہ کہ کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کرے۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد، پھر جس دن سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس کے بعد مرتد نہیں ہوا، اور نہ ہی میں نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا

اور تم لوگ مجھے کس جرم میں قتل کرتے ہو۔ (ترمذی: فی باب الفتن)

مسلمان کو قتل کرنے والے کی مغفرت نہیں

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب ماجا فی تعظیم قتل المؤمن)

ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر گناہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں سوائے اس کے جو مشرک ہو کر مرا ہو یا کسی مسلمان کو عمداً قتل کیا ہو تو ان کی مغفرت نہیں ہوگی۔

مسلمان کے قاتل کی کوئی عبادت قبول نہیں

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب ماجا فی تعظیم قتل المؤمن)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کو ناحق قتل کیا اور پھر اس کے قتل پر خوش ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کی کسی نفل و فرض عبادت کو قبول نہیں فرمائیں گے۔

تشریح: ایک حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شب برأت کے موقع پر اپنی مخلوق کو جھانک کر دیکھتے ہیں اور اپنے سارے بندوں کو معاف فرمادیتے

ہیں، سوائے دو قسم کے آدمیوں کے، ایک آپس میں بغض و عداوت رکھنے والوں کو اور دوسرا قاتل کو۔ (مسند احمد)

اللہ کی نگاہ میں مسلمان کا قتل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا (سنن النسائی: کتاب الجہاد: باب تعظیم الدم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مسلمان کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ ہے۔

خود قتل ہو جاؤ کسی کو قتل نہ کرو

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَإِنْ دُخِلَ يَعْنِي عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ (سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: کتاب الفتن)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب فتنے سیاہ رات کے ٹکڑوں کی طرح ظاہر ہوں گے (جس طرح رات کی سیاہی ایک دم چھا جاتی ہے اسی طرح فتنے یکے بعد دیگرے

آئیں گے)۔ آدمی اس وقت صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر۔ بیٹھا ہوا شخص اس میں کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس میں کوشش کرنے والے سے بہتر ہے تو تم اپنی کمانوں کو توڑ ڈالو اور اپنے چلّوں (کمانوں کی تانت) کو کاٹ ڈالو اور اپنی تلواریں پتھروں سے دے مارو پس اگر کوئی تم میں سے کسی کے اوپر چڑھ آئے (اسے قتل کرنے کے لئے) تو تم آدم کے بیٹوں میں سے اچھے (ہابیل) کی طرح ہو جاؤ۔ (خود قتل ہو جاؤ دوسرے مسلمان کو قتل نہ کرو)۔

تشریح : کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اس قدر سنگین جرم ہے کہ ایک موقعہ پر ایک صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تلوار عنائت فرمائی اور نصیحت فرمائی کہ اس تلوار سے کفار کے خلاف جہاد کرتے رہنا اور جب مسلمانوں کے دو گروہ آمنے سامنے دیکھو تو اس تلوار کو کسی پتھر پر اتنا مارنا کہ یہ ٹوٹ جائے پھر اپنے ہاتھ اور زبان کو مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے سے روک لینا اور اپنے گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔ چنانچہ جب حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اور مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کے مطابق وہ تلوار پتھروں پر مار مار کر توڑ دی۔ اور لکڑی کی ایک تلوار بنا کر میان میں ڈال کر گھر میں لٹکا دی۔ (طبقات ابن سعد)

یہی بات ایک اور صحابی سے متعلق بھی وارد ہوئی ہے: حضرت عدیسہ بنت اہبان کہتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں لڑائی میں اپنے ساتھ چلنے کو کہا میرے والد نے عرض کیا: میرے دوست اور تمہارے چچازاد بھائی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر لوگوں میں (مسلمانوں میں) اختلاف ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں لہذا میں نے وہ بنوالی ہے اگر پھر بھی آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں تو میں تیار ہوں عدیسہ فرماتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

(ترمذی: فی الفتن)

اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھی ہے کہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن جب مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہوئی تو انھوں نے اس سے لاتعلقی اختیار کر لی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہونے کا جب اصرار ہوا تو انھوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے ساتھ شریک ہوتا ہوں کہ تم لوگ مجھے ایسی تلوار لا کر دو جس سے میں کافر پر وار کروں تو وہ مر جائے اور مسلمان پر وار کروں تو اس پر کوئی اثر نہ ہو (کیونکہ میں کسی مسلمان کے خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا)۔ اور پھر اس خانہ جنگی سے بالکل لاتعلق رہنے کیلئے مدینہ کی آبادی سے بھی باہر چلے گئے۔ (معارف الحدیث)

آخرت میں قاتل کا حشر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُولُ يَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِي حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ قَالَ فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ قَالَ مَا نُسِخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا بُدِّلَتْ وَأَنَّى لَهُ التَّوْبَةُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: کتاب التفسیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مقتول شخص قاتل کو (پکڑ کر) لائے گا اور اس کی پیشانی اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا (یعنی مقتول کے ہاتھ میں) اور اس کی رگوں سے خون جاری ہوگا اور وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! اس نے مجھ کو قتل کر دیا یہاں تک کہ عرش کے پاس لے جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے توبہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ آیت

کریمہ تلاوت فرمائی (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا) (النساء: ۹۳) (ترجمہ: اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے، پڑا رہے گا اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب)۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ نہ تو یہ آیت منسوخ ہوئی اور نہ ہی بدلی گئی اور ایسے آدمی کی توبہ کہاں قبول ہو سکتی ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ الْعِبَادِ فِي الدِّمَاءِ (جامع ترمذی: الجلد الاول: ابواب الدیات)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ کریں گے۔

تشریح: طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور اس حدیث میں سب سے پہلے خون کا حساب لینے کا ذکر ہے بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے لیکن ممکن ہے کہ یہ حدیث حقوق العباد کے حساب سے متعلق ہو کہ حقوق العباد کا حساب لیتے وقت پہلے خون کا حساب لیا جائے گا اور نماز والی حدیث حقوق اللہ کے حساب سے متعلق ہو کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا واللہ اعلم۔

ایک مسلمان کو قتل کرنے کا وبال

عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَكَمِ الْبَجَلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ

(جامع ترمذی: الجلد الاول: ابواب الدیات: باب الحکم فی الدماء)

یزید رقاشی، ابوالحکم بجلی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کر رہے تھے کہ اگر تمام آسمانوں وزمین والے کسی مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔

کلمہ گو کا قتل

أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَقِيتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ وَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ

(صحیح بخاری: جلد سوم: کتاب الدیات)

حضرت مقداد بن کندی رضی اللہ عنہ، بنی زہرہ کے حلیف تھے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں کسی کافر سے ملوں اور وہ میرے ساتھ جنگ کرے اور تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ دے، پھر درخت کی آڑ میں پناہ لے کر کہے میں اللہ کا مطیع ہوں، (یعنی اسلام لے آیا) تو کیا اس کے اس طرح کہنے کے بعد اس کو قتل کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو قتل نہ کرو، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا، پھر یہ کلمہ اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کہا ہے، کیا میں (پھر بھی) اس کو قتل نہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اسے قتل نہ کرو، اگر تم نے اسے قتل کردیا تو وہ تمہاری جگہ قتل کرنے سے قبل والی حالت میں ہوگا اور تم اس کے کلمہ کہنے سے قبل والی حالت میں ہوگے، حبیب بن ابی عمرہ نے سعید سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جب کوئی مومن شخص اپنے ایمان کو کافروں کے ساتھ چھپائے ہوئے ہوا اور اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کردیا پھر تم نے اس کو قتل کردیا تو اسی طرح تم بھی مکہ میں پہلے اپنا ایمان چھپاتے پھرتے تھے۔

کلمہ گو کو قتل کرنے کا واقعہ

أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ

(صحیح بخاری: جلد سوم: کتاب الدیات)

حضرت اسامہ بن زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف جنگ کے لئے بھیجا، ہم لوگوں نے صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دیدی، ان کا بیان ہے کہ میں اور ایک انصاری اس قبیلہ کے ایک آدمی کے مدمقابل ہوئے، جب ہم نے اس پر حملہ کیا تو اس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ انصاری تو اس کو قتل کرنے سے رک گئے لیکن میں نے اپنے نیزے سے اس کو مارا، یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کر دیا، جب ہم واپس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے یہ کہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح بار بار فرماتے رہے، یہاں تک کہ میں آرزو کرنے لگا کہ کاش آج سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ

أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الفتن)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کے مدمقابل آجائیں تو پھر قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے کسی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ قاتل تو ٹھیک ہے لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

تشریح: صحیح مسلم کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اُٹھالیں تو اس وقت وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں پھر جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کردے تو دونوں جہنم میں داخل ہوجاتے ہیں۔

ذمیوں کا جانی تحفظ

ذمی کے قتل پر وعید

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاھَدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَإِنَّ رِیحَھَا تُوجَدُ مِنْ مَسِیرَۃِ أَرْبَعِینَ عَامًا

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب اثم من قتل معاھداً بغیر جرم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی ایسے شخص کو قتل کرے جس سے پہلے عہد و پیمان ہو چکا ہو تو اس قاتل کو جنت کی خوشبو تک نہ مل سکے گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے معلوم ہوتی ہے۔

تشریح: ذمی ان غیر مسلموں کو کہا جاتا ہے جو کسی اسلامی سلطنت سے وفاداری کا عہد کر کے اس سلطنت میں سکونت اختیار کریں اور اس اسلامی سلطنت نے اُنھیں امن دینے کی ذمہ داری لی ہو، شریعت اسلامیہ نے ذمیوں کو تمام شہری حقوق میں مسلمانوں کے مساوی قرار دیا ہے اور اُن کے مال جان، عزت آبرو کے تحفظ کو مسلمانوں کے مال جان، عزت آبرو کے تحفظ جیسا مرتبہ دیا ہے۔ ذمیوں کا اسلامی سلطنت کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد اس معاہدے کی پاسداری تمام مسلمانوں پر لازم ہو جاتی ہے۔

ایک مسلمان آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا جس نے ایک ذمی کو قتل کیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور قصاص اس مسلمان کو قتل کرنے کا حکم فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أنا أحقُّ مَنْ أوفٰی بذمتہ" ذمی کے حقوق کی حفاظت میرا اہم فریضہ ہے۔

(نصب الرایا، مصنف عبد الرزاق)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ نبوت میں جن غیر مذہب لوگوں کو اسلامی ممالک میں رہنے کی باقاعدہ اجازت دی گئی اور عہد ناموں کے ذریعے ان کے حقوق بھی متعین کیے گئے تھے

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو انھوں نے نہ صرف یہ کہ ان حقوق کو باقی رکھا بلکہ ان عہد ناموں پر مزید اپنی طرف سے مہر اور دستخط سے توثیق بھی فرمائی۔ اور ان کے اپنے دورِ خلافت میں جتنے علاقے فتح ہوئے وہاں کے ذمی لوگوں کو تقریباً وہی حقوق دیے جو مسلمانوں کو حاصل تھے۔ نیز ان کے معاہدوں میں یہ بات بھی درج تھی کہ جو ذمی بوڑھا، اپاہج اور مفلس ہو جائے گا تو اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا اور مسلمانوں کا بیت المال اس ذمی کی کفالت کرے گا۔ (کتاب الخراج: ص ۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی اسی طرح کا ایک مقدمہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمان قاتل کو قتل کرنے کا حکم فرمایا لیکن مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "من کان له ذمتنا لحومه کلحومنا ودیته کدیتنا"۔ کہ ذمیوں کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور ان کی دیت ہماری دیت کی طرح ہے۔

(نصب الرایا، طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد والے حکام کو یہ وصیت فرمائی کہ وہ ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کریں اور ان کے مال و جان کا دفاع کریں اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ لادیں۔

کسی ذمی کے ساتھ زیادتی کرنا

عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ آبَائِهِمْ دِنْيَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا! مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابو داؤد: الجلد الثانی کتاب الخراج)

صحابہ کرام کے بیٹوں سے مروی ہے وہ اپنے آباء کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! اگر کسی شخص نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کی حق تلفی کی یا اس پر اس کی حیثیت سے زیادہ بوجھ ڈالا یا اس کی مرضی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لی تو قیامت کے دن میں اس کا وکیل ہوں گا۔

خودکشی کی مذمت

تمہید

جس طرح کسی دوسرے انسان کو قتل کرنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح خودکشی کر کے اپنے آپ کو قتل کرنا بھی حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

(سورۃ النساء: ۲۹،۳۰)

اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہیں اور جو شخص ظلم و زیادتی کے طور پر ایسا کرے گا تو ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

خودکشی کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں جن کی کچھ تفصیل آئندہ احادیث میں مذکور ہے۔

خودکشی کرنے والا عام طور پر دنیاوی معاملات سے تنگ آکر اور حالات سے دلبرداشتہ ہو کر یہ اِقدام کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ بس مَر کر اس مصیبت سے آزاد ہو جاؤں گا، حالانکہ خودکشی مصیبت سے نکلنے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ مرنے کے بعد کی بڑی بڑی مصیبتوں اور سخت عذاب کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسے کسی نے کہا ہے:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کر بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اسلئے خودکشی کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے بلکہ دنیا میں ہمیشہ کی ذلت اور آخرت میں اللہ کی سخت ناراضگی اور شدید عذاب کا سبب ہے۔

خودکشی کسی بھی طرح کی جائے خواہ زہر کھا کر ہو یا اسلحہ سے مار کر یا بلندی سے چھلانگ لگا کر ہر طرح ناجائز اور حرام ہے۔ دراصل انسانی وجود اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کی امانت ہے اس میں کسی بھی ایسے تصرف کی اِجازت نہیں دی گئی جس سے اس وجود کو کوئی دنیاوی یا اُخروی نقصان پہنچے۔

ایک شخص نے حضرت مسروق (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے دشمن سے نجات مل گئی تو میں اپنے آپ کو ذبح کر دوں گا۔ اور اب مجھے دشمن سے نجات مل گئی ہے، کیا اب میں اپنی نذر پوری کر سکتا ہوں؟ حضرت مسروق نے فرمایا: تم اپنے آپ کو ذبح نہ کرو کیونکہ اگر تم مسلمان ہو تو پھر تم ایک مسلمان کی جان کو ذبح کرنے والے ہو جاؤ گے اور اگر تم کافر ہو تو پھر دوزخ میں جانے میں جلدی کرنے والے ہو جاؤ گے، لہٰذا تم اس کی بجائے ایک دنبہ خرید کر مساکین کو کھلا دو۔ (مشکوٰۃ)

خودکشی پر وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا أَبَدًا (جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب من قتل نفسه بسم او غیرہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے آپ کو کسی لوہے سے قتل کیا، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے اپنے پیٹ پر مارتا رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور جو آدمی زہر پی کر خودکشی کرے گا۔ اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ جہنم میں اسے پیتا رہے گا۔

خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے

عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللهُ بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب ماجاء فی قاتل النفس من کتاب الجنائز)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو زخمی تھا اس نے اپنی جان کو قتل کر ڈالا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میرے بندے نے اپنی جان خود ہی دیدی اس لئے میں نے جنت کو اس پر حرام کردیا۔

گلا گھونٹ کر یا گولی مار کر خودکشی کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: باب ماجاء فی قاتل النفس من کتاب الجنائز)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چبھو کر مارتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔

بلندی سے گر کر خودکشی کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب بیان غلیظ تحریم قتل الانسان نفسہ: من کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر قتل کیا تو وہ پہاڑ سے یوں ہی گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہے گا۔

مارنے کا اشارہ کرنا

مارنے کا اشارہ کرنے پر فرشتوں کی لعنت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ (صحیح مسلم: جلد الثانی: باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم (حضور اکرم) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے کسی بھائی کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ کیا تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اشارہ کرنا چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

تشریح: کسی مسلمان کو بلا وجہ خوف زدہ کرنا اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے اس حدیث کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ جب صرف مارنے کا اِشارہ کرنے پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے تو اگر وہی اسلحہ کسی مسلمان پر چلایا جائے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ کس قدر غضب ناک ہوں گے۔

شاید شیطان اسلحہ چلوا دے

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ

فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ

(صحیح مسلم: جلد الثانی: باب النهی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو چند احادیث نقل کی ہیں ان میں ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے اسلحہ چلوا دے اور پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے۔

تشریح: کسی قسم کا ہتھیار ہو یا کوئی اور ایسی چیز ہو جس سے دوسرے کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہو اس کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت زیادہ محتاط رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا: کنکری نہ پھینکو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند کرتے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خذف (کنکری پھینکنے) سے منع فرماتے تھے کیونکہ اس سے نہ شکار کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن مرتا ہے لیکن اس سے دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے حضرت عبداللہ نے اس کے بعد پھر اسے کنکری پھینکتے دیکھا تو اس سے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی خبر دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند سمجھتے تھے یا کنکری پھینکنے سے منع فرماتے تھے اگر میں نے تجھے کنکری پھینکتے دیکھا تو میں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ (مسلم: فی الصید)

اپنے اسلحہ کو سنبھال کر گزرنے کا حکم

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ تُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِشَيْءٍ أَوْ فَلْيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا

(سنن ابن ماجه: باب من کان معه سهام فلیأخذ بنصالها)

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تیر لے کر ہماری مسجد یا بازار سے گزرے تو اس کا پیکان تھام لے مبادا! کسی مسلمان کو لگ جائے یا فرمایا کہ اس کی نوک پکڑ لے۔

تشریح : اس معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر تاکید فرمائی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ننگی تلوار لینے اور دینے سے بھی منع فرمایا۔ (ترمذی)

چوری ڈاکہ زنی اور غصب

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں

(جامع ترمذی)

چوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے اور اس کا تعلق براہِ راست حقوق العباد کے ساتھ ہے، دنیا میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جو چور کے لئے انتہائی تکلیف اور ذلت کا باعث ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم ہے۔

چوری کی مذمت کا بیان

آیت مبارکہ

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸ (المآئدہ)

اور چور خواہ مرد ہو یا عورت، ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ بدلہ ہے ان کے جرم کا اور عبرت ناک سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چوری کی مذمت اور اس کی سزا

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَطَبَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ

مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَ يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ وَتَزَوَّجَتْ وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الحدود)

زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش نے اس عورت کے بارے میں مشورہ کیا جس نے غزوہ فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس (کی معافی کے) بارے میں کون بات کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس بات پر کوئی جرات نہ کرے گا۔ تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ تو اس عورت کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا: کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ تو اسامہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے لئے مغفرت طلب کریں۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ کی تعریف بیان کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا: اما بعد! تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کی توبہ بہت عمدہ تھی اور اس کے

بعد اس کی شادی ہوئی اور وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی اور میں اس کی ضرورت رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتی تھی۔

تشریح: چوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے اور اس کا تعلق براہِ راست حقوق العباد کے ساتھ ہے، دنیا میں چوری کی سزا ہاتھ کا کاٹنا ہے، جو چور کے لئے انتہائی تکلیف اور ذلت کا باعث ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم ہے، چوری کرنے والا اپنا جرم دنیا میں چھپا کر اگر دنیاوی سزا سے بچ بھی جائے تو آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کرکرہ نامی ایک شخص حضور ﷺ کے سامان کی حفاظت پر متعین تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے، پھر لوگ اس کی تفتیش کرنے لگے تو انہوں نے اس کے سامان میں ایک عباء دیکھی جو اس نے خیانت کر کے مال غنیمت میں سے چھپا کر رکھ لی تھی۔ (بخاری)

ایک رسی کی چوری پر شدید عتاب

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ غَنِيمَةً أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ فَيَجِيئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهُ وَيُقَسِّمُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا فِيمَا كُنَّا أَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَ أَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيئَ بِهِ فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنْ أَنْتَ تَجِيئُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهُ عَنْكَ

(سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: کتاب الجهاد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال غنیمت پہنچتا تو آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرماتے اور وہ لوگوں میں اعلان کرتے تو سب لوگ اپنا اپنا غنیمت لے کر آتے (اور آپ کے پاس

جمع کرا دیتے) پھر آپ اس میں سے (بیت المال کے لئے) پانچواں حصہ الگ کر کے باقی کو (تمام مجاہدین میں برابر برابر) تقسیم فرما دیتے۔ ایک شخص اس تقسیم کے بعد بالوں کی بنی ہوئی لگام لے کر آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مال غنیمت کا حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو نے بلال کو تین مرتبہ اعلان کرتے ہوئے سنا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تجھے کیا چیز اس کے لانے میں مانع تھی؟ اس نے معذرت پیش کی (مگر آپ نے اس کی معذرت قبول نہیں فرمائی) اور آپ نے فرمایا: اسی طرح رہ، اب تو اس کو قیامت کے دن ہی لے کر آئے گا۔ میں تجھ سے ہرگز یہ قبول نہ کروں گا۔

چوری کا مال آگ کا شعلہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

(صحیح بخاری: الجلد الثانی: کتاب المغازی: باب غزوۃ خیبر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر فتح کیا

اور ہمیں مال غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملا، بلکہ گائے، اونٹ، اسباب اور باغ ملے۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدعم نامی آپ کا غلام تھا جو بنو ضباب کے ایک آدمی نے آپ کو ہدیے میں دیا تھا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اتنے میں ایک ایسا تیر جس کے مارنے والے کا پتہ نہ تھا اس طرف آیا اور اس غلام کے لگ گیا، لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جو چادر اس نے خیبر کے دن مال غنیمت میں سے تقسیم ہونے سے پہلے لے لی تھی اس پر آگ کا شعلہ بنے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سن کر ایک آدمی ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا یہ چیز مجھے ملی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تسمے (بھی) آگ کے ہو گئے۔

چور سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ إِنَّهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ

(سنن نسائی: جلد اول: کتاب الجنائز)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی غزوہ خیبر میں مارا گیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اس پر نماز ادا کرلو (میں اس پر نماز نہیں پڑھتا) کیونکہ اس شخص نے اللہ کے راستہ میں چوری کی ہے۔ جس وقت ہم لوگوں نے اس شخص کا سامان دیکھا، تو یہود کے نگینوں میں سے ایک نگینہ پایا، جس کی قیمت دو درھم بھی نہیں تھی۔

ڈاکہ زنی اور غصب

تمہید

ڈاکہ زنی جیسا بھیانک فعل یعنی اسلحہ کے زور پر کسی کو لوٹنا، اسے اللہ تعالیٰ نے انتہائی سخت جرم قرار دیا ہے جس کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت سے کیا جاسکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

(مائدہ:۳۳)

جو لوگ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین پر فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی یہی سزا ہے کہ انھیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں، یا اُنھیں زمین (پر چلنے پھرنے) سے دور کر دیا جائے یہ تو ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے ڈاکہ زنی کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی طرح قرار دیا ہے، یعنی مسلمان کے مال اور جان کو نقصان پہنچانا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے برابر جرم ہے، پھر انکے اس عمل کو فساد کے لفظ سے تعبیر فرما کر اس کی مزید قباحت واضح فرمادی۔ قرآن پاک کی مذکورہ آیت میں ڈاکہ زنی کی چار سزائیں بیان کی گئی ہیں جن کی فقہاء کرام نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے:

۱ اگر ڈاکہ زنی میں کسی مسلمان کو قتل کیا اور مال نہیں لوٹا تو اس کی سزا یہ ہے کہ ڈاکوؤں کی پوری جماعت کو قتل کیا جائے گا۔

۲ اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو اس صورت میں ڈاکوؤں کو سولی پر چڑھا کر قتل کیا جائے گا۔

۳ اگر صرف مال لوٹا، جانی نقصان نہ پہنچایا ہو تو پھر ان کا مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کاٹا جائے گا یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا اس کا اُلٹ۔

۴ اگر مال بھی نہیں لوٹا اور جانی نقصان بھی نہیں پہنچایا بلکہ صرف لوگوں کو خوف زدہ کیا تو اس کی سزا یہ ہے کہ اُنھیں زمین سے نکال دیا جائے، اس کا مطلب بقول اِمام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے کہ اُنھیں قید کر دیا جائے۔

اس جرم کی ایک بڑی سزا یہ بھی ہے کہ اگر ڈاکو خود ڈاکہ زنی کے دوران کسی کے ہاتھوں قتل ہو جائے تو اسے غسل بھی نہ دیا جائے اور اس پر نمازِ جنازہ بھی ادا نہ کی جائے بلکہ ویسے ہی زمین میں دبا دیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ: ۱/۱۵۹)

مذکورہ آیت کا شانِ نزول بھی یہ ہے کہ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ طیبہ آئے اور مسلمان ہوئے، پھر بعد میں وہ مرتد ہو گئے اور مسلمانوں کے مالوں پر ڈاکہ زنی کی اور بہت سے اونٹ غصب کر کے بھاگ گئے اور ان اونٹوں کے چرواہوں کو اس طرح شہید کیا کہ ان کے جسم کے ٹکڑے کیے اور ان کی آنکھیں نکال دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ نے ان کے تعاقب میں صحابہ کرام کو بھیجا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو پکڑ لیا اور دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر یہی سزا نافذ فرمائی کہ ان کے جسم کے اعضاء کاٹے گئے پھر انھیں قتل کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

ڈاکہ زنی میں مرنے والا جہنم میں جائے گا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ فَأَنْتَ شَهِيدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ

(صحیح مسلم: الجلد الاول: باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال غیرہ بغیر حق کان القاصد مھدر الدم فی حقہ وان قتل کان فی النار وان من قتل دون مالہ فھو شھید)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو میرا مال لینے (چھیننے کیلئے) آئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو نہ دے، اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو بھی اس سے لڑ، اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھے مار ڈالے (قتل کر دے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو شہید ہوگا، اس نے عرض کیا: اگر میں اس کو مار ڈالوں (قتل کر دوں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گا۔

ڈاکہ زنی پر وعید

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا (ترمذی: الجلد الاول: باب ما جاء من النھی عن نکاح الشغار)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس

شخص نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ گناہ ایسے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں: ① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ ② کسی کو ناحق قتل کرنا۔ ③ کسی مسلمان کو لوٹنا۔ ④ جہاد کے دن بھاگنا۔ ⑤ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا ناحق مال لینا۔ (مسند احمد)

زمین پر ناجائز قبضہ کی ایک وعید

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ (صحیح بخاری: الجلد الاول: باب اثم من ظلم شیئًا من الارض)

حضرت سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی زمین پر ناحق قبضہ کرلیا، تو اُسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

زمین پر ناجائز قبضہ کی دوسری وعید

أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَ أَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُومَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ (بخاری: الجلد الاول: باب اثم من ظلم شیئًا من الارض)

حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ان کے اور چند لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا تھا، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، تو حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ ابوسلمہ! زمین سے بچو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بالشت بھر زمین کسی سے ظلماً لے لی، تو اُسے (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

ایمان اور ڈاکہ زنی جمع نہیں ہو سکتے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يَسْرِقُ سَارِقٌ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَزْنِي زَانٍ حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الشَّارِبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، يَعْنِي الْخَمْرَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، وَلَا يَنْتَهِبُ أَحَدُكُمْ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ، يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ أَعْيُنَهُمْ فِيْهَا، وَهُوَ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ.

(مسند احمد: مسند ابی ھریرۃ: ۸۱۸۷) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، جب کوئی آدمی بڑی مقدار میں لوٹ مار کرتا ہے اور مؤمن لوگ اپنی نگاہیں اُٹھا کر (بے بسی میں) اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور جب کوئی خائن خیانت کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہوتا، پس تم ان اُمور سے بچو، ان اُمور سے بچو۔

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ گناہ اس قدر خطرناک ہیں کہ ان کا مرتکب جب ان گناہوں میں مصروف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ گوارا نہیں کرتے کہ یہ شخص ان گناہوں کو بھی کرے اور اس کے دل میں ایمان بھی ہو، اس لئے عین ان گناہوں کے ارتکاب کے وقت اس کے دل سے ایمان نکال لیا جاتا ہے، اسی بات کو بیان کرتے ہوئے حدیث میں کہا گیا ہے کہ ان گناہوں کو کرنے والا مؤمن نہیں ہوتا۔

میت پر نوحہ (بین) کرنا

فرمانِ نبوی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکاری۔

(صحیح بخاری)

تمہید

زمانہ جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کوئی مرجاتا تو اس پر عورتیں تکلف کے ساتھ روتیں، سینہ کوبی کرتیں، اپنا چہرہ پیٹتیں اور بال نوچتیں، بلکہ اس کام کیلئے بطور اُجرت عورتیں بلائی جاتی تھیں، جو مخصوص انداز میں راگ لگا کر روتیں اور مرنے والے کے محاسن کو بیان کرتیں۔ اِسلام نے اس طریقے کو ناجائز اور ممنوع قرار دیا ہے، احادیث میں اسی عمل کو نوحہ کہا گیا ہے اور اس پر بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ اس میں ایک برائی یہ بھی ہے کہ کبھی اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی ذات پر شکوہ شکایت کرتے ہوئے زبان سے ایسا جملہ کفریہ نکل جاتا ہے جس سے آدمی کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاں! البتہ اگر مرنے والے کے غم میں بے اختیار آنسو نکل آئیں تو یہ منع نہیں، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق ایک حدیث میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی جانکنی کی حالت میں ان کے پاس تشریف لے گئے، تو اُن کی حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رونا آ گیا، آپ کو دیکھ کر آپ کے صحابہ بھی رونے لگے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! غور سے سنو! اور بات سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم پر گرفت نہیں فرماتا، کیونکہ اس میں بندہ بے اختیار ہے، پھر زبان کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا: لیکن اس کی غلطی پر۔ یعنی زبان سے نازیبا جملے نکالنے سے گرفت ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی تو ان کے گھر والے اُونچی آواز سے رونے لگے اور ان کے منہ سے ایسے جملے نکلے جو اُن کے اپنے حق میں بددعا بن رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے لئے خیر اور بھلائی کی دعا کرو اس لئے کہ تم جو کچھ بول رہے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نوحہ کی مذمت

أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ (صحیح مسلم: الجلد الاول: کتاب الجنائز)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ایسی ہیں کہ وہ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ اپنے حسب پر فخر اور نسب پر طعن کرنا، ستاروں سے پانی کا طلب کرنا اور نوحہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اُٹھے گی کہ اس پر تارکول کا کرتا اور زنگ کی چادر ہوگی۔

نوحہ کرنے پر وعید

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

(صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز: باب لیس منا من شق الجیوب)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکاری۔

تشریح : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ غم کے اثرات آپ پر ظاہر ہو رہے تھے۔ تو میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں کے رونے کا حال بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کو (چیخنے چلانے سے) روکو، وہ شخص چلا گیا، پھر دوسری بار آیا اور کہا کہ ان عورتوں نے میرا کہنا نہیں مانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو جا کر منع کرو، آپ کے پاس وہ تیسری بار پھر آیا۔ آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ وہ عورتیں ہم پر غالب آ گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ میں نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے، تو وہ نہیں کر سکا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے حکم دیا اور تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بار بار شکایت کر کے) اپنی حالت پر نہ رہنے دیا۔

(بخاری)

نوحہ کرنے کی وجہ سے میت کو تکلیف پہنچتی ہے

عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

(بخاری: الجلد الاول: کتاب الجنائز: باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص پر نوحہ کیا جائے تو نوحہ کی وجہ سے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔

تشریح : یہ حکم اُن لوگوں کے متعلق ہے جو اپنے اوپر نوحہ کرنے کے خواہشمند اور راضی ہوں، البتہ اگر اپنی زندگی میں اپنے پچھلوں کو منع کر دیا ہو یا اس کی ممانعت کی وصیت کر دی ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے

اہل خانہ سے کہہ دیا تھا کہ تم میرے اوپر نوحہ نہ کرنا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا۔

(سنن نسائی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر مار کر زخمی کیا گیا تو انھیں اس حالت میں دیکھ کر ان کی بیٹی اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا قدرے بلند آواز سے رونے لگیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حفصہ! تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جس پر بلند آواز سے رویا جائے اس پر عذاب ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب زخمی حالت میں کوئی پینے کی چیز دی گئی تو وہ زخم کے راستے باہر نکل آئی، یہ دیکھ کر (آپ کی زندگی سے مایوس ہوکر) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے لگے ہائے عمر! ہائے برادر! اس پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُنھیں منع کیا اور فرمایا: ارے میرے بھائی صہیب! تمہیں پتا نہیں کہ جس پر بلند آواز سے رویا جاتا ہے اس کی وجہ سے اسے عذاب ہوتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

نوحہ کا میت پر اثر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ جِيئَ بِأَبِي مُسَجًّى وَقَدْ مُثِلَ بِهِ قَالَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِي قَوْمِي فَرَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ أَوْ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقَالُوا بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ وَلِمَ تَبْكِي فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الفضائل)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب غزوہ اُحد کے دن میرے باپ کو کپڑے سے ڈھکا ہوا لایا گیا اس حال میں کہ ان کے اعضاء کاٹے گئے تھے، پس میں نے کپڑا اٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے منع

کردیا، میں نے پھر کپڑا اٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے منع کردیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اُٹھا دیا یا حکم دیا تو اسے اُٹھا دیا گیا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک رونے چلانے والی عورت کی آواز سنی تو فرمایا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیوں روتی ہے حالانکہ فرشتے برابر اس پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے تھے، یہاں تک کہ (تمہارے رونے کی وجہ سے) اُٹھالیا گیا۔

نوحہ سننے والے پر بھی لعنت ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَ الْمُسْتَمِعَةَ.

(سنن ابوداؤد: الجزء الثانی: باب النیاحیة)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ (دلچسپی سے) سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

نصائح نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرمانِ نبوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نیکی کی کسی بات کو حقیر مت سمجھو اور اگر تم اپنے بھائی سے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملو تو بیشک یہ نیکی ہے۔ اور اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو اس لئے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے اندر جس عیب کا اسے علم ہو اس سے تمہیں عار دلائے تو تم اسے اس کے عیب سے عار مت دلانا کیونکہ اس کا وبال اُسی پر پڑے گا۔

(سنن ابوداؤد)

اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زندگی میں مطمئن رہنے کا اُصول

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ وَمَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب صفة القیامه)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی اسے صابر شاکر نہیں لکھے گا۔ ایک یہ کہ دین کے معاملات میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی پیروی کرنے کی کوشش کرے، دوسرے یہ کہ دنیاوی معاملات میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اسے اس پر فضیلت دی ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص دینی معاملات میں اپنے سے کم تر کی طرف دیکھے اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے بڑے لوگوں کی طرف دیکھے اور جو کچھ اسے نہیں ملا اس پر افسوس کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شاکر اور صابر لوگوں میں نہیں لکھتے۔

تشریح: یہی مضمون بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی نگاہ ایسے شخص پر پڑے جو

مال اور شکل میں تم سے اچھا ہے تو تم فوراً اُس شخص کا تصور کرو جو اِن دو باتوں میں تم سے کم ہے۔

جو شخص بھی اس اُصول کو اپنائے گا اُسے حقیقی سکون بھی حاصل ہو گا اور ہر قسم کی بے چینی، اِضطراب اور حسد سے محفوظ رہے گا، اِطمینان قلبی کی دولت نصیب ہو گی، سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کے ہاں صبر و شکر کرنے والوں میں شمار ہو گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کی پہلی جلد کے اختتام پر کپڑوں کو پیوند لگانے کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ عون بن عبداللہ سے بھی منقول ہے کہ میں نے مالداروں کی صحبت اختیار کی تو اپنے سے زیادہ غمگین کسی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ ان کی سواری میری سواری سے بہتر اور ان کے کپڑے میرے کپڑوں سے بہتر ہوتے تھے۔ پھر جب فقراء کی صحبت اختیار کی تو مجھے سکون کی دولت نصیب ہوئی۔ (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ نصیحتیں

عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ

(سنن ابو داؤد: الجلد الثانی: باب ما جاء فی إسبال الازار)

حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا: کہ مجھے نصیحت کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم ہرگز کسی کو گالی مت دینا'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کسی

کو بھی گالی نہیں دی، نہ کسی غلام کو، نہ کسی آزاد کو، نہ کسی اونٹ کو، نہ کسی بکری کو
۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ''نیکی کی کسی بات کو حقیر مت سمجھو!
اور اگر تم اپنے بھائی سے ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ ملو تو بیشک یہ نیکی
ہے۔ اور اپنے تہبند کو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا رکھو، پس اگر یہ نہ
ہو سکے تو کم از کم ٹخنوں سے اونچا رکھو اور تہبند (شلوار یا پاجامہ وغیرہ) ٹخنوں
سے نیچے لٹکانے سے بچتے رہو، اس لئے کہ یہ تکبر میں سے ہے اور بیشک اللہ
تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے
اندر جس عیب کا اُسے علم ہو اس سے تمہیں عار دلائے تو تم اُسے اس کے عیب
سے عار مت دلانا، کیونکہ اس کا وبال اُسی پر پڑے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِحْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ
اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ وَ إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ
بِاللهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ
لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ
بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ
وَجَفَّتِ الصُّحُفُ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الزهد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ (سواری پر) نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے! میں
تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں: وہ یہ کہ ہمیشہ اللہ کو یاد رکھ! وہ تیری حفاظت کرے
گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ! تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو اللہ تعالیٰ

سے مانگ اور اگر مدد طلب کرے تو صرف اسی سے مدد طلب کر۔ اور جان لو! کہ اگر پوری اُمت اس بات پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز میں فائدہ پہنچائیں تو بھی وہ صرف اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اس لئے کہ قلم اٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے۔

ایک شفقت بھری نصیحت

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِي يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ (جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب العلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹے! اگر تجھ سے ہو سکے تو تو ایسا کر کہ اپنی صبح وشام اس حالت میں کر کہ تیرے دل میں کسی کے لئے کوئی برائی نہ ہو۔ پھر فرمایا: اے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا، گویا کہ اس نے مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

متروکہ سنت کو زندہ کرنے کا اجر

عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ اِعْلَمْ قَالَ

مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اِعْلَمْ يَا بِلَالُ قَالَ مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّهُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا تُرْضِي اللهَ وَرَسُولَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب العلم)

حضرت کثیر بن عبداللہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جان لو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا جان لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ جس نے میرے بعد کوئی ایسی سنت زندہ کی جو مٹ ہو چکی ہو (یعنی لوگ اس پر عمل کرنا چھوڑ چکے ہوں) تو اس کے لئے بھی اتنا ہی اجر ہوگا جتنا اسی پر عمل کرنے والے کے لئے، اس کے باوجود ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند نہیں کرتے تو اس پر اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس برائی کا ارتکاب کرنے والوں پر ہے اور اس سے ان کے گناہوں کے بوجھ میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔

ایک نصیحت بھرا وعظ

فَقَالَ الْعِرْبَاضُ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا

وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (سنن ابوداؤد: الجلد الثانی: باب فی لزوم السنة)

حضرت عرباض نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز ہمیں نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایک بلیغ اور نصیحت بھرا وعظ فرمایا کہ جسے سن کر آنکھیں بہنے لگیں اور قلوب اس سے ڈر گئے تو ایک کہنے والے نے کہا: یارسول اللہ ﷺ گویا کہ یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے۔ تو آپ ہمارے لئے کیا مقرر فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور سننے کی اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ ایک حبشی غلام تمہارا امیر ہو، پس جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا، عنقریب وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، پس تم پر لازم ہے کہ تم میری سنت اور میرے خلفائے راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اُسے ڈاڑھوں سے محفوظ پکڑ کر رکھو اور دین میں نئے اُمور نکالنے سے بچتے رہو کیونکہ (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

سات آدمی اللہ کے سائے میں ہوں گے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ فَاجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ

مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الحب فی اللہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا سایہ نصیب ہوگا، جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نشونما پائی ہو، وہ شخص جو مسجد سے نکلتا ہے تو واپس مسجد جانے تک اس کا دل اسی میں لگا رہتا ہے، ایسے دو شخص جو آپس میں اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اور اسی پر ملتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں، اور وہ شخص جسے حسین وجمیل اور حسب ونسب والی عورت زنا کے لئے بلائے اور وہ یہ کہہ کرا نکار کردے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، ایسا شخص جو اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

ایک احساس اور فکر

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي يَا عَبْدَ اللهِ مَا اسْمُكَ غَدًا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی قصر الامل)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے

بدن کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا: کہ دنیا میں کسی مسافر یا کسی راہ گیر کی طرح رہو اور خود کو قبر والوں میں شمار کرو۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا: اگر صبح ہو جائے تو شام کا بھروسہ نہ کرو اور اگر شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو بیماری آنے سے پہلے صحت سے اور موت آنے سے پہلے زندگی سے فائدہ حاصل کرلو، کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ کل تم زندہ ہو گے یا مر جاؤ گے۔

پانچ نصیحتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ

(جامع ترمذی: المجلد الثانی: ابواب الزهد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھ کر ان پر عمل کرے، یا کسی ایسے شخص کو سکھائے جو ان پر عمل کرے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں سیکھتا ہوں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں۔ آپ نے فرمایا: حرام کاموں سے پرہیز کرو! سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ اللہ کی تقسیم پر راضی رہو! اس سے تم لوگوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرو! اس

سے تم مومن ہو جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو! اس سے تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ زیادہ مت ہنسو! کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تَنْتَظِرُونَ إِلَّا فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ غِنًى مُطْغِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوْ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوْ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ما جاء فی المبادرۃ بالعمل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سات چیزوں کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلو! کیا تم بھلا دینے والے فقر کا انتظار کرتے ہو؟ یا سرکش کر دینے والی امیری کا؟ یا فاسد کر دینے والی بیماری کا؟ یا مخبوط الحواس کر دینے والے بڑھاپے کا؟ یا جلدی رخصت کرنے والی موت کا؟ یا دجال کا؟ جو ان چیزوں میں سے جو اب تک غائب ہیں سب سے برا ہے، یا قیامت کا (انتظار ہے)؟ اور قیامت تو بہت ہی سخت اور کڑوی چیز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار نصیحتیں

قَالَ أَبُو كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَلَاثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ أَوْ كَلِمَةً

نَحْوَهَا وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا فَاحْفَظُوهُ قَالَ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَيَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهَذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر)

حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تین باتوں کے متعلق قسم کھاتا اور تم لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں، تم لوگ یاد رکھنا! پہلی بات یہ کہ کسی صدقہ یا خیرات کرنے والے کا مال صدقہ یا خیرات سے کبھی کم نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ کوئی مظلوم ایسا نہیں کہ اس نے ظلم پر صبر کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی عزت نہ بڑھائیں۔ تیسری یہ کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ یا اسی طرح کچھ فرمایا: چوتھی یہ بات یاد کرلو کہ دنیا چار قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ ① ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دونوں دولتوں سے نوازا ہو اور وہ اس میں تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ ② وہ شخص جسے علم تو دیا گیا لیکن دولت سے نہیں نوازا گیا، چنانچہ وہ صرف دل کے ساتھ اپنی اس تمنا کا اظہار کرتا ہے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی جس سے میں فلاں شخص کی طرح عمل کرتا (مذکورہ بالا شخص کی طرح) ان دونوں شخصوں کے لئے برابر اجر و ثواب ہے۔ ③ ایسا مالدار جو علم کی دولت سے محروم ہو اور اپنی دولت کو ناجائز کاموں پر خرچ کرے، وہ اس کے کمانے

میں نہ اللہ کے خوف کو ملحوظ رکھے اور نہ اس سے صلہ رحمی کرے اور نہ ہی اس کی زکوٰۃ وغیرہ ادا کرے یہ شخص سب سے بدتر ہے۔ ④ ایسا شخص جس کے پاس نہ دولت ہے اور نہ علم، لیکن اس کی تمنا ہے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی تو میں فلاں کی طرح (ناجائز کاموں میں) خرچ کرتا، یہ شخص بھی اپنی نیت کا مسئول ہے اور اِن (آخری) دونوں کا گناہ بھی برابر ہے۔

اپنے گھر اور کھانے کو شیاطین سے بچاؤ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ (صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے تو داخل ہوتے وقت اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے شیطانوں سے) کہتا ہے کہ آج تمہارے لئے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ نہ ملی اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں اس گھر میں رات گزارنے کے لئے جگہ مل گئی، اور جب انسان کھانا کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات گزارنے کی جگہ اور شام کا کھانا مل گیا۔

جانوروں اور بچوں کو شیاطین سے بچاؤ

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِیَکُمْ وَصِبْیَانَکُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْبَعِثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربہ: باب استحباب تخمیر الاناء)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے تو تم اپنے جانوروں اور بچوں کو نہ چھوڑو (یعنی بچوں کو اکیلے باہر نہ بھیجو) یہاں تک کہ شام کا اندھیرا جاتا رہے، کیونکہ شیاطین سورج کے غروب ہوتے ہی چھوڑ دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ شام کا اندھیرا اور سیاہی ختم ہو جائے۔

تشریح: ایک حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب رات کی تاریکی آنے لگے یا یہ فرمایا: جب شام ہو جائے تو تم اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے باز رکھو! کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب تھوڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ سکتے ہو۔ اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ اسی باب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مرفوعاً منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شام کے وقت برتنوں کو ڈھانک دو اور پانی کے برتنوں کا منہ بند کر دو اور دروازوں کو بھی بند کر دو اور اپنے بچوں کو عشاء کے وقت باہر جانے سے باز رکھو، کیونکہ اس وقت جنات پھیل جاتے ہیں اور ان کی دست برد ہوتی ہے اور سوتے وقت چراغ کو بجھا دو، کیونکہ چوہا کبھی (جلتی) بتی کھینچ کر لے جاتا ہے جس سے گھر والے جل جاتے ہیں۔ (بخاری: فی بدء الخلق)

رات کو اپنے برتنوں کو ڈھانپ دو

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ

(صحیح مسلم: الجلد الثانی: کتاب الاشربہ: باب استحباب تخمیر الاناء)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: کہ تم اپنے برتنوں کو ڈھانک کے رکھو اور مشکیزوں کا منہ بند کر دیا کرو، کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے کہ جس میں بیماری نازل ہوتی ہے اور پھر وہ بیماری جو برتن یا مشکیزہ کھلا ہوا ہو، اس میں داخل ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نصیحت

وَعَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: قُلْتُ: لِأَبِي الدَّرْدَاءِ: مَالَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ؟ فَقَالَ: أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَئُودًا لَا يَجُوزُهَا المثقلون«. فَأُحِبُّ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ

(مشکوۃ المصابیح)

حضرت اُم درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے شوہر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) مال و اسباب اور منصب نہیں مانگتے جیسا کہ فلاں فلاں لوگ مانگتے ہیں؟ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے (یاد رکھو!) تمہارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے اس سے وہ لوگ آسانی اور سہولت کے ساتھ نہیں گزر سکیں گے جو زیادہ بوجھ والے ہیں۔ چنانچہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنا بوجھ ہلکا رکھوں (دنیاوی مال واسباب میں کم سے کم پر صبر وقناعت کروں) تاکہ اس گھاٹی سے آسانی وسہولت کے ساتھ گزر سکوں۔

دو چیزیں خطرناک ہیں

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الْهَوَى وَطُولُ الْأَمَلِ فَأَمَّا الْهَوَى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَأما طول الأمل فيُنسى الْآخِرَةَ وَهَذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَهَذِهِ الْآخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُونَ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن لَا تَكُونُوا بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوا فَإِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِي دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَأَنْتُمْ غَدًا فِي دَارِ الْآخِرَةِ وَلَا عَمَلَ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی اُمت کے بارے میں جن دو چیزوں سے زیادہ ڈرتا ہوں، ان میں سے ایک تو خواہش نفس ہے، دوسری چیز عمر لمبی ہونے کی آرزو ہے، پس نفس کی خواہش حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے سے روکتی ہے اور درازی عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور (یاد رکھو!) یہ دنیا کوچ کر کے چلی جانے والی ہے اور آخرت کوچ کر کے آنے والی ہے، ان دونوں (یعنی دنیا اور آخرت) میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں، اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا ضرور کرو کیونکہ تم آج دنیا میں ہو جو دارالعمل ہے جہاں عمل کا

حساب نہیں لیا جاتا، جب کہ تم کل آخرت کے گھر میں جاؤ گے تو وہاں عمل کرنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔

چار چیزوں کی حفاظت کا حکم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا حِفْظُ أَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طَعْمَةٍ.

(مشکوۃ المصابیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگو! چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تم میں پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے کا تمہیں کوئی غم نہیں ہونا چاہئے، ایک تو امانت کی حفاظت کرنا (یعنی حقوق کی حفاظت وادائیگی کرنا اور ان حقوق کا تعلق خواہ پروردگار سے ہو یا بندوں سے اور یا اپنے نفس سے)۔ دوسرے سچی بات کہنا۔ تیسرے اخلاق کا اچھا ہونا۔ اور چوتھے کھانے میں احتیاط و پرہیز گاری اختیار کرنا (یعنی حرام و ناجائز کھانے سے پرہیز کرنا اور زیادہ کھانے سے اجتناب کر کے بقدر حاجت و ضرورت پر اکتفا کرنا۔

تین نصیحتیں

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عِظْنِي وَأَوْجِزْ. فَقَالَ: " إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا، وَاجْمَعِ الْإِيَاسَ

مِمَّا فِي يَدَيِ النَّاسِ " (مسند احمد، مشکوۃ المصابیح)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جو مختصر اور جامع ہو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو اللہ کے سوا ہر چیز یعنی مخلوق اور اپنے نفس کو رخصت کرنے اور چھوڑنے والا ہے۔ اور اپنی زبان سے ایسی کوئی بات نہ نکالو جس کے سبب تمہیں کل (قیامت کے دن، اللہ کے سامنے) عذر کرنا پڑے اور اس چیز سے نا اُمید ہو جانے کا پختہ ارادہ کرلو جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے (یعنی لوگوں کے مال و متاع سے اپنی امید وابستہ نہ کرو اور اللہ نے تمہاری قسمت میں جتنا لکھ دیا ہے اور تمہیں جو کچھ دے دیا ہے اسی پر قناعت و کفایت کرو)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ. فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: " يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا، وَقَبْرِي ". فَبَكَى مُعَاذٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: " إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا " (مجمع الزوائد: ۱۴۲۳۸، مشکوۃ المصابیح)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے انہیں (قاضی یا عامل بنا کر) یمن روانہ فرمایا تو آپ ﷺ رخصت کرنے کے لئے کچھ دور تک ان کے ساتھ گئے اور اس دوران آپ ﷺ ان کو نصیحت فرماتے رہے، نیز اس وقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تو اپنی سواری پر سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نصائح و ہدایات سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! میری عمر کے اس سال کے بعد شاید تم مجھ سے ملاقات نہیں کرسکو گے اور ممکن ہے کہ تم جب یمن سے واپس لوٹو گے تو مجھ سے ملاقات کرنے کی بجائے میری اس مسجد اور میری قبر سے گزرو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے غم میں رونے لگے اور رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف سے منہ پھیر کر مدینہ کی جانب اپنا رخ کرلیا۔ پھر فرمایا: میرے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے ہوں (یعنی چاہے وہ کسی بھی ملک وقوم، رنگ ونسل اور کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں)۔

ہدایت یافتہ ہونے کی نشانی

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {فَمَنْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ} (الأنعام: ١٢٥) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ النُّورَ إِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عِلْمٍ يُعْرَفُ بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، التَّجَافِي مِنْ دَارِ الْغُرُورِ، وَالْإِنَابَةُ إِلَى دَارِ الْخُلُودِ، وَالِاسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِهِ. (مرقاۃ المفاتيح شرح مشكوۃ المصابيح: كتاب الرقاق)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (سورۃ الانعام: ۱۲۵)

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت بخشنا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اِسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے) پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جب ہدایت کا نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کہ یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس حالت و کیفیت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کو پہچانا جا سکے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس کی نشانی ہے، دار الغرور (دنیا) سے دور ہونا، آخرت جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا جہان ہے کی طرف رجوع کرنا اور اسی کی طرف متوجہ رہنا اور موت سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔

سات مہلک باتوں سے بچنے کا حکم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیح بخاری: الجلد الاول: کتاب الوصیایہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کونسی باتیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور جہاد سے فرار ہونا یعنی بھاگنا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

جب موت زندگی سے بہتر ہوگی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَائَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَائَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: ابواب الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں، تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے (یعنی اس وقت زندگی موت سے بہتر ہے) اور جب تمہارے حاکم شریر لوگ ہوں، تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت زمین کا بطن تمہارے لئے اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے (یعنی اس وقت ان حالات کے ساتھ موت زندگی سے بہتر ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کے متعلق ایک خدشہ

عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری:الجلد الاول: کتاب الزکوٰۃ)

حضرت عطاء بن یسار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ ایک دن منبر پر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: کہ میں اپنے بعد تم لوگوں کے متعلق دنیا کی زیب و زینت سے ڈرتا ہوں کہ اس کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا اچھی چیز بری چیز کو لائے گی؟ نبی ﷺ خاموش رہے، تو اس شخص سے کہا گیا، کیا بات ہے، تو نبی ﷺ سے گفتگو کرتا ہے اور حضور تجھ سے گفتگو نہیں کرتے؟ ہم نے خیال کیا کہ آپ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے، آپ نے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا اس کی تعریف کی اور فرمایا: اچھی چیز بری چیز پیدا نہیں کرتی مگر موسم ربیع میں ایسی گھاس بھی اُگتی ہے جو ہلاک کر دیتی ہے، یا تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہے مگر وہ جانور جو سبز گھاس چرے یہاں تک کہ جب اس کا پیٹ بھر جائے، تو وہ آفتاب کی طرف رخ کر کے لید اور پیشاب کرے اور چرتا رہے، اسی طرح یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے، کیا ہی بہتر ہے اس مسلمان کا مال جو اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافروں کو دیتا ہے، یا جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس کو ناحق لیتا ہے وہ اس شخص

کی طرح ہے، جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

دوستی اور دشمنی میں اعتدال رکھو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُرَاهُ رَفَعَهُ قَالَ أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا

(جامع ترمذی: الجلد الثانی: باب ماجاء فی الاقتصاد فی الحب والبغض)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا معاملہ رکھو، شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے اور دشمن کے ساتھ دشمنی میں بھی میانہ روی ہی رکھو کیونکہ ممکن ہے کہ کل وہی تمہارا دوست بن جائے۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے کام کی بات ارشاد فرمائی ہے کہ دوستی اور دشمنی دونوں میں اعتدال اختیار کرو، عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے دوستی کی اور پھر اسے اپنے سارے رازوں سے آگاہ کر دیا پھر جب کبھی اس سے عداوت پیدا ہوئی تو اب سب سے بڑی پریشانی یہ ہوتی ہے کہ اپنے راز غیر محفوظ ہو گئے۔ اسی طرح جب کسی سے دشمنی ہوئی تو نفرت میں آکر اسے اتنا کچھ کہہ دیا جاتا ہے کہ بعد میں جب اس سے دوستی ہو جاتی ہے تو اپنی کہی ہوئی باتوں پر خود کو ہی ندامت ہوتی ہے ان دونوں قسم کی پریشانیوں سے بچنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے قاضی بکار بن قتیبہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ یہ محدثین میں سے ہیں اور امام طحاوی کے شاگرد ہیں، ان کے

متعلق لکھا ہے کہ وقت کا بادشاہ ان کا بہت عقیدت مند ہوگیا، ہر معاملے میں ان سے رہنمائی لیتا اپنی دعوتوں میں شریک کرتا، ان کی ہر سفارش قبول کرتا، اور قیمتی ہدایا پیش کرتا، حتیٰ کہ ان کو اپنے پورے ملک کا قاضی مقرر کردیا اور اہم اہم سب فیصلے انہی کے پاس آتے، ایک عرصے تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ایک مرتبہ بادشاہ نے کوئی غلط کام کیا اور ان سے وہ کام صحیح ثابت کروانا چاہا تو انھوں نے اس کے غلط ہونے کا ہی فیصلہ دیدیا اور واضح طور پر کہا کہ بادشاہ کا یہ کام شریعت کے خلاف ہے۔اس پر بادشاہ ناراض ہوگیا کہ ہم نے اس قدر ان کو نوازا ہے اور انھوں نے ہمارے خلاف فیصلہ دیدیا، بادشاہ نے اپنی تنگ نظری کی بنا پر ان کو قضاۃ کے عہدے سے بھی معزول کردیا اور پھر اپنا ایک قاصد ان کی طرف بھیجا کہ ہم نے تمہیں اب تک جتنے تحفے ہدیے دیئے ہیں وہ سب واپس کرو، کیونکہ اب تم نے ہماری مرضی کے خلاف کام شروع کردیا ہے۔بادشاہ نے ایسا اسلئے کیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ہدایا اور تحائف کی واپسی ان کے لئے ناممکن ہوگی اس لئے میں ان کو ذلیل و رُسوا کروں گا ،لیکن بادشاہ کی توقع کے خلاف وہ اس قاصد کو اپنے گھر لے گئے اور ایک الماری کا تالا کھولا تو وہ پوری الماری تھیلیوں سے بھری ہوئی تھی۔شیخ ابن قتیبہ نے اس قاصد سے کہا کہ تمہارے بادشاہ نے جو تحائف کی تھیلیاں مجھے دی تھیں وہ سب اس الماری میں محفوظ رکھی ہوئی ہیں اور ان تھیلیوں پر جو مہر لگی ہوئی تھی وہ مہر بھی ابھی تک نہیں ٹوٹی ، یہ سب تھیلیاں اُٹھا کر لے جاؤ، اس لئے کہ جس دن سے بادشاہ کے ساتھ میرا تعلق قائم ہوا ہے الحمدللہ اسی دن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ذہن میں تھا "احبب حبيبك هونا ما عسىٰ ان يكون بغيضك يوما" اپنے دوست کے ساتھ میانہ روی کا معاملہ رکھو، شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن بن جائے۔مجھے اندازہ تھا کہ شاید کوئی وقت ایسا آئے گا کہ مجھے سارے تحفے واپس کرنے پڑیں گے۔الحمدللہ بادشاہ کے دیئے ہوئے ہدیے اور تحفوں میں سے ایک ذرہ بھی اپنے استعمال میں نہیں لایا۔

(اصلاحی خطبات: ج ۱۰)